خریداری کمیته خرید منابع
(غیر خطی) ۱/۱
۱۳۸۴ کسی

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمۃً

خزینۃُ المعانی

یعنے

مجموعۂ قصائد و قطعات جناب مولٰنا محمد عبد الغنی خاں
صاحب مرحوم المتخلص بہ غنی

حسبِ فرمایش

عالی جناب نواب صدر یار جنگ بہادر مولوی محمد حبیب الرحمن خاں صاحب

باہتمام محمد مقتدیٰ خاں شروانی

بمقام مسلم یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ پریس علی گڑھ میں چھپا

(امید منزل حیدرآباد دکن سے شایع ہوا)

در دفتر کتب کتابخانه ملی
بشماره ۲۵۶۹۷
ثبت گردید

ہدیہ
بخدمت سرآمد اذکیای زمانہ مکرم و محترم جناب سید خورشید علی صاحب
ادام اللہ الطافہ الممدود الی الشرف
از نیاز کیش مخلص
عبدالحمید خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مقدمہ

اربابِ معنی پر مخفی نہ رہے کہ "خزینۃ المعانی" نام ہے مجموعۂ قصاید کا جو تصنیف ہیں اُستاذی و مولائی مولٰنا عبد الغنی خاں صاحب غنیؔ تخلص کے، غفرلہ اہلِ غنا کا خزانہ لٹا کرتا ہے۔ جو اُن کو مبدءِ فیاض سے ملتا ہے دوسروں کو پہنچا دیتے ہیں۔ بخشتے ہیں اور ٹکسالی مال بخشتے ہیں۔ یہ قصائد بھی خزینۃ المعانی کا ٹکسالی مال ہیں؛ اہلِ نظر ملاحظہ فرمائیں۔ مشک عطر بیز ہے عطار خاموش۔

اُستاد مبرور نکتہ رس، معنی آفریں طبیعت لے کر اس عالم میں آئے تھے۔ جودتِ استعداد اور سلامت فطرۃ فضلاے عصر کو تسلیم تھی۔ اُستاذ العلما مولٰنا لطف اللہ صاحب مغفور کا یہ مقولہ تلامذۂ خاص کی زبانوں پر رہا کہ "عبد الغنی

نے گیارہ برس مجھ سے پڑھا کبھی بیجا اعتراض نہیں کیا۔" مرحومی مولانا عبد الحی صاحب فرنگی محلی کی ایک تحریر دستِ خاص کی میرے پاس محفوظ ہی اس میں استعداد علمی اور حسن تعلیم کی تعریف کی ہی۔

فارسی سے مناسبت طبعی تھی۔ مطالعہ وسیع تھا اور عمیق۔ شاہد عدل کتاب ارمغان آصفی ہی۔ نثر فارسی کا ایسا ہی ذوق تھا جیسا نظم کا۔ یہ وصف کمیاب ہے، خصوصًا دور حاضر میں۔ بیاض نثر اُسی طرح مہیا کی تھی جس طرح نظم کی بیاض مہیا کی جاتی ہی ایک یادگار میرے کتاب خانہ میں بھی ہی۔ اِس میں مختلف عنوانوں پر مماثل نثریں اساتذۂ نثر کی جمع کی گئی ہیں۔

طالب علمی

مولوی احمد شیر خاں، مولوی عبد اللہ خاں علوی کے داماد محلہ میں مکتب پڑھایا کرتے تھے۔ یہ مکتب مولوی صاحب کے مکان سے تقریبًا دو میل کے فاصلے پر تھا۔

دہلی مرحوم کی آخری بہار جن فارسی اہلِ کمال پر نازاں تھی اُن میں علوی بھی تھے۔ صہبائی اُن کے شاگرد تھے۔ اس تقریب سے مولوی احمد شیر خاں نے دلّی کی صحبتیں اچھی طرح دیکھی تھیں۔ مکتب میں ان صحبتوں کا ذکر کرتے شاگرد سنتے۔ فارسی کے نکات بیان کرتے اس طرح مولوی صاحب کے دل میں علم کا ایک ذوق پیدا ہوا۔ شوق طلب کا یہ عالم تھا کہ نشست کے تخت کی کیلوں کی شمار پر سبق یاد کرتے۔ جتنی کیلیں تھیں سب کی تعداد کے مطابق سبق دہرا لیتے۔ صبح کھانا کھا کر گھر سے

نکلتے شام کو آتے۔ دن بھر مکتب میں رہتے۔ استاد یہ شوق دیکھ کر بے تکلفانہ کہتے
"لڑکے تو نے تو تسلی (تحصیل) تمام کرلی"۔ جب فارسی کی اوپر کی کتابیں پڑھنے
لگے تو حسبِ حال استاد کی تقریر میں مطالب ہوتے ساتھ ہی کہتے کہ اس سے زیادہ کا
سمجھنا عربی جاننے پر منحصر ہے۔ اس سے عربی کا شوق پیدا ہوا۔ مگر وطن میں اس کے
پورے ہونے کا ساماں نہ تھا۔ بالآخر گھر چھوڑا۔ فرغل اوڑھے ہوئے ایک بغل
میں کتابیں دوسری میں ایک جوڑا کپڑوں کا لیئے گھر سے بے اطلاع نکل کھڑے
ہوئے۔ زادِ راہ یہ تھا کہ بڑی بہن نے چھپا کر دو روپیہ دیدیئے تھے۔ یہ واقعہ
علّامۂ قوشچی شارح چغمینی کے واقعہ سے کس قدر مناسب ہے۔ علّامۂ ممدوح بھی
گھر سے چھپکر طالب علمی کے لیئے نکلے تھے۔ بہن نے اپنا زیور کتابوں میں چھپا کر
رکھ دیا تھا۔

غرض پیادہ پا فرخ آباد پہنچے۔ وہاں نواب عبدالعزیز خاں صاحب مرحوم
عزیز (حافظ رحمت خاں مرحوم والی روہیلکھنڈ کے گھرانے کے چشم و چراغ) دولت کا
کرتے تھے۔ مفتی عنایت احمد صاحب مغفور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ان سے
عربی شروع کی صرف کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ شوق بلند تر آستانہ کا
متقاضی تھا۔ فرخ آباد سے پیادہ پا کانپور پہنچے۔ شوق نے کہا ع

آستانے بود مطلوب آسمانے یافتم

مدرسۂ فیض عام مولانا سید حسین شاہ صاحب و آصف بخاری اور مولانا لطف اللہ

جمهوری اسلامی ایران

صاحب کے فیوض تدریس سے رشکِ بخارا و شیراز بنا ہوا تھا۔ حافظ برخوردار مہتمم تھے۔ رہنے کو تو ایک تنگ و تاریک مختصر حجرہ مسجد میں ملا مگر شوق نے حسب حوصلہ سامان کمال پا لیا۔ پورے انہماک سے تحصیل علم میں مصروف ہو گئے۔ مولانا سید حسین شاہ صاحب سے سبق شروع ہو گیا۔ مدرسہ جاتے تو راستہ میں شرح مائۃ عامل ہدایۃ النحو زبانی پڑھتے جاتے۔ اس طرح یہ وقت بھی ضائع نہ ہوتا۔ کاش یہ واقعہ آج کل کے فیشن ایبل طلبا کے کان تک پہنچ جاتا۔

ابتدائی زمانہ میں مہینوں ایک وقت چنے کھا کر بسر کی۔ مسجد کے نیچے بھڑبھونجے کی دوکان تھی شام کو اندھیرا ہو جاتا تو رومال میں دو پیسے باندھ کر چپکے سے دوکان میں پھینک کر آگے بڑھ جاتے۔ بھڑبھونجا چنے تول کر باندھ رکھتا۔ واپسی میں چلتے چلتے رومال لے لیتے۔ عرصہ تک کسی کو پتہ نہ چلا کہ کیا اور کہاں کھاتے ہیں۔ مولانا سید حسین شاہ صاحب کے ایک مخلص تحصیل کے جمعدار تھے اُنھوں نے اپنی پنج سالہ بچی کی تعلیم کے لئے معلّم کی فرمایش کی۔ سید صاحب نے اُن کو باصرار مقرر فرما دیا۔ معاوضہ تعلیم ایک وقت کا کھانا ٹھیرا۔ شرط یہ کہ مکان پر کھانے نہ جائینگے کھانا قیام گاہ پر آجائے۔

لطیفہ۔ ایک روز جمعدار نے روغنی روٹیاں بھیجیں۔ حجرہ میں بعض اور طلبا کے ساتھ مل کر بیٹھے کھا رہے تھے۔ اُستاد تشریف لے آئے۔ دیکھ کر برجستہ فرمایا ؎

دور دورِ مولوی عبدالغنی
رات دن کھاتے ہیں روٹی دغنی

یہ شعر کچھ ایسے انداز شفقت سے فرمایا تھا کہ شاگرد کو آخر عمر تک یاد رہا۔ پڑھتے تھے اور لطف حاصل کرتے تھے۔

جو فرغل گھر سے ساتھ لائے تھے ایک سال کے بعد جاڑے کے مقابلہ کی تاب اُس میں نہ رہی صرف چادر رفیق رہی۔ کتنی سرد راتیں شوق کی پشت گرمی سے اس چادر میں بسر ہوئیں۔ خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ دن میں جب بدن سردی سے کانپتا تو جا بجا نوچتے کہ کانپنا موقوف ہو اور پاس بیٹھنے والوں پر راز نہ کھُل جائے۔

الغرض۔ چند ہی روز میں ابتدا انتہا کی خبر دینے لگی۔ ایک روز آواز آئی مولوی عبدالغنیؔ۔ یہ اُستاد کی آواز تھی۔ گھبرا گئے کہ نام کے ساتھ مولوی کا لفظ تھا۔ یہ ابتدائی کتابیں پڑھتے تھے۔ نہ رُوئے ماندن نہ پائے رفتن دوسری آواز آئی۔ اب توقف محال تھا۔ حاضر ہو گئے۔ معلوم ہوا حاضری بجا تھی۔ ایک روز جرأت کر کے عرض کی "اس دن مولوی کے ساتھ یاد فرمایا گیا"۔ فرمایا "ہاں تم مولوی ہو جاؤ گے"۔

چند روز کے بعد شاہ صاحب بھوپال تشریف لے گئے۔ سبق مولانا محمد لطف اللہ صاحب سے ہونے لگے۔ اسی آستانہ مبارک سی خلعتِ کمال کا

ملنا مقدر و متقرر تھا۔

مولٰنا سید حسین شاہ صاحب بہت ذی وجاہت تھے۔ قوی سرد ممالک کے تھے۔ مزاج میں شان اور دبدبہ تھا جس کا اثر تلامذہ اور حاضرین پر پڑتا۔ نشست برخاست گفتگو بہت باوقار اور شایستہ تھی۔ مزاج شگفتہ تھا خانہ داری کے تعلقات سے بالکل بے تعلق تھے۔ صحیح اُردو خصوصاً تذکیر تانیث کی صحت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مدرسہ کے سلسلہ میں جو دعوتیں ہوتیں اُن میں کبھی شرکت نہ فرماتے۔ فارسی نظم و نثر پر پوری قدرت تھی۔ نثر میں کتاب خلعۃ الہنود یادگار رہی۔ نظم کا نمونہ ؎

زاہد ہوائے آں قدِ رعنا نمی کند

ایں سفلہ رو بہ عالمِ بالا نمی کند

عبدالرحمٰن خاں صاحب مرحوم مالک مطبع نظامی کا زہد اس شعر کو سن کر کانپ جاتا۔

حاصل کلام۔ اُستاد مرحوم کی شانِ طلب علم یہ تھی کہ سوائے علم کے کوئی شے مطلوب نہ تھی۔ فرماتے تھے سبق سے فارغ ہو کر سب سے مقدم فکر یہ ہوتی کہ اُستاد کی تقریر کے الفاظ ذہن میں نقش ہو جائیں۔ نقش ایسا گہرا ہو کہ مٹائے نہ مٹے۔ ذہن میں تقریر کا بار بار اعادہ فرماتے۔ قلم سے لکھتے۔ ہم سبقوں سے مذاکرہ کرتے۔ ان مدارج سے فارغ ہو لیتے تب دوسرے مشاغل کی

جانب متوجہ ہوتے۔

اُنہی ایّام کا واقعہ ہے کہ میرزا دبیر مرحوم وارِدِ کانپور ہوئے۔ مجالس کی شہرت سے فضائے شہر گونج اُٹھی۔ جابجا یہی چرچا تھا اور یہی تذکرہ۔ طلباء کو عام اجازت ہوگئی کہ جس کا دل چاہے جمالِ کمال سے آنکھیں روشن کرلے۔ مولوی صاحب نے بھی ارادہ کیا۔ طالب علمی کی مصروفیت نے فرصت نہ دی آخر عمر تک میرزا دبیر کے نہ دیکھنے کا افسوس رہا۔

الشئی بالشئی یذکر۔ امام یحیی مصمودی راوی موطا کا واقعہ اس واقعہ سے کس قدر ملتا جلتا ہوا ہے۔ امام ممدوح مدینہ طیبہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے۔ غل ہوا کہ ہاتھی آیا ہے۔ حجاز میں فیل! سارا درس خالی ہوگیا۔ یہ بدستور بیٹھے رہے۔

شیخ محترم نے فرمایا "یحییٰ اندلس (اسپین) میں ہاتھی نہیں ہوتا تم بھی دیکھ آؤ"۔ ادب سے عرض کی "اندلس سے آپ کو دیکھنے حاضر ہوا ہوں ہاتھی دیکھنے نہیں آیا"۔ غرض نہ اُٹھے نہ ہاتھی دیکھا۔ آج طلبا کی کتنی راتیں تھیٹر دیکھنے میں صرف ہوتی ہیں۔ اس کا جواب شاید بورڈنگ ہوسوں کے رجسٹر بھی نہ دے سکینگے۔

الحاصل۔ توجہ کی یکسوئی اور اہتمام طلب مولنا کی طلب علم کا طرۂ امتیاز تھا جب اُستادِ علامہ علی گڑھ تشریف لے آئے تو یہ بھی ہمرکاب تھے جامع مسجد کے حجرے میں قیام ہوا۔ اس مسجد کے بلند میناروں کے دروازے جو کواڑوں سے محفوظ

جمهوری اسلامی ایران

ہیں۔ حجر دل کا کام دیتے تھے۔ جب کواڑ بند ہو جائیں تو اندر بیٹھنے والے کو دنیا و مافیہا سے بے خبری ہو جاتی ہے۔ یہ خصوصیت تھی جس کی وجہ سے وہ حجرے شایق مطالعہ طلباء کے محبوب تھے۔ خالی ہوتے ہی پہلے درخواستیں اُستاد کی خدمت میں پیش ہو جاتی تھیں۔ مولٰنا کو بھی اُن میں سے ایک حجرہ ملا تھا۔ وہاں کے مطالعہ کی محویت کا ذوق آخر عمر تک یاد رہا۔

ایک واقعہ بیان کر کے یہ حصہ ختم کر دیتا ہے۔ ابتداءً گھر سے نکل جانے کے بعد دو برس تک گھر والوں کو پتا نہ چلا کہ کہاں ہیں۔ جب کان پور کا قیام معلوم ہوا تو والد وہاں پہنچے۔ استاد سے ملے طلباء میں دیکھ کر پہچانا۔ کوشش طلب دیکھ کر خوش ہوئے۔ چند روز کے لیے گھر لے آئے کہ اعزہ مطمئن ہو جائیں۔ جب سب سے مل کر کانپور جانے لگے تو والدۂ ماجدہ نے کان کی چاندی کی بالیاں اُتار کر دیں کہ ان کو خرچ کرنا۔ جب پڑھ کر کماؤ تو سونے کی بالیاں اُن کے بدلے میں بنوا دینا۔ مولٰنا کو موقع نہ ملا کہ اس فرمایش کی تعمیل کرتے۔ والدہ کا انتقال ہو گیا۔ مدّت کے بعد خواب میں دیکھا کہ سونے کی بالیاں کانوں میں پہنے ہیں۔ پوچھا یہ بالیاں کہاں سے آئیں۔ جواب دیا جو بالیاں تم کو دی تھیں اُن کے بدلے میں یہ یہاں ملی ہیں۔

نثر نگاری | مولٰنا نے نثر نگاری میں نظم کی دلکشی پیدا کر دی تھی۔ علامہ شبلی نے جب ارمغانِ آصفی کا دیباچہ دیکھا تو بہت محظوظ ہوئے۔ بوقتِ ملاقات اس کے

یہ فقرے مثل چیدہ اشعار کے زبانی سنائے:-

"از گراں مایگی نقد روایات ہمسنگ ذہبی و ابن حجر ست، و

در میزانِ اعتدال رُواۃ از سبکی گراں پلہ تر"

کلام میں متانت ہی، خیالات میں دقت اور علو۔ دل و دماغ مضامینِ علمیہ سے معمور تھے۔ اساتذہ کے کلام کا تتبع تام تھا۔ یہی لوازمہ ہی قصیدہ کا۔ قصائد کا مطالعہ میرے کلام کی تصدیق کریگا۔ نمونہ ملاحظہ ہو ؎

دی دمِ صبح بدیدم کہ چو شمع ایمن — از سواد افق افروخت بیاض روشن

طالعش بس کہ از فلک کوکبہ ارزانی — کہ کواکب شدہ از ذخیرہ بگِ ارزن

مہر از شب چو درآمد بگذارش گفتم — بط کشیدست بخود بیضہ کہ داد ست زغن

یا مگر دایہ چینی ست کہ شیرش خوردست — طفلِ رومی کہ برادر شکم زنگی زن

راحت انگیز و طرب خیز چو صبحِ اُمید — یا پس شامِ غریب چو منے، صبحِ وطن

یا بہارے ست کہ از عنبر سارا گل شد — چوں فرو ریخت ز ناف شب گل مشکِ ختن

خواب می آمد و باد سحری خوش می رفت — دل سکون داشت ازیں آمدن و زاں رفتن

می وزد باد کہ آید بچمن ابرِ بہار — ابر آید کہ رود آب بہر جوے چمن

باد بر آتش گل والہ امان زدن ست — ابر بر خاک چمن غرقہ آب افشاندن

باد بہ خیزد و بیزد ہمہ جا مشکِ تتار — ابر بنشیند و ریزد ہمہ سو دُرِّ عدن

ابر بکشاد چو از خدمت گلزار کمر — آب از موج زہر جو بکمر زد دامن

از گل و لاله و نسرین سپید گلچین شد
بام و دیوار و در و عرصهٔ کوی و برزن

خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا
چه بساتین چه صحارا چه تلال و چه دمن

سبز همچون فلک از سبزهٔ خود رو کهسار
سرخ چون نار خلیل از گل نازان گلشن

دامن دشت ز گلگشت گریبان عروس
روی صحرا ز ریاحین همگی پشت چمن

کوه انداخته یک چادر کاهی بر دوش
دشت پوشیده یکی حلهٔ حمرا بدن

نامیه دوخت دگر بر تن گلزار امروز
از حریر سمن و اطلس گل پیراهن

سرو را ز آب روان ست قبا سیمابی
لاله را اگرته گلابی ست ز شبنم بر تن

باغ شاداب و شگفته چو بهشت علیا
نخل چون سدره و طوبی بزمین سایه فگن

نخلبند چمن خلد به پیرامن باغ
خار چین بندد و گوید که چمن پیرامن

گردن و دست عروس ست تو گوئی هر شاخ
بس که با غنچه و گل آمده دست و گردن

قوت نامیه زنار عروق اشجار
میکند جامهٔ خورشید رفو چون درزن

مشعل لاله و گلنار شد از باد خزان
همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن

لالهٔ آل میان گل مهتاب بود
شمع تابندهٔ ناهید بقندیل پرن

در شقایق گل مهتاب شگفته باشد
ماه و پروین که گرفته ست شفق پیرامن

لالهٔ هندوی سیه مست که سازد در عید
کاسه لبریز گلال از بقم و ازردین

شاخ شب بوی شگفته بسفال ریحان
صورت شمع شب افروز نهاده به لگن

هر کجا چشم کشائی همه نرگس بینی
هر کجا گوش دهی مرغ نوا زد ارغن

ہر کجا بو طلبی لخلخہ آرا شب توست — ہر کجا ذائقہ جوئی گل حلوا بدہن

ہر کجا پای نہی مخمل سبزہ فرش ست — ہر کجا دست بر آری پُر داز گل دامن

طارمِ تاک نماید فلک و کاہکشاں — تاک از خوشۂ انگور چو پروین و پرن

اخلاق

مولانا کے اخلاق، کلام، نشست و برخاست غرض جملہ حرکات و سکنات مہذب وبا وقار تھے۔ محسوس ہوتا تھا کہ اخلاق ناصری اور اخلاق جلالی کے عمیق مطالعہ کے بعد عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہے، اور سعی عمل نے اوصاف کو ملکہ اور طبیعت ثانیہ بنا دیا ہے۔ شان علمی میں بھی یہی وقار اور تعمق تھا۔ آخر تک میں نے دیکھا کہ فیض تربیت اور قوت مُطالعہ سے جو دقت نظر حاصل کی تھی اُس کی حفاظت میں اہتمام بلیغ فرماتے تھے۔ سرسری مطالعہ اور سبک مطالب و مضامین سے بہت اجتناب تھا۔ نظر میں بلندی اور سیر چشمی تھی۔ طرز ماند و بود با قاعدہ اور شائستہ تھا۔ لباس وثاقت اور صفائی کی شان لئے ہوئے ہوتا تھا۔ مزاج میں شگفتگی تھی، عبوست نہ تھی۔ مہذب مزاح پسند تھا، ذوقِ ادب پورا تھا، اساتذہ کے کلام میں جہاں متناسب الفاظ بندھ گئے تھے بہت پسند آتے تھے۔ اس سلسلۂ درس میں ذوق ادب تمام اساتذۂ کرام کو رہا ہے۔

معاملہ فہمی

عقل معاش نہایت سلیم تھی، معاملہ فہمی سے پورا حصّہ پایا تھا۔ عدالت میں بعض مقدمات لڑانے پڑے تو اس خوبی سے اہتمام کیا کہ اہلِ نظر مان گئے پنڈت اجودھیا ناتھ، الہ آباد کا نامور وکیل، قابلیت کا لوہا مانے ہوئے تھا۔

ہبہ مرض الموت کی اس مقدمہ میں بحث تھی، میں نے دیکھا کہ برسوں تک اس مسئلہ میں مشورہ کرنے اہلِ معاملہ مولٰنا کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔

خانہ داری سلیقہ اور ستھرائی کے ساتھ تھی۔ اولاد کی تعلیم و تربیت میں اہتمام بلیغ تھا۔ اس طرح پرورش کی کہ بلند نظری پیدا ہو، دناءت اور پست خیالی سے دور رہیں۔

طرزِ تعلیم

طرزِ تعلیم استادانہ تھا۔ درس کے وقت شان وقار ہیبت زا ہوتی تھی جو قواعد تعلیم اساتذہ سے ملے تھے اُن پر پورا عمل تھا۔ فرماتے تھے کہ شاگرد کو اُستاد کی توجہ سے فیض پہنچتا ہے۔ درس کے وقت شاگرد کو سامنے بٹھانا چاہیے۔ مُطالعہ اور صحت عبارت پر بہت توجہ رہتی تھی۔ لغزش پر ناخوش ہوتے، مکرر لغزش ہوتی تو نفریں فرماتے۔ فرماتے تھے کہ طالب علم کو اس سے بہت نفع ہوتا ہے کہ فراغِ سبق کے بعد مطالب کتاب پر وقتاً فوقتاً غور کرے۔ اُستاد کی تقریر پیش نظر رکھے، سوچے کہ اعتراض کیا تھا اور جواب کیا۔ مطالب کتاب کو اپنی عبارت میں قلمبند کرنے پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اس سے مطالب ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ مختصر المعانی کے بیسیوں صفحے میں نے فارسی میں لکھے تھے جن پر زبان اور مطالب دونوں کے لحاظ سے باقاعدہ اصلاح فرمائی جاتی تھی میں اپنی خوش قسمتی پر نازاں ہوں کہ ایسے نکتہ سنج اُستاد سے استفادہ کا موقع ملا۔ ۱۳۰۰ھ میں مولٰنا بھیکن پور تشریف لائے میں شرح جامی اور شرح تہذیب

اور فقہ میں منیۃ المصلےٰ اور کنز الدقایق اُس وقت پڑھ چکا تھا۔ قطبی مع مولانا سے شروع کی، پھر مختصر المعانی۔ یہ دونوں کتابیں پورے اہتمام سے پڑہائیں۔ مطالعہ، روک ٹوک، تاکید، زجر و توبیخ، بحث و مباحثہ، فارسی ترجمہ، یہ تمام مدارج طے ہوئے۔ میرا خیال ہی کہ ان دونوں کتابوں سے استعداد کو پورا نفع پہنچا۔ میں نے مولٰنا سے منطق میں قطبی مع میر، ملا حسن، حمد اللہ، حکمت میں ہدیۂ سعیدیہ و میبذی، اُصول میں نور الانوار، توضیح تلویح تا مقدمات اربعہ، معانی میں مختصر المعانی فقہ میں شرح وقایہ اور ہدایہ (کتاب الرہن تک) عقائد میں شرح عقائد نسفی، حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح، تفسیر میں جلالین اور تفسیر بیضاوی (سورۂ فاتحہ و ابتدائے سورۂ بقرہ)۔ پڑھیں۔

جو حاصل ہوا فیض اُستاد سے جو رہ گیا اپنی قصور استعداد سے۔ مولانا نے قریباً تمام علوم اُستاد العلما مولٰنا محمد لطف اللہ علیہ رحمۃ اللہ سے پڑھے تھے۔ اُستاد کا ادب نمونۂ سعادت تھا۔ سعادتِ خدمت تمام تلامذہ سے زیادہ حاصل ہوئی۔ زندگی یوں بسر ہوئی اور آخرت کا آغاز اس طرح ہوا کہ استاد سے آٹھ روز بعد وفات پائی اور جوار میں دفن ہوئے۔ اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جوار رحمتہ بحرمتہ سید المرسلین الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ اجمعین

مرض الموت کا ایک واقعہ عجیب ہی، اور تلمذ کے تعلق روحانی پر شاہد عدل۔ اُستاذ کی رحلت عرفہ کے دن عصر کے وقت ہوئی، تلمیذ پر مرض الموت

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران

تسلّطِ تام پاچکا تھا، غفلت طاری تھی۔ رحلتِ اُستاد کی خبر باحتیاط تمام مخفی رکھی گئی، کان بے خبر رہے جان بے خبر نہ تھی۔ بہت بے چین تھے۔ شب کو غذا نہیں کھائی۔ اعزہ نے کہا کہ آج آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں، غذا بھی نہیں ہوئی، ضعف زیادہ ہو جائیگا۔ فرمایا ہم غذا کیا کھائیں، ساری دنیا بے چین ہے۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا مولنا نے رحلت فرمائی۔ تردید شدید کی، بے سود۔ صبح کو بسلسلہ تردید ایک عزیز نے کہا کہ مولنا کی مزاج پرسی کو گیا تھا، الحمد للہ مزاج اچھا ہے۔ فرمایا بکتے ہو۔ الحق ؎

بے واسطۂ گوش و لب از راہِ دل و چشم

بسیار سخن بود کہ گفتیم و شنیدیم

حیدر آباد (دکن)
۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۳ھ

محمد حبیب الرحمن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ستایش ونیایش صانعے را کہ مطلع غرّاے صبح بر سواد آسمان رقم نمود، ومصرعۂ برجستۂ ہلال در ریاض اُفق ثبت فرمود۔ نظم آرائے کہ قصیدۂ مرصّع کہکشاں آراستۂ قلمِ قدرتِ اُو، وابیاتِ مسجّعِ بروج پیراستۂ کلک بداعت او۔

و درود و سلام بر اورنگ نشین دیوان "انا افصح العرب والعجم"، تاجدار قلمرو "اوتیتُ جوامع الکلم"، خزینہ دارِ جواہر زواہر حکم، صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

اُمّی وحرف سنج تختۂ کن | قلمش راست کار و راست سخن
کاف و نوں یک رقم ز نامۂ اُو | لوحِ محفوظ زیر خامۂ اُو

سپس بر ضمیر فیاں نقد سخن مبرہن ست کہ در بازارِ ہنر جنسے گرانمایہ تر از لآلی افکار عالی دستگاہاں نیست، ازین ست کہ کامل عیاران صاحب نظر ایں بضاعت بیش ارزش را بہ بہاے جاں خریدہ اند، و بمیزان قدر و اعتبار سنجیدہ۔

خوشا طبعی کہ اگر نکتۂ از و سر بر زند، آں را بر جاں نگارند، و چوں در لطائفِ سخن نفسے برآرد، ہمسنگ درّ و گہر شمارند۔

ہمانا سخن فیضے ست از فیوضِ الٰہی کہ "الشعراء تلامیذ الرحمن"، برہان اوست،

وترجمانِ دانش ست وآگاہی کہ "ان من الشعر لحکمۃً" آیتے ست در شانِ او ؎

قافیہ سنجاں کہ علم برکشند گنج دو عالم بہ سخن درکشند

بلبلِ عرش اند سخن پروراں بازچہ مانند بداں دیگراں

امّا دریں دورۂ زماں رغبت عمومی اہلِ روزگار بہ ادبیات فرنگ، زنگ ازیں متاعِ عزیز بُردن است، وآں را بدست کساد سپردن۔ نادرہ فروشانِ ایں چارسو، از تنگ مایگیِ مشتری وناروائی کالا، دکانِ سخن برچیدہ اند، وسر در کنج خمول کشیدہ۔ حقہاے یواقیت و دُرر بر طاق ناشناسی افتادہ، ودرجہاے لعل وگہر تلف وبربادی را آمادہ ؎

سوختیم وجوہر ما بر کسے ظاہر نہ شد

چوں چراغاں در شب مہتاب بیجا سوختیم

ہر چند درد کساد سخن دل را آں چناں فرو نہ گرفتہ بود کہ اندیشۂ طبع نمودن کلام بلاغت نظام حضرت والدی المرحوم گرد خاطر گردیدے، لکن از بیم تلف کہ بمرور ایّام وقوع ایں گونہ حوادث محتمل ست، عزم داشتم کہ چوں ایں عروس زیبا پیرایۂ تمامی در بر گیرد، وچناں کہ قصائد نظم ترتیب یافتہ، غزلیات وقطعات ہم شیرازۂ جمعیت بندد، آں را مجموعاً بحلیہ طبع آراستہ گردانم۔ وبہ نظر مشاہیر روزگار، خاصّہ احباب ومخلصان پدر نامدار رسانم۔

امّا برادر عالی مرتبت کہ وراے پیوند تلمذ با والد مرحوم نسبت فرزندی ہم دارد، اعنی درِ فرید صدف اقبال، صدف گوہر کمال، نقاوۂ افاضل انام، سلالۂ اماجد کرام، مہندار کان دین پروری، مشید بنیان شریعت گستری، کامیاب دولت نشأتین، سمی محبوب رب المشرقین مسند نشین چار بالش کامرانی، مولٰنا حبیب الرحمٰن خاں شروانی، نواب صدر یار جنگ رئیس بھیکن پور، وصدر الصدور وشیخ الاسلام ممالک محروسۂ دکن، صانہا اللہ

عن الشرور و الفتن

وزیر الملک من نوار فضل — فصار به صدر الکمال مبجلا

اذا اشرقت بالبشر صفحة وجهه — کان علیها البدر حین تهللا

آن که بر مسند بزرگی و کرامت صدرے مکرم تر از و نه نشسته، و در جویبار فضل و مکرمت سروے سربلند تر از و بر نخاسته

الیه تناهی کل فخر و سودة

و منه یباهی کل عز و رفعة

بشوق استعداد تقدم نمود، و نظر بر سوابق اخلاص و لواحق اختصاص همت بر طبع و نشر قصائد بر گماشت، و "خزینة المعانی" او را نام گزاشت۔ و مرا که از کهنه پرستارانم، و کهنه هواداران، و با آں که هیچ میرز و هیچمدانم، و آنم که من دانم، تکلیف فرمود که دیباچه مختصرے در ترجمۂ حال والد علامه بنویسم۔

از ادب دور دیدم ریزه هائے خزف را در جنب لآلی شاهوار نهادن، و پاره هائے آبگینه را به پهلوے جواهر رخشاں عرضه دادن۔ چنداں که رنگ بهانه ها ریختیم، و بزبان خموشی عذر ها آوردم، کمتر شنود۔ ناچار بحکم "الامر فوق الادب" به امتثال امر عالی پرداختم، و در کیسهٔ بے بضاعتی انچه از کالاے کاسد داشتم به سواد بردم، و بحرف اعتذارے که سالهاست حضرت والد مرحوم از من بزبان قلم آورده است اکتفا نمودم

که بگزرند ز من از کرم چو بنهادم — سفال ریزه بطرف لآلیِ شهوار

از انکه رسم قدیم ست و صیرفی داند — خزف بگوهر رخشاں نهاده در بازار

قصاید حضرت والد مرحوم، که یکے از فضلاے سر آمد عصر، و در پارسی دانی و درایت نظم و نثر

سازمان اسناد و کتابخانهٔ ملی
جمهوری اسلامی ایران

بود، دیباچۂ دفتر فضائل اوست۔

آشنایان مراتب سخنوری اگر بغور کلامش رسند، و دراں تفکر شایستہ نمایند، بر کمال قدرت او دریں شیوہ آگاہ شوند، و معلوم ایشاں گردد کہ کاخ والا فکر او درچہ پایہ بلندی ست۔

عجب تر ایں کہ بعد فراغ از مراتب علمیہ ہموارہ چراغ تدریس می افروخت، و بنا بر موزونیت فطری گہ گاہ لباس نظم بر قامت شاہد معنی می دوخت، تا در سر زمین وطن بود بہ تمامی گزشت کہ مصرعے موزوں نمی کرد، امّا چوں تقریبے روی می داد طبع معنی آفرینش باندک تامل سخن را بطریقہ استاداں صاحب فن بکرسی می نشاند۔

از ہنگامے کہ بدکن آمد و با افاضل موزوناں آں دیار او را مشاعرات اتفاق افتاد، آئینۂ طبعش تازہ جلاے گرفت، و مشاطۂ فکرش در پیرانہ سری لیلاے سخن را بہ خلعت جوانی پیراست۔ الحق طوطی خامہ اش در محاورہ سنجی و سخن پیرائی، و سرہ گفتاری و سنجیدہ ادائے، منطق طوطیان شکر خوار را از الفاظ چوں شکر خوار گردانیدہ۔

شمیم متانت انوری از ریاحین الفاظش مشام آرا، و نکہت نزاکت ظہیر از بساتین معانیش غالیہ سا۔ در سلاستِ زبان و عذوبت بیان با بلبل شیراز ہمدستاں، و در دقت طرازی و معنی آفرینی ہمصفیر عندلیب شروان۔ در قطعۂ باآہنگ راست می سراید ؎

حرفم قلم ز دستِ دبیرِ فلک فگند　　　　پروین گہر فشاند بہ نظمِ لآلیم

بلبل ز صوتِ خامۂ من شد صفیر زن　　　　طوطی شکر شکست ز شیرین مقالیم

سخنش از اثرِ تکلّف بری ست، و ایں وصف در اشعار کمتر فصحا تواں یافت۔ غالب اشعارش قصاید ست، و غزل کم۔ اما دریں صنف نیز انچہ گفت ست درست ست۔ و از شرائف اوصاف اوست کہ از معاصرین و متقدمین ہر کہ را در اشعار خود یاد می کند، جز بخوبی نمی کند۔

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

از دست ـ

کجاست عرفیِ شیراز قلزمِ معنے　　کجا کمالِ صفاهانِ ابر لولو بار
کجا ظهیرِ گہر سنج نظم تا شنوند　　ز من و حرف نیازے ضروری الاظہار

چیده ام گلهاے معنی تا سخن سنجانِ غنی　　چادرِ گل بر مزارِ علویِ خوشگو زنند

غنی بطرزِ دلآویز بخیۂ غالب　　رقم کشیم بدانساں کہ خام کار کشد

داغ در بزمِ سخن خواجۂ شیراز بود　　ذوق در طرزِ غزل خواجوی کرمان اند

مولد و منشاء آں فرخ نژاد قصبہ مُورشیدآباد ست، از توابع فرخ آباد، کہ "الرجال من القریٰ"۔ و نسبش بہ پنج واسطہ با نواب الہ داد خان بنگش دیوان نواب رشید الدین خاں بانی مُورِشیدآباد کہ از نیاگاں نواب محمد خاں بنگش والی مُو فرخ آباد بود، می پیوندد با این ترتیب عبد الغنی خاں بن محمد میر خاں بن نصرت میر خاں، بن فتح میر خاں بن حریف خاں بن عالم خاں بن نواب الہ داد خاں، غفرہم اللہ تعالے۔

ولادتش در حدود سنہ ہزار و دو صد و شصت از ہجرت اتفاق افتاد۔ مینو نشین عبد اللہ خاں علوی مُورشیدآبادی معروف بدہلوی، بقرابت قریبہ خالِ او بود۔

زانوے کتاب ادبیات متداولہ پارسی پیش احمد شیر خاں مُورشیدآبادی کہ تربیت کردۂ صہبائی دہلوی بود، و مولوی غلام محمد تلمیذ رشید عبد اللہ خاں علوی تہ کرده پایۂ رفیع حاصل نمود۔ در بست سالگی کہ ہزار و دو صد و ہشتاد ہجری بود، ذوق

سازمان اسناد و کتابخانہ ملی
جمهوری اسلامی ایران

استفادۂ علوم عربیہ اولاً در فرخ آباد پیش نواب عبدالعزیز خاں عزیز بریلوی کہ از نحاریر فضلا و مشاہیر وکلا بود، روزے چند باستفادہ پرداخت۔ پس ازاں جا بہ کانپور رسید و مبادی صرف و نحو را نزد مولٰنا حسین شاہ بخاری متخلّص بو آصف کہ کتاب خلعۃ الھنود از مصنفات مشہورۂ اوست، و در آں زماں صدر آرائے وسادۂ درس در مدرس فیض علم بود، گزرانید۔ و چوں مولٰنائے مرحوم عزم بھوپال کرد، فنون منطق و فلسفہ و ریاضی و ہیئت و معانی و بیان و فقہ و اُصول فقہ و عقائد و کلام و حدیث و اُصول حدیث و تفسیر را خدمت علامۃ العصر استاذ الفضلا مولانا لطف اللہ طاب ثراہ، کہ فضایل و کمالاتش از غایت شہرت بے نیاز از اظہار ست در فرصت کمے بہ تکمیل رسانید۔ اساتذہ اش بر غایت ذکا و اصابت رائے، و استقامت فکر او آفرینہا می گفتند، و در مطالعہ و مباحثہ آں قدر گرم روے داشت کہ محصلین را کمتر میسر آمدہ باشد۔

از جملہ مستعدانے کہ ہمدرس او بودند مولانا السید محمد علی کانپوری ثم مونگیری ست، متع اللہ المسلمین بطول بقائہ، و مولانا احمد حسن کانپوری، و مولانا محمد اسحٰق پٹیالوی، و مولانا المفتی عبد اللہ ٹونکی، و مولانا عبد الحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی، غفرہم اللہ۔

پس ازاں کہ حضرت مولانائے مبرور بعزم مسند آرائی مدرسہ عربیہ علی گڑھ کانپور را وداع گفت، منصب تدریس در فیض عام باو مسلّم داشتند۔ صیت فضل و فضایلش در اقل زماں آفاق را فرا گرفت، و مستعدان نزدیک و دور بروے ہجوم آوردند۔ سہ سال در آں جا مشغول افادہ بود تا بضرورت انتظام املاک و عقار موروثی اندیشہ معاودت وطن از خاطر سر بر زد۔ جمعے از مستفیدان باوے ہمرہی کردند۔ با وجود اشتغال زمینداری، کہ وجہ معاش بداں بود، بہ تعلیم ایشاں می پرداخت۔

سازمان اسناد و کتابخانۂ ملی جمهوری اسلامی ایران

همدرین اوان باشبلی دوران مولنا فضل الرحمن گنج مرادآبادی قدس سرّه السامی
که در معرفت و تقوی آیتے بود از آیات الله، و تفسیر آیهٔ واجتباه، و در احیاے سنت قدمی
راسخ داشت، نسبت ارادت درست کرده سعادتها اندوخت۔

ده دوازده سال در وطن هم برین منوال بود۔ آخر از اوضاع اقارب کالعقارب
خاطرش منزجر گشت، و احوال را با طبع خود ملایم نیافته بحکم غنا طبعی دست از املاک باز کشید۔
چندان که دوستان و پیوستگان مانع آمدند، به آں رضا نداد، و چوں نظماے مدرسه عربیه
دهلی او را به آرزو میخواستند، در هزار و سه صد هجری بقصد مشاورت با حضرت مولانا
لطف الله، نور الله مضجعه، متوجه علی گڑھ شد۔

امیر هنرور و هنرور شناس یگانه نواب عبدالشکور خاں رئیس بھیکن پور انار الله برهانه
که از اعاظم امراے آں دیار بود، بنا بر سابقهٔ معرفتے که با والد مرحوم داشت، او را
بجد تمام به مقام خود آورد، و به آموزگاری فرزندان برگماشت۔ تا در آں جا بود روزگار
بکمال احترام و اعتبار گزرانید۔

در اوایل سنهٔ هزار و سه صد و سیزده از هجرت، در نوبت دولت حضرت غفران
مکان آصف جاه سادس، برفاقت علامی مولانا لطف الله، رحمه الله، عازم گلگشت دکن
گشت۔ سر وقار الامرا مدار المهام عهد او را در ظل عنایت خود آورد و تفقدها فرمود۔ بهمین
جوهر شناسی نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی که در هنرپروری شانے بلند، و در علوم تازی
و پارسی و انگلیسی مکانے ارجمند دارد، و در آں ایام زمام نظام مدارس و مکاتب ممالک محروسهٔ
نظام عالی مقام، ضاعف الله اجلاله و اقباله، بکفِ کفایتِ او بود، در مدرسهٔ فوقانیهٔ بلده
بر وسادهٔ افادهٔ تازی و پارسی نشست، و با مشاهیر عصر که بجمال فضل و هنر و کمال لطف و

سازمان اسناد و کتابخانهٔ ملی
جمهوری اسلامی ایران

موزونیت طبع ہم بودند، او را رابطے پدید آمد، مخصوصاً با دردی کش خمخانہ حقیقت مولانا عبدالقدیر حسرت، و مہر جہاں افروز معنی گستری مولانا السید اشرف شمسی، و فروغ بخش شبستان سخنوری مولٰنا جمال الدین نوری، و شیر بیشہ سخن سرائی مولانا السید علی حیدر طباطبائی، مخاطب بہ نواب حیدر یار جنگ، کہ تا حال خطۂ دکن بوجود ایں ارکان اربعہ بنیان دانش و آگاہی مفاخر و مباہی ست، ابقاہم اللہ تعالیٰ، اُنسے تمام داشت و ہموارہ با ایشاں سرگرم ہمطرحی بود، و در ہر ماہ یک نوبت بالخصوص ہنگام جشن سال گرہ حضرت غفران مکان تنے چند از معارف را بہ میہمانی میخواست، و ہمۂ ایشاں محض از برائے تفکہ خاطر یاراں و تشحیذ ذہن و طبع دوستان بزم سخن چیدہ داد سخنوری و سخن سنجی میدادند ؎

رونقِ انجمن از صحبتِ اہلِ سخن ست

سبز دارد پرِ طوطی چمنِ آئینہ را

قصایدش اگرچہ در مدایح واقع شدہ اما چوں بغناء طبعی مجبول بود ابداً بر ہیچ کس از ممدوحین اقتراح ننمود، و ہیچگاہ بطمع صلہ دہن خوش نہ کرد۔ در قصیدۂ کہ بہ تہنیت عید دا برجستہ است می گوید ؎

منم غنی و گدا ہست ہر کہ غیرِ غنی ست ۔۔۔ غنا و گدیہ ز یک دیگرند دور و نفور

پرست کیسۂ اسمِ من از نقودِ نقاط ۔۔۔ چو جیب طبع شناسنجم از دُرِ منثور

اگر در مکارمِ صفات، و محاسن اخلاق، و علو ہمت، و سمو فطرت، و شگفتگی طبع او تفصیلے رود سخن باطالت انجامد، و باشد کہ حمل بر ریا و مبالغہ گردد ؎

کسی کہ خلعتِ حسن ازل بقامتِ اوست

چہ حاجت ست کہ مشاطہ اش بیاراید

سازمان اسناد و کتابخانۂ ملی
جمهوری اسلامی ایران

از جملہ مصنفاتے کہ او راست، یکی "ارمغان" ست، در بیان محاورات زبان پارسی، و تصحیح ربط اسما و افعال، و تنقیح ادات وصلات، تا هندیان پارسی سرا در طریق محاورت بشیوۂ شیوا زبانان ایران و هنجار هموار ایشان درآیند - می گوید ؎

کتاب پارسی تالیف کردم تازه ترتیبے | کشیدم بست سال از عمر در جمعش پریشانی
نمودم کیں لغت را مصدر و حرف صلہ اینست | کہ تا بینندہ در ترکیب بیند روے آسانی
رود بر نقش ہاے پیشوایانِ سخن گستر | درآید چوں زباندانان بزم پارسی دانی

این کتاب دارائے هزار و هفت صد و سیزده صفحه است، و بصلۂ تالیفِ آں از پیشگاه حضرت غفران مکان آصف جاه سادس چار هزار هفت صد روپیه جائزه گرفت -

دیگر "تذکرة الشعرا" در ترجمه حال سخنورانے که اشعار ایشاں بر سبیل شواهد در ارمغان گزاشته است -

دیگر "حوار العرب" که مشتمل ست بر پنجاه هزار محاورۂ متعارفه عربی، با ترجمه پارسی و اُردوے آنها - در تالیف این کتاب داد فضل و هنر داده است و منتے تازه بر طالبان محاورات تازی نهاده -

بپایانِ عمر دکن را وداع گفت و طرح اقامت در آگره انداخت، و هم در آں جا به ترتیب و تسوید قصائد و بعضے از مقطعات که پراگنده اُفتاده بود، پرداخت - اگرچه بسیار در تمنّاے آں بود که قصائد و غزلیات را زود تر شیرازه بند طبع گرداند لکن بنا بر بعضے ملاحظات طبع و نشر حوار العرب اتقدیم داد - هنوز جزو اوّل ازاں بچاپ رسیده بود که پیک اجل در رسید، و در هزار و سه صد و سی و پنج از هجرت در علی گڑھ جان بجان آفریں حوالت نمود، و بجوار استاد معظم مولانا لطف الله نجاک آسود، جعل الله الجنة مثواهما

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

در اختتام کلام لازم ست تشکرات قلبی را از آں برادر شفیق و محترم به تقدیم رسانم، اگرچه نمی توانم از عهدهٔ شکر یکے از هزار آں ایادی که بر خود دارم بیروں آیم -

لراقمه

حقوق مهر و دلایش که جاوداں بادا	زباں کجاست که از صد یکی فرد خوانم
چو ذرّه گرچه حقیرم ولی بحمد للہ	ز مهر ورزیِ او همچو مهر تابانم
کلاه گوشه به اوج فلک اگر شکنم	روا بود که محبِّ حبیبِ رحمانم

الٰهی تا دلِ دوستاں از دولتِ مهر و اخلاص مالامال ست، ذاتِ فرخنده صفاتش که عینِ کمال ست از عین الکمال امین، و دیدهٔ دلش بفروغ جمال فرزنداں روشن باد -

واللہ ولی التوفیق وهو حسبی ونعم الوکیل

حیدر آباد
غرّه ذیقعده سنه ۱۳۴۲ھ

هیچمداں محمد عبد الحمید خاں عفا اللہ عنه
مددگار پروفیسر فارسی
جامعه عثمانیه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ

متضمن تاریخ در تہنیت سالگرہ حضرت بندگانِ عالی متعالی حضور پُر نور
رستمِ دوراں فلاطونِ زماں سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ مظفر الدولہ
نواب میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ
جی سی ایس آئی۔ جی سی بی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض احسانہ و زانَ
شانہ و صانَ عما شانہ

الٰہی تا جہاں باشد نگہدار ایں جہاں باں را — نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

خدیوِ دادگر دارائے دانش و دہش گستر — خرد پرداز دیں پرور فروغ افروز ایماں را

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

شهی کار آگهی دانندهٔ رسم و رهِ شاهی   جهان فرمان دهی فرمان پذیرِ پاک یزدان را

معینِ ملتِ بیضا مطیعِ شرعِ پیغمبر   محبِّ آلِ پاک و اهلِ بیت و چار یاران را

فروغِ جلوهٔ صورت جمالِ شاهدِ معنی   سوادِ نسخهٔ هستی بیاضِ صبحِ امکان را

سرِ گردن فرازی پایهٔ تمکین دستِ بخشایش   دماغِ هوش و مغزِ فکر و قلبِ علم و عرفان را

فلک درگاه مهر اورنگ زهره چتر و مه پرچم   زحل طاق و ثریا طارم و بهرام دربان را

محیطِ علم و کوهِ حلم و کانِ گوهرِ دانش   سحابِ فیض و آبِ فضل و بحرِ بذل و احسان را

فریدون رایت و جمشید تخت و کیقباد افسر   تهمتن زور و بهمن بازو و بهرام دوران را

سکندر عزم و رستم رزم و خسرو بزم و جم ساغر   قدر قدرت قضا ابرام خاقان ابنِ خاقان را

همایون وارثِ جاه و جلالِ اکبر و بابر   ولی عهدِ جهانگیر و طغان شاه و قدرخان را

کریمی زر دهی گنجینه بخشی گنج بخشائی   درم ریزنده دینار باری گوهر افشان را

بخاک افگند جودش آبِ دیده مایهٔ دریا   به آب انداخته بذلش خاکِ خفت معدن و کان را

کفِ زر بخش و گوهر بار گنج افشان درم ریزش   بر آمود آستین و جیب و دامان و گریبان را

نثارش از گدایان تا بجیب آرد فلک افروز   زر خرشید افگندست در یک پلهٔ میزان را

بود همواره صبح و شام و روز و شب مه و سالش   مسرت خیز و یمن انگیز و امن آمیز دوران را

خصوص این سالِ خرم حال نیکو فال فرخ فر   بود نوروز رنگ افروز نخلستانِ امکان را

هوای دلکشای برشکال امسال گستردست   برنگِ سبزهٔ گلگون بساطِ گل فروشان را

بساطِ سبزه و ریحان که خوابِ مخملِ کاشان   کشد خمیازهٔ حسرت که بیند دیده کاش آن را

برآمد ابر آزادی گلاب افشاند در گلشن   دمیده باد نوروزی عبیر آمود بستان را

زهی فصلِ گل انگیزی که نخلِ شمع را بینی   چو گل بشگفت هر گه باد سازد گل چراغان را

خورد در خانه بی سیرِ چمن هر کس درین موسم   ز گلهای نهانی بوی گلهای نهالان را

شگوفه می کند از آب خوردن شاخِ گل هر دم   که ترسد امتلای معده رنج آرد درختان را

ز جوش نامیه هر تخم پیش از کاشتن روید — مبادا بر زمین از تخمه بربندد بهتان را

زمین نازد که فوراً خوشهٔ میزان کشد آنرا — فلک پیچد که آید زیر مهر از خوشه میزان را

فلک گلهای انجم با گل خرشید نفروشد — زمین گلهای خرشید و نجوم آورد گیهان را

ز آب افروخت آتش شبنم تر دست انگر — برآورد آب از آتش ببین با دو بهاران را

یکی آب افگند بر سرخ گل رخسار او شوید — یکی آتش بریزد بر فروزد روی تابان را

ز بیم آن که آب بر خاموشش نگرداند — هوا بر آتش گلنار زد هر لحظه دامان را

سحاب آبش زند تا آتش گل شعله نفروزد — که آب و آتش خاموش گل باید گلستان را

نه پنداری که در معنی فساد آب و هوا دارد — سخن در نفط خاموشی ست دو آب باران را

رسید آن خرمی زین سال نو در خاطر عالم — که ابر نوبهاران تشنگان باغ و بستان را

جهان بر خویشتن بالید انفس و آفاق از بس شادی — که تنگ آمد فضای لامکان خرّم تنگ امکان را

تخالف شد ز طبع آب و آتش خاک و باد امروز — که خود کیفیتی غیر از مسرت نیست ارکان را

جهان سرسبز و خرم امسال شد ز نامیه در شادی — که از هر شاخ می روید گل سوری درختان را

گره از کارها بکشاد این جشن گره بندان — که می خیزد گره از رشتها افسون طرازان را

بحل عقدهٔ راس و ذنب آمد قمر مائل — بنات النعش شد عقد ثریا چرخ گردان را

نشست از خاطر عشاق رنج دل از بس شادی — که از ابرو گره برخاست ناز مه‌جبینان را

ز تحریک نشاطست اهتزازی در هوا ساری — که شد عقد حباب و ژاله شکل رود باران را

دمد گلهای خندان در چمن از شاخ دی غنچه — نیفتد تا گره در کار نخل باغ و بستان را

صبا را هر سحر از شبنم تر شانه در آب است — که تا بکشاید از سنبل گره گیسوی پیچان را

بخود هر چند چون اندام بالیدست از بس شادی — قبا هم بند خود بشکست و هم بند گریبان را

نگر باید کشاد کار عالم هر سر سالی — گره در رشتهٔ سالش زنند تدبیرشان را

ربیع آمد و محبوب جهان را جلوه گه زین کرد — بهار افروخت فیضش لاله و نسرین و ریحان را

مشرف شد ربیعِ اوّل از محبوبِ حق اوّل　　ربیعِ آخر آخر یافت محبوبِ علی خان را

الٰهی سایهٔ مهر شن بود ممدود بر عالم　　بود تا سایهٔ ممدود مهر و ماهِ رخشان را

عقودِ رشتهٔ عمرِ درازش باد افزون تر　　ازان دورات مستقبل که باشد چرخِ گردان را

غنی تاریخ جشنِ سالِ نو گفتم گهر سفتم　　که سالِ نو مبارک جشن سلطان ابنِ سلطان را

قصیده

مدحِ بندگانِ عالیِ متعالی القابه خلّد الله سلطانه و ایّد انصاره و اعوانه

دی دمِ صبح بدیدم که چو شمعِ ایمن　　از سوادِ افق افروخت بیاضِ روشن

طالعش را از فلک کوکبه ارزانی　　که کواکب شد از ذخیره برنگِ ارزن

مهر از شب چو در آمد بکنارش گفتم　　بط کشیدست بخود بیضه که دا دست زغن

یا مگر دایهٔ چینی ست که شیرش خوردست　　طفلِ رومی که بزاد از شکمِ زنگی زن

راحت انگیز و طرب خیز چو صبحِ امید　　یا پسِ شامِ غریب چو منی صبحِ وطن

یا بهارے ست که از عنبرِ سارا گل شد　　چون فرو ریخت ز نافِ شبِ گل مشکِ ختن

خواب می آمد و بادِ سحری خوش میرفت　　دل سکون داشت ازین آمدن و زان رفتن

می وزد باد که آید بچمن ابرِ بهار　　ابر آید که رود آب بهر جوے چمن

باد بر آتشِ گل و لاله زدامان زدن ست　　ابر بر خاکِ چمن غرقه ز آب افشاندن

باد می خیزد و بیزد همه جا مشکِ تتار　　ابر بنشیند و ریزد همه سو درِّ عدن

ابر بکشاد چو از خدمتِ گلزار کمر　　آب از موجِ زهر جو به کمر زد دامن

از گل و لالهٔ و نسرین سبدِ گل چین شد　　بام و دیوار و در و عرصهٔ کوی و برزن
صحن خانه کرد

خرم و تازه و شاداب و شگفته همه جا — چه بساتین چه صحاری چه تلال و چه دمن

سبز همچون فلک از سبزهٔ خودرو کهسار — سرخ چون نار خلیل از گل نار آن گلشن

دامن دشت ز گل گشت گریبان عروس — روی صحرا ز ریاحین همگی پشت چمن

کوه انداخته یک چادر کاهی بر دوش — دشت پوشیده یکی حلهٔ حمرا به بدن

نامیه دوخت دگر بر تن گلزار امروز — از حریر سمن و اطلس گل پیراهن

سرو را از آب روان ست قبا سیمابی — لاله را کرته گلابی ست ز شبنم بر تن

باغ شاداب و شگفته چو بهشت علیا — نخل چون سدره و طوبی بزمین سایه فگن

نخلبند چمن خلد به پیرامن باغ — خارچین بندد و گوید که چمن پیرامن

گردن و دست عروس ست تو گوئی هر شاخ — بس که با غنچه و گل آمده دست و گردن

قوت نامیه از تار عروق اشجار — می کند جامهٔ خرشید رفو چون درزن

مشعل لاله و گلنار شد از باد خزان — همچو شمع شجر وادی ایمن ایمن

لالهٔ آل میان گل مهتاب بود — شمع تابندهٔ ناهید بقندیل پرن

در شقایق گل مهتاب شگفته باشد — ماه و پروین که گرفت ست شفق پیرامن

لالهٔ هندوی سیه مست که سازد و عید — کاسه لبریز گلال از بقم و زردین

شاخ شب بوی شگفته ببغال ریحان — صورت شمع شب افروز نهاده به لگن

هر کجا چشم گشائی همه نرگس بینی — هر کجا گوش دهی مرغ نوا زد ارغن

هر کجا بو طلبی لخلخه آرا شب بوست — هر کجا ذائقه جوئی گل حلوا بدهن

هر کجا پای نهی مخمل سبزه فرش ست — هر کجا دست بباری پُرد از گل دامن

طارم از تاک نماید فلک و کاهکشان — تاک از خوشهٔ انگور چو پروین و پرن

گل یوسف که عزیزیست بمصر گلزار — می فرستند سوی رضوان بصبا پیراهن

لاله از تنگی جا زیر زمین ماند و شگفت — چون شهید کفن آلوده بخون در مدفن

یا چو لعلِ شفقے در کمرِ کوه نهان　　یا عقیقِ جگری در دلِ کان و معدن

گل شگفته دمد از شاخ و صبا در گلزار　　هرزه گردد که زند خنده بر ریشِ گلشن

بے صبا خندهٔ گل این گلِ دیگر بشگفت　　بو العجب ماندم و انگشت ز حیرت بدهن

بس شگفت آمدم این طرفه شگفتِ گلها　　در خود افتادم و با خویشتنم بحث و سخن

ناگهان بر لبم انگشت صبا زد که خموش　　غالب امروز بود جانبِ جوشِ گلشن

غالب آن شاعرِ شیرین سخنِ نکته سرائے　　گفت بر زعم من این حرف بدیوان سخن

گر همین جوشِ بهارست چه حاجت بصباست　　که خود از تنگیِ جا پیرهنِ غنچه قباست

گفتم این جوشِ بهاران سببش چیست بگوئے　　گفت از جوشِ مسرّت ز زمین تا بزمن

گفتم این جوشِ مسرّت بچه عنوان آمد　　گفت جشنِ حسن و سعد و سعید و احسن

گفتم این جشن چرا گفت ندانی هیهات　　این قدر بے خبر اے دفترِ هر دانش و فن

جشنِ سالگره بادشهِ داد گرائے　　جشنِ سالگره فخرِ سلاطینِ زمن

جشنِ سالگره آصفِ جمشید سریر　　میر محبوب **علی** بادشهِ ملکِ دکن

آن که جشنِ گرهش آمده در ماهِ ربیع　　که دمانید گل و لاله بر اطلال و دمن

آن که مدحِ چمن افروزیِ طبعش در باغ　　سرو و شمشاد سر آید بزبانِ سوسن

آن که از نکهتِ خویش که بهشتِ دگرست　　غنچه بر شاخ بود نافهٔ مشکین ختن

گل زرِ جعفری اندوخت ز جودش در جیب　　پر ز دینار و درم کرد درمنه دامن

گلبن از لاله بدورش مئے عشرت در جام　　وز گل و غنچه بهم یافته پیمانه و دن

گل شب بوست از و ماه شب افروز بباغ　　آفتابے ست ز مهرش گلِ خورشید چمن

شفقتش دایهٔ اطفالِ گلستان آمد　　که چکد از شغفِ مهر ز پستانش لبن

غنچه طفلے ست که پیچید بقماط لطفش　　بلبل از مدحتِ شه شام گهش نانو زن

مهرِ او مهد دلاسا که بتحریک نسیم　　نتواند که دمے ایستد از جنبیدن

لاله گوید دلِ ما شاد ز سالِ گرهش
نرگس ایما کند از شوق که چشمِ بد دشن

شاخ رقصان ز طرب مرغِ چمن نغمه سرا
غنچه انگشت زنان برگِ شجر دستک زن

من بدین حرف ثنا خوان بزبانے که مراست
گو مرا بهر زبان دست ندادست دهن

یا رب این گلبنِ شاهی به بهارِ جاوید
گلفشان باد جهان ابر دُر از گلِ دمن

من و یزدان که ز جان بندهٔ احسانِ شهم
که رسیدست ز شه منتِ بی من با من

بهتر از بادِ صبا تهنیتِ شه گویم
بدعا دست برآرم بگشایم دامن

راست آهنگ نوائے زنم از راهِ نیاز
نے بقانون سرود و نه بسازِ ارغن

نے خراسان و صفاهان و عراقش پرده
نے ز ناهید ترانه نه ز مطرب تن تن

نے به تشبیبِ وصال و نه بتقریبِ فراق
نے به تمهیدِ بهار و نه صبا و نه چمن

ساده یک نقشِ دعائے که ز فرطِ اخلاص
با نشیدِ دلِ عشاق بود پهلو زن

پر اثر مطلعِ موزون کنم انشا بدعا
که قبولش برد از شوق چو گل در دامن

باد فرخنده ز افضالِ خدائے ذو المنن
جشنِ سالِ گرهِ بادشهِ ملکِ دکن

میر محبوب **علی** شمعِ شبستانِ بتول
نونهالِ چمنِ حیدرِ کرّار زمن

آن که از هیبتِ او کاهد و بر خود لرزد
روحِ اسکندرِ رومی تنِ خاقانِ ختن

آن که از داد گری رونقِ کسری بشکست
آمد از دیده وری ساغرِ جمشید شکن

آن که از جودِ خداداد در آفاق گرفت
شهرهٔ حاتم و هم جعفر و هم معن معا

آن که در شیوه و شکل ست عزیزِ دل و جان
صورتِ یوسفِ صدیق بوجهِ احسن

آن که در حلقهٔ شاهی ز ازل دوخته اش
تکمه از مهر بود گوے ز پروین و پرن

پنجهٔ آهنی او دمِ هیجا بشکست
سرِ گیو و کمرِ رستم و پشتِ پشن

روزِ هیجاش بود رستمِ یکدست چو زال
پسرِ زال بهنگامهٔ رزمش چون زن

از نهیبش چو کفن زیرِ زره گشت حریر
شکلِ تابوت شده بر تنِ دشمن جوشن

سازمان اسناد و کتابخانهٔ ملی
جمهوری اسلامی ایران

شد صلاتش ہمہ غائب و حاضر موصول | در ضمیرش نہ دی و نیست نہ ما و نے من

اے خوش این سال کز افضال خداوند جہاں | شادمانی بدل آمد بدلِ رنج و محن

ہر کسے را دلِ شاداں و لبِ خندہ زن ست | چہ بمعنی و چہ صورت چہ بسرّ و چہ علن

دل کہ پرویزنِ خوں بود ز دیدہ کنو | خندہ از شوبِ الم بخیہ ریزد بدہن

طرفہ ہنگامۂ سور ست کہ از گرمیِ آں | شمع را اشک بود سرد کہ افتد بہ لگن

خندہ انگیز نشاطے کہ چو حرفِ خندہ | یک لب از سور بہم نامدہ ہنگامِ سخن

مدحتِ بادشہ و جشنِ مسرت افزا | بیش ازاں ست کہ آید بنوشت و گفتن

بہتر آن ست غنی کز رہِ اخلاص و نیاز | لب کشایم بدعا گرچہ نہ بودست دہن

تا قیامت بسلامت بکرامت باشد | یا رب ایں آصفِ جمشید حشم شاہِ دکن

تنِ بدخواہ بدامِ اجل افتد ز عروق | رگِ جاں باد کمندِ اجلش در گردن

بر لبم حرفِ دعا بود کہ فرخندہ سروش | بست اندازۂ تاریخ و بگفتا با من

مصرعے گو میتا ز روئے جمل سال برآر | جشنِ سالِ گرہِ شاہِ جہاں دارِ دکن

۱۳۱۶ھ

قصیدہ

در تہنیتِ سالِ گرہ حضرتِ بندگانِ عالی متعالی حضورِ پر نور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

دگر بہار بیاراست بزمِ بستاں را | برنگ و بوئے دگر ساز داد ساماں را

پئے نگارِ گلستاں برنگِ ہشت بہشت | بکار داشتہ چوں نقشبند رضواں را

بشرق و غرب کشیدست بادِ نوروزی | بلند خیمۂ ابر و طناب باراں را

بطاقِ ابر دمادم چو پنج نوبت زن | دوالِ برق زدہ کوس رعدِ غرّاں را

بزیب هفت و نه آراست همچو هشت بهشت — بنقش جهات جهان چار طاق ارکان را

ز سبزه های زمرد قماش گسترده ست — بساط مخملی سبز رنگ کاشان را

زهی لطافت سبزی که مخمل کاشان — کند خیال که بیند بخواب کاشش آن را

چو نقشهائے نهالی ز نو رسیده نهال — فگنده بوقلمونی بساط الوان را

زمین تمام تو گوئی سفال ریحان ست — ز بس که کرد هوا سبز تخم ریحان را

کمال قوت خود کرد نامیه در فصل — نماند زیر زمین گل فضائے امکان را

کنون چو خار بدل می خلد اگر خوانی — زمین گل بدل گل زمین گلستان را

بصدر باغ که بست ست تازه آئینش — چو بارگاه سلاطین روئے گیهان را

سریر سبز زمرد نگار شاخ نهاد — جلوس میمنت خسرو گلستان را

فلک نظیر سریرے ست ثابت و سیار — نه سر بباد چو تخت روان سلیمان را

نشست خسرو گل بر سریر باغ چنان — که آفتاب سریر سپهر گردان را

چمن ز گرمی بزم ست خرگه خرشید — در آسمان و زمین فرق نیست دوران را

وزیر اعظم گلزار سرو پایه بلند — بخدمت آمده چون ماه مهر رخشان را

دبیر خسرو گل نرگس درست قلم — گرفت همچو عطارد بکف قلمدان را

بهار دید که ناهید ناظر مهر ست — بخواند ناظر گل عندلیب بستان را

بسان ترک فلک میر لشکر باغ ست — بدست خنجر ازان ست بید لرزان را

رسید لاله بدستار و فش چو قاضی چرخ — که صدر آمده دار القضائے بستان را

نهال تاک که میر عمارت ست آمد — فراز طارم و ایوان نمود کیوان را

امیر آتش گلشن چنار آتش بار — پئے شکست خزان چون شهاب شیطان را

ستاده نیزه بکف چون سماک رامح چرخ — بلند ساخت صنوبر نشان سلطان را

بشاخ تاک چو قندیل خوشهٔ انگور — بجائے عقد ثریا ست بزم بستان را

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

فگند سایہ و از خاک برگرفت کہ بود
سرے بہ شبنم بے آب مہرِ تاباں را

بہار آمد و از ابرِ تازہ کارے کرد
نہال ساختہ افسردہ باغ و بستاں را

بدوش باد صبا گل در آشیاں آمد
نخواند گو بچمن بلبلِ ثنا خواں را

زہے سپاس گزار و خہے سپاس پذیر
کہ باب آمدہ ہر یک سپاس شایاں را

غنی ز طول سخن با دعائے شہ پرداز
کہ نیست تاب ازیں بیش طبع شاہاں را

ہمیشہ تا بہ فلک بزم ثابت و سیار
بود ز خسرو انجم خجستہ دوراں را

خجستہ بزم بود از نظام آصف جاہ
سپہر و مہر و زمین و زمان و کیہاں را

ترجیع بند

در تہنیت سالگرہ

الٰہی تا رسالت فخر باشد نوعِ انساں را
الٰہی تا بود فخر رسلؐ خاتم رسولاں را

الٰہی تا بود وحی منزل وصف قرآں را
الٰہی تا بقرآں سی و چار امر ست یزداں را

الٰہی تا بود تصدیق اصل ارکانِ ایماں را
الٰہی تا نماز آمد عمادِ دین مسلماں را

الٰہی تا زکاتِ زر بود حصّہ نصاباں را
الٰہی تا طوافِ کعبہ باشد حج گزاراں را

الٰہی تا بود سی روزہ مقروں چار ارکاں را
الٰہی تا مبارک سی و چار ست اہل ایماں را

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوبِ علیخاں را

چو در دنیا رسولِ رحمت للعٰلمین آمد
فراواں فرخی در عالم دنیا و دین آمد

طفیلِ عشرۂ کامل ز اصحابِ کرام او
لوائے دولتِ اسلام فیروزی قریں آمد

زنہ ازواج پاک و چار دختر آفتاب اختر
ظہور خیر و یمن ذات ختم المرسلیں آمد

امام یازدہ از آلِ پیغمبر کہ ہر فردش
چو طومارِ یسیں بودہ چو فردِ اولیں آمد

الٰهی تا زمین انتساب احمدِ مرسل   مبارک این چهار و سی بجانِ مومنین آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاه محبوب علی خاں را

مبارک تا بود نوروز رنگ افروز گیهاں را   مبارک تا بود برجِ حمل خرشید رخشاں را
مبارک در ثریا تا بود بهر قمر منزل   مبارک تا بخوشه تیر باشد چرخ گرداں را
مبارک تا به برجِ حوت رقاصِ فلک آمد   مبارک تا ز بهرام فلک جدی ست دوراں را
مبارک سعد اکبر تا بود در خانهٔ سرطاں   مبارک تا شمار نحس اکبر برج میزاں را
مبارک تا به بست و هفت منزل هفت اختر شد   مبارک تا بود این سی و چار اختر شناساں را

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاه محبوب علی خاں را

درازرنگی که نقاشِ بدیعش کردگار آمد   عقول عشره نقش اولینش در شمار آمد
دگر آں جوهر از زندهٔ نفسِ ناطقه کو را   حواس عشره در ادراک جزئی دستیار آمد
پسش آں جوهرِ قابل که میخوانی هیولایش   هر دو صورتِ جسمی و نوعی سازگار آمد
سه پس جسم طبیعی کیں سه جوهر کرد تقویمش   پس این جملهٔ نه جنس عرض بروے کار آمد
الٰهی تا جهانِ انفس و آفاق راز اول   همایون و مبارک ایں همه سی و چهار آمد

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاه محبوب علی خاں را

بود تا عالمِ اجسام را اجزائے جسمانی   نه نه افلاک گرداں و ز هفت اختر اگر دانی
دگر اربع عناصر کاب و آتش خاک و بادستی   سپس آں چار کیفیت که شد با چار ارزانی
موالید ثلاثه کامد از ترکیب چار عنصر   جمادات و نباتات و همه انواع حیوانی
سپس آں هفت اقلیمی که شد در حکم هفت اختر   چو اقلیمِ دکن در حکمِ محبوب علی خانی

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

غنی تا ہست زیں سی و چہار شاں کہ شمردم | نظامِ عالمِ اجسام از تقدیر یزدانی

مبارک باد یارب سی و چارم سال سلطاں را
نظام الملک آصف جاہ محبوب علی خاں را

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیٰ حضرت حضور پر نور خلد اللہ ملکہ

بیا کہ در دکن آں فصلِ برشگال رسید | کہ آب سال بفردوس زآبِ سال رسید
اگر نہ گلشنِ دنیاست سرزمین دکن | اگر نہ روضۂ عقبیٰ در اختیال رسید
چرا نسیم ز فردوس ہر سحر آمد | چرا شمال بہر شام از شمال رسید
دکن شدست بہشت بریں تمام و کمال | بباغ و راغ نضارت چو بر کمال رسید
صبا بشوق تماشائی باغ و بستانش | ز شرق رخت سفر بستہ چوں شمال رسید
بشست و شوی رخش باغ طشت حوض آورد | سحابِ مشک بدوش و بدستمال رسید
گزشت سال سیاہ و سحاب سرخ و سپید | بسبز کردن ایام برشگال رسید
گریست ابر بہاری و باغ شد خنداں | خوش ست گریہ کہ از بہر خندہ فال رسید
سحاب اشک فشاندہ چو دیدۂ یعقوب | صبا چو نکہتِ یوسف خجستہ فال رسید
سحاب معجزہ انگیخت بر خلافِ خلیل | کز آب آتشِ گلشن باشتعال رسید
متاع آب رسیدست صنعتِ داؤد | زرہ ز باد چو بر موجۂ زلال رسید
ز بسکہ ابر شب و روز ہفتہ بار آمد | سنرد طراوتِ او تا بماہ و سال رسید
بہ پیش ابر سیاہے پسِ سپیدۂ صبح | نہ شد سفید سیاہی کہ از لیال رسید
سحاب بود چو مستسقی بہ نشتر برق | ہوا کشاد رگِ ابر کا عتدال رسید

سحابِ چون زنِ هندو سبو که بر سر داشت — شکست و رعد گواهی برین مقال رسید

ز دوش ابر چو افتاد از گرانباری — هلال نیز ز مشکش بانهلال رسید

چنان فزود بهر جدول آب بر امسال — که در جداول تقویم پار سال رسید

چو آبِ خضر بظلمات آب ابر سیاه — حیات بخش گیاه و گل و نهال رسید

چو صبر در دل عاشق چو آب در غربال — نماند در کفِ ابر آنچه از زلال رسید

ز فیض بارشِ باران چو رند تر دامن — به خشک دامن زهاد هم بلال رسید

چنان رطوبتِ باران و باد تعدیل است — که زهد خشک ریائی باعتدال رسید

چمن بدوش کند ز ابر خشک بارانی — که تر شدست چو باران باتصال رسید

ازین که باد چو باد مسیح جان بخشاست — ازینکه آب چو آب خضر زلال رسید

نبات را به تن مرده روح تازه دمید — نهال سبزه خضر وار دیر سال رسید

ز کارگاهِ بهاران قماش گلبن باغ — بسرخ کرتهٔ شبنم بسبز شال رسید

بسر کشید ز ابرِ سیاه بالاپوش — که زیر پوش خود از سبزهٔ نهال رسید

چنان بخشک و تر آمد ظهور نشو و نما — که برگ و بار بشاخِ سرِ غزال رسید

بر آمد از قفس خاک طوطیِ سبزه — ز کوهسار چو زاغ تذرو بال رسید

قوای نامیه از بس که سخت کار آمد — رسید میوه همان دم که بر نهال رسید

سحاب و رعد و چمن خلد و صور اسرافیل — که هر دمیدهٔ نورس جوانه سال رسید

فغان رعد ز هجر رباب بود و کنون — رباب و رعد بهم ناله از چه حال رسید

همه نهال ز آبِ سفید سبز آمد — تمام سبزه ز ابرِ سیه نهال رسید

بروی نرگسِ خوابیده آب زد چو سحاب — سبک ز خواب گران جست و لیں بحال رسید

شد از نجوم پر انوار خیره رای حکیم — که کهکشان ز خیابانش در خیال رسید

چنان شمیم ز سنبل شدست عنبر بار — که نافه خون شد و خون در دل غزال رسید

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

بود زمینِ گلستان بگونه شجر | نهالی ز مشتجر که از نهال رسید
گسیند دُرِّ نجوم انچه شب برشته صبح | ز دستِ ابر بهاری باختلال رسید
هوا گسست همه دستهائے مروارید | ز ابر گرچه بسے رشتهٔ لآل رسید
چناں که دست گهربار شاهِ دریا دل | فشاند هرچه ز دریا به بیت مال رسید
خدائگانِ سلاطین خدیو داد گرائے | که داوریش ز دادار بیهمال رسید
نظامِ ملک دکن شهریار آصف جاه | که ملک و جاه بوی از ملکِ تعال رسید
جنوب رشکِ شمال آمد از شمائل تو | دماغ ملک دکن را ازین شمال رسید
رسید یمن دکن شعریِ یمانی را | که در فروغ به از شعری شمال رسید
تو آں خجسته خلف بوده کز اسلافت | هر انچه بود به ماضی ز تو بحال رسید
خصائلِ تو نبود ست حدِ هیچ بشر | مگر فرشته تواند بدین خصال رسید
تو یوسفِ دگری ورنه یوسف کنعاں | کجا به مصر عزیزے بدین جمال رسید
سپیدیِ که سیاهی بر آفتاب زدست | رخِ سپید ترا از رهِ جمال رسید
تو سرخ روی از انی برنگ لالهٔ آل | که در درونِ تو حبِ علی و آل رسید
بدهر کیست نظیرت بعاشقی علی | که شد محب و بمحبوبی از کمال رسید
دلت بخلق و بخالق ضمیر متصل ست | برنگ مستتر و بارز اتصال رسید
زباں مکید چو نام تو بر لباں آمد | رواں شگفت چو روئے تو در خیال رسید
مآثرِ تو چو سیارها لبسائرِ خلق | بشام و صبح و شب و روز و ماه و سال رسید
طمع که از غمِ مال و منال می نالید | کفِ تو گفت که اینک منال و مال رسید
ز شوکتِ تو فریدوں نهد لطاق شکوه | ز هیبتِ تو ترا جاه پورِ زال رسید
بقدر جاه بلندت رسید کے کاوس | بخیل تو چو کیتان و کوتوال رسید
چنیں جلالتِ شان و چناں جلیل شکوه | ترا ز لطفِ خداوند ذو الجلال رسید

زبخت و تخت بلند تو دام ظلهما　　خجستگی پئے ظلِ ہما بفال رسید

دد جوہرست ز دریا و تیغ دستت را　　بدوست و دشمنت از صلح و ز جدال رسید

مکارم تو ز دلہائے خلق پاک بہ برد　　کدورتیکہ ز ظلمِ سیاہ سال رسید

بمال ناطق و صامت چناں کرم کردی　　کہ لال ناطق و ناطق بشکر لال رسید

زسیم خام و زر پختہ اش بدل کردی　　بدل ز قحط اگر ملک را ملال رسید

گدا ز جود تو از زندہ چوں گہر آمد　　گہر ز دست تو ازاں ترا ز سفال رسید

ز دست راد تو جوہر نہفت گرچہ بہ تیغ　　بگوش و گردنِ بدخواہ در قتال رسید

بقرص نان مہ و مہر ہر صباح و مسا　　پہر بر سرِ خوانت چو توشمال رسید

محاسب ار نہ شدہ از کفِ تو مالا مال　　چساں بقاعدہ مال و مال مال رسید

صریرِ کلکِ تو آمد بگوش جذر اصم　　ثنائے منطق تو بزبان لال رسید

حرام از ہمہ آمد ولے کرامت ہست　　کہ سحر از قلم معجزت حلال رسید

سواد خامۂ صورت طراز مشکینت　　بروئے شاہدِ معنی چو خط و خال رسید

چکد ز کلکِ سیاہت نکات رخشندہ　　چنانکہ ز ابر سیہ عقدۂ لآل رسید

سواد روئے زر افشان او کند روشن　　کہ رشحۂ ظلمت بر رخِ لیال رسید

عطارد از قلمِ تیرہ ات سواد گرفت　　قمر ز رائے منیرِ تو بر کمال رسید

بخط خامۂ خرشید بر بیاضِ سحر　　سواد نسخہ رایت با نتقال رسید

زمین شعر و سخن مردہ بود و از فیضت　　بہ رنگ زندہ بریعان آبسال رسید

عروسِ شعر ز مشاطگی دولتِ شاہ　　بحسن شکل و شمائل پری مثال رسید

مگو کہ حور بہشتی ست یا پری تمثال　　پری و حور نخواہد بدیں دلال رسید

نہ در ہرات علی شیر کرد ہر ہفتش　　نہ از نظام سرش را بطوس شال رسید

نہ بست حلۂ سنجاب بر قدش سنجر　　نہ در ایازیِ محمود بش ایں جمال رسید

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

نگرود دولت فیروز غازهٔ رویش
نه بر منصهٔ بہرام از جمال رسید

تبارک الله ازین جم نظام آصف جاه
بزیبِ قامت و رخسار و زلف و خال رسید

ز آبداریِ معنی و آبیاری کلک
زمین شعر تو پُر از گل و نہال رسید

ضمیر پس نگرو رائے پیش بین ترا
خبر ز ماضی و از حال و از مآل رسید

محال آمده ممکن ز فیضِ ایجابت
ز امتناعِ تو ممکن بصد محال رسید

چناں ز تیغِ تو جسم عدو شدست دو نیم
که صورتش ز ہیولےٰ بانفصال رسید

بریده است عرض را حسامت از جوہر
عرض اگرچه ز جوہر باتصال رسید

ز بیدِ برگ تو لرزاں چو برگِ بید آمد
عدو ز زندگیِ خویش در وبال رسید

برنج زنده چو ماند بمرده می ماند
برنج زنده نه بینی به زشت حال رسید

عدو اگرچه نه سنجیده بود موزوں شد
ز خنجرت چو به تقطیع در قتال رسید

کجا رسد بتو افراسیابِ روئیں تن
که پورِ زال به پشتیت چو پیرِ زال رسید

سبک عنانِ اجل شد گراں رکابِ اجل
چو رخشِ عزمِ تو در رزم بدسگال رسید

عدو فگند سرِ خود که حجتِ قاطع
حسامِ تیزِ تو بر دعویِ قتال رسید

ز ضربِ تیغ تو جوزا دو پیکر افتادست
که شیرِ چرخ به پیشِ تو چوں شغال رسید

ز سہمِ گرزِ تو گاوِ فلک حمل افگند
سہامِ توس ترا در اسد نضال رسید

بر آفتاب تب و لرزه از تو در خاور
به قطب سکته ز بیمِ تو در شمال رسید

فضای چرخ سنان ترا مجالیِ برق
بساطِ خاک سمند ترا مجال رسید

رکاب رخش ترا ماه و آفتاب کشید
سمِ سمند ترا نعل از ہلال رسید

ز نیزهٔ تو سماک اعزل آمده رامح
ز قہرِ تو شرفِ مہر را وبال رسید

به کاخ جاه تو قصر زحل چناں کوتاه
که صدر صفهٔ ترا او در صفِ نعال رسید

ز مہر تست که برجیس میمنت دارد
ز قہر تست که خرشید را زوال رسید

ببارگاهِ رفیعت که کوسِ اوچرخ ست — شهاب ثاقب رخشنده چون دوال رسید
زاوج روے به پستی نهاد و نازل شد — بآفتاب چو از امرِ تو نزال رسید
بلوحِ فکر تو محفوظ یک قلم آمد — هر انچه لم یزل و هر چه لایزال رسید
زانکساف و زوال و وبال مهر سپهر — چسان شبیه برائے تو در خیال رسید
زانخساف و محاق و کلف به ماه فلک — چگونه روے نکوے ترا مثال رسید
کجا رسید بدو در سپهر مهر زراه — چنانکه زیں و عهد تو بے زوال رسید
زمیں بناز که صدرِ زحل محل آمد — زمانه شاد که شاهِ فلک محال رسید
فلک برقص ز دور قمر که سال گره — برائے جشن شهِ مشتری خصال رسید
نمود منطقۀ خویش رشتۀ سالش — ز نقطۀ حملش عقده حسب حال رسید
وان نکاد پئے سال حال باید خواند — که فرخی و فراخی بحال سال رسید
غنی خموش چو من از تو قافیه تنگ ست — زمینِ شعر زالطاف بائے مال رسید
ز دل برائے دعا دست بسته لب بکشا — که وقت تهنیتِ جشنِ نیک فال رسید
شها سپهر جنابا ترا مبارک باد — مسرتے که پسِ سی و پنج سال رسید
بود مبارک و مسعود و میمنت آمود — نشاط جشن که برعین عید دال رسید
بطولِ عمر تو پیوسته باد عرض حیات — چو طول جسم که عرضش باتصال رسید
خجسته باد بتو جشنهائے سال گره — مدام تا گرهِ رشته بهرِ سال رسید
عقود رشتۀ عمرت ز کهکشان و نجوم — زیاد باد و نه چندانکه در خیال رسید
ثناگرِ تو غنی گش زمال کیسه پرست — چه مال آنچه که در دامنِ کمال رسید
کناد تهنیتِ جشن شاه تا گویند — تونگری بدل آمد نه آں بمال رسید

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ ہمایوں اعلیٰ حضرت خلد اللہ ملکہ،

باز در قالبِ بے جان جہان جاں آمد　　باز در جانِ جہاں ذوق بہیجاں آمد

باز ایام سرور و طرب آغاز نہاد　　باز دورِ الم و رنج بپایاں آمد

باز غم را ز مسرت رہے افتاد بدل　　باز اندوہ ز شادی ہمہ با جاں آمد

باز تیرہ شبِ غم رخت ز عالم برداشت　　باز روشن سحرِ عیش نمایاں آمد

باز بر گلبنِ اُمید گلِ تازہ دمید　　باز در باغِ امل فصلِ بہاراں آمد

باز در خندہ زمیں آمدہ از لالہ و گل　　باز در گریہ زدن ابر ز باراں آمد

باز بشگفت بہارِ چمنستانِ جہاں　　باز بلبل بہوائے گلِ خنداں آمد

باز قمری بسرِ سرو نوائے عشاق　　راست سر کردہ باہنگ صفاہاں آمد

باز بر اوج حصول اخترِ اُمید دمید　　باز در شیب عدم طالعِ حرماں آمد

باز در طالع تیر ست عیاں سہم الغیب　　باز برجیس بناہید بسرطاں آمد

باز در حوت پئے زہرہ قرانِ ماہی ست　　باز در برج حمل مہر درخشاں آمد

باز شد عطر فشاں صندلِ صبحِ نوروز　　باز مشکِ شبِ گل غالیہ باراں آمد

باز ناساختہ کافور سحر آمد و شام　　باز ناسوختہ عودی ست کہ سوزاں آمد

باز آں ماہ نشاط آورِ طبع و خاطر　　باز آں سال فرح بخشِ دل و جاں آمد

باز آمد مہ میلادِ حضورِ پُر نور　　باز سال گرہِ آصفِ دوراں آمد

میر محبوب علیخاں کہ بہ تختِ شاہی　　نام او تاجِ ملوک افسرِ شاہاں آمد

آں نظامِ دکن و آصفِ دوراں کز وے　　رونقِ گیتی و آرایشِ گیہاں آمد

جم حشم خسرو دوراں کہ بتاج و بہ نگیں — طاق گشتہ بہ جہاں جفت سلیماں آمد

از عطاے تو پر آب ست دہانِ دریا — وز کف را د تو خوں در جگر کاں آمد

تا ز خاکِ قدمت آیدش آبے در دست — پا ز سر کردہ براہت دُر غلطاں آمد

ابر بخشید اگر آب ز دریا سہل ست — دستت از کیسۂ خود چوں گہر افشاں آمد

موج باشد ز کفت لطمہ بروے دریا — لعل بیکانے ز دستت بدل کاں آمد

از عطائے تو کہ بارانِ گہر می بارد — گوہر آں قدر گراں گشت کہ ارزاں آمد

آب در دیدہ شد از دست تو بحرِ عماں — خاک بر سر ز کفت کان بدخشاں آمد

خیرہ از روی دل افروز تو چشم خرشید — تیرہ از روی خوشت چشمۂ حیواں آمد

سرو شد از عرقِ شرم قدت پا در گل — گل ز رشکِ رخ تو چاک گریباں آمد

بہرِ خلق تو ز گیتی ہمہ ذکر احسن — وز کفت بہرۂ گیتی ہمہ احساں آمد

سبز شد از تو سپید و سیہ لیل و نہار — کہ سپید و سیہ را جود تو یکساں آمد

گرد زنار رشتۂ جاں داشت ز ہمت چہ عجب — رشتۂ عمر عدو رشتہ بیجاں آمد

سال خوردہ شد از رائے تو تقویم سپہر — گاؤ خوردست اگر دفترِ دوراں آمد

شمع افروز شبستانِ جمالِ تو قمر — پردہ دار درِ ایوانِ تو کیواں آمد

یک کماں دارِ تو ترکِ فلک آمد از قوس — یک علم دار تو خرشیدِ درخشاں آمد

ہم کمر بستہ ات از منطقہ آمد جوزا — ہم عطا سنج تو ناہید ز میزاں آمد

ہم ترا قاضیِ چرخ آمدہ صدرِ اعلیٰ — ہم دبیرِ فلکت صاحبِ دیواں آمد

شاہ بر خیش شُم از پے این سالگرہ — کوکب پیش رس صبح بہاراں آمد

حبذا سال نکو فال کہ از مقدمِ آں — بدہن خندہ بدل عیش بہ تن جاں آمد

ہمہ را دیدۂ پر نور و دل مسرور ست — ہمہ را طبعِ خوش و خاطرِ شاداں آمد

نکتۂ تازہ شیریں بزنم کز ذوقش — آب اندر دہن طبع سخنداں آمد

که پئے سال گره رسم بود از اول ۔۔۔ کاخرِ سال وگره از پئے حسباں آمد

لاجرم ز آخرِ سال وگره از روئے جُمل ۔۔۔ سی و پنجم عدد سال نمایاں آمد

در همه سال دو ماهی بود از نام ربیع ۔۔۔ کاں بمیلاد دو محبوب ز یزداں آمد

اول آمد پئے محبوب خدائے دو جہاں ۔۔۔ آخرش در طرفِ آصفِ دوراں آمد

ده و دو آمده اعداد عدد از روئے جمل ۔۔۔ عد بمعنی طرف و خاتم و پایاں آمد

پس ده و دو شده میلاد ختامِ مرسل ۔۔۔ کو عدد خاتمه و ختمِ رسولاں آمد

نصف آں شش پئے میلاد نظامِ سادس ۔۔۔ شاه جم مرتبه محبوب علی خاں آمد

خسروا دیر بمانی که نگهداشتهٔ ۔۔۔ رشتهٔ نظم که شایاں پئے شاہاں آمد

ز انتظامت دُرِ منظوم بود نظم سخن ۔۔۔ زاں نظامِ دکنت نام به برہاں آمد

به نثارِ تو غنی گوہر شہوار مدیح ۔۔۔ گرد در رشتهٔ کاں رشته رگِ جاں آمد

نظمِ من عقدهٔ منظوم نماید ز نظام ۔۔۔ نے بود عقدِ ثریا که پریشاں آمد

گر قبول تو فتد دُر نباشد که گہر ۔۔۔ بہرِ اقبال شہاں لایق و شایاں آمد

خاصه رخشنده دُرِ نظم که از گوہر پاک ۔۔۔ دُرة التاج پئے حضرتِ قرآں آمد

زانکه ایں جوہرِ ارزنده که جنسِ عالی ست ۔۔۔ از برِ عرش بدل بردنِ شاہاں آمد

ایں عقیقے ست بصد خونِ جگر پرورده ۔۔۔ نے عقیقِ جگری کز دلِ ہر کاں آمد

لعل یک قطرهٔ خون ست فروبسته بسنگ ۔۔۔ دیں دو صد خونِ جگر ریخته در جاں آمد

نظم جان آمد و مرجان جہان است حیات ۔۔۔ مرده خوں نیست که لعل و در و مرجاں آمد

زاں براه طلبش صد چو منی را بینی ۔۔۔ که غنی بوده و در خیل گدایاں آمد

تا بود رشتهٔ دورات فلک سر در گم ۔۔۔ تا که نوروز درایں رشته گره سال آمد

گرهٔ رشتهٔ عمرت بطلوعِ مه و مہر ۔۔۔ باد آں نقطهٔ مشرق که ہزاراں آمد

قصیده

در تهنیت سالگره مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور

ایا خدیو جهان و خدایگان بشر | ایا قباد قدر جم حشم فریدون فر

توئی که کاتبِ سر دفترِ قضا و قدر | نوشت از پئے امرت که با قضاست قدر

توئی که خامۀ قدرت بدفترِ تکویں | نگار بست ز نامِ تو بر سرِ دفتر

توئی خدیوِ ثریا علم سپهر سریر | شہ ستاره حشم ماه چتر و مهر افسر

بلشکرِ تو سماکِ سپهر چوں رامح | بموکب تو دو پیکر طلایۀ لشکر

برزمگاهِ تو بهرام کمترینہ سوار | به بزمگاه تو زهره کمینه خنیاگر

بدفترِ تو پئے مشتری قضائے امور | بحکم تو عطارد محافظ دفتر

به تخت همچو سپهری به بخت چوں ناهید | برای راست چو تیر و بروی نکو چو قمر

به نیزۀ تو سماک و بمنطقه جوزا | بر خشِ ماه منیری به تیغ مهر انور

بر آسمانِ نکوئی مهِ چهار دهٔ | به برجِ طالعِ فرخندۀ تو سعد اکبر

شد از جلالِ تو مهرِ فلک اسیر زوال | شد از جمال تو ماهِ فلک ز شهر بدر

سپهر و طبع تو یک مرکز و دگر پرکار | زمان و رای تو یک منطقه دگر محور

حطیمِ کعبۀ قدرِ تو گنبدِ دوّار | حریمِ کوشکِ جاه تو ساحتِ اغبر

بلند پایۀ قدرت ز اوجِ نُہ طارم | بزیرِ سایۀ لطفِ تو کوشکِ ششدر

نہ از اطاعت طبعت زمانہ راست گریز | نہ از اطاعت امرت سپهر راست گزر

سبک عنان تو دیده فلک گزید مسیر | گران رکاب تو آمد زمین گرفت مقر

یگانہ که درین شش جهت بود درایت | مدار گردشِ نُہ آسمان و هفت اختر

زضرب نیزهٔ خطی تو سماک اعزل | زخط کلک سیاه تو تیر چرخ ابتر
ستاره راست رضاجوئیت مدار و مسیر | سپهر راست وفاق تو مرکز و محور
دو پیکری ست بعالم شهنشه و بهرام | یکی ست پیکر جوزا دیگرت به کمر
نفاذ حکم تو مبرم بود برنگ قضا | قضای امر تو محکم بود مثال قدر
زنجت سبز تو قصرت به نزہت و فسحت | بهار روضهٔ خضرا و گنبد اخضر
قوی سپهر که سرکش بزیر گردش داست | به پیش حرکت کلکت شدیدست زیر و زبر
بلند نعرهٔ فتح قریب شد ز فلک | چو خواند آیهٔ نصر من اللہت خنجر
دمادم ست صدای فدیدم از کوست | مباد کافتد از پای گنبد بیدر
اجل ز کوکب بخت و سر عدو سازد | بدفع چشم ز تیغت سپند در مجمر
فروغ دیدهٔ عقلی فراغ خاطر فکر | صفائی سینهٔ علمی جمال روئے ہنر
به پیش رائے رزینت که عقل فعال ست | چو خمسهٔ متحیر بود عقول عشر
یگانه جوہر جسمی و نوع تو عالی ست | که سافلند ز جنست عقول در جوہر
خدیو جم حشمی شہریار آصف جاه | نظام ملکی و فرخ فرد فرشته سیر
نظام ملک ازانی که گوہر پاکت | بود ز رشتهٔ نظم فرید گنج شکر
کریم طبع ترا مہر و مہ بود بنده | عظیم لطف ترا بحر و کان بود چاکر
زہے سخای تو با ہر کسے چه شه چه گدا | زہے کنوز تو در ہر مکان چه بحر چه بر
زہے عطای تو در ہر کفے چه پر چه تہی | زہے نقود تو ہر گونهٔ چه سیم چه زر
زہے وفای تو در ہر دلے چه خسته چه شاد | زہے ہوای تو در ہر دروں چه سینه چه سر
زہے دعای تو در دہمه چه شیخ چه شاب | زہے ثنای تو بر ہر لبے چه خشک چه تر
ز آستین تو بذلے بود عقول لآل | ز آستان تو خاکی عبیر و عنبر تر
بفضل ابر مطیری ببذل بحر محیط | بطینت آب زلالی بطبع ہمچو مطر

کفت بعالم افضال ابر لولو بار / قدرت بہ گلشن اقبال نخل بار آور

بدست تو چه بود بحر قطرهٔ بے آب / برائے تو چه بود مهر ذرهٔ احقر

بعهد عدل اساس تو فتنه از سر خود / نهاده است کلاه و کشاده است کمر

برو شگفته بهاری ببو شمیم بهشت / بخوئے مشک تتاری بخلق عنبر تر

ز رشک لعل تو آتش فتاد در یاقوت / ز غیرت سخنت غرق آب شد گوهر

حلیم همچو زمینی صفا چو آب حیات / سبک چو باد بهشتی لطیف چون آذر

یگانهٔ تو میان ملوک هفت اقلیم / چو در میانهٔ اعراض تسعه یک جوهر

فضائے طبع لطیفت چو صحن باغ بهشت / صفائے طینت پاکت چو چشمهٔ کوثر

خصائل تو ز نزهت حدیقهٔ ریحان / شمائل تو ز نکهت شمامهٔ عنبر

مشام راست ز خویت شمیم نوروزی / نظاره راست ز رویت نضارت منظر

بود ز قهر تو ذره بقامت خرشید / بود ز فیض تو قطره بقیمت گوهر

بخردی تو و بقراط عاقل و باقل / بمردمی تو و حاتم حاجب و جعفر

ثنائے تست ز لبهائے یک جهان ظاهر / دعائے تست بدلهائے عالمے مضمر

جمال ملت و ملکی کمال دانش و دین / زوال کفر و نفاقی وبال فتنه و شر

امام دین حنیفی نظام دولت و ملک / عصام خلق جهانی قوام فتح و ظفر

قوی ست پشت تو زین که دستیاری تست / زبان زدی اسد الله حیدر صفدر

بذات پاک تو باشد که جاودان باقی / پناه ملت اسلام و شرع پیغمبر

فزوده رتبهٔ خطبه ز نام والایت / بلند گشت ز پائے تو پایهٔ منبر

صریر کلک سیاهت ببزم و رزم بود / صدائے نالهٔ تیر و نوائے نغمهٔ تر

سواد نامهٔ کلکت هزار بار به است / ز جام جم که ندارد ز خط جور اثر

نقوش کلک تو در دیدهٔ اولی الابصار / فروغ دیدهٔ بینش چراغ چشم نظر

سوادِ کلکِ تو کاں سرنوشتِ پیشانی ست
شب برات بود میدہد ز خیر خبر

بزیرِ رانِ شہِ کامران بروزِ وغا
بود سمند چو پیل و پلنگ و شیر ببر

عقاب وار بباد و شمال وار بخاک
نہنگ وار بہ بحر و پلنگ وار بہ بر

بقامت ابرِ محیط و بپویہ بارانی
بہ جست ہمچو درخش و بصوت چوں تندر

سمش زماہ نو و آخورش زر کاہکشاں
لجام او ز ثریا ستام او از خور

جہاں نورد چو افلاک کارداں چوں تیر
دلیل رہ چو ثوابت شتاب رو چو قمر

عقاب منظر و طاؤس رقص و کبک خرام
ہمائے طلعت و سیمرغ بال و عنقا پر

دم صعود و نزول ست ہمچو آتش و آب
گہ درنگ و شتابی چو خاک و چوں صرصر

رود بپویہ بیک گام تا بحدِ نگاہ
چو بازگشت پس آید از دو گام نظر

سپہر منزلتا آفتابِ سیمایا
کہ باد دورِ تو پیوستہ ہمچو دورِ قمر

خجستہ سی و ششم سال بہر سالگرہ
بود مبارک و بہتر ز سال ہائے دگر

ہزار سال ازیں بہترت مبارک باد
بفضلِ داورِ دادار و خالقِ اکبر

طفیلِ احمدِ مختار و چار یارِ کرام
طفیل شبر و شبیر سبطِ پیغمبرؐ

دلِ عدو ز نہیبت بود چو بید ز باد
تنش ز بیم چو نخلِ کہن بتر ز تبر

غنی ست داعی اقبال و دولت تو سزا
کہ شعر او بمدیحت شود نوشتہ بزر

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ مبارک حضور پرنور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

چوں عروسِ صبح از خوابِ گراں سر در گرفت
از سبکروحی ہوائے خاستن در سر گرفت

ہمچو گل کز جامۂ صد برگ خیزد بامداد
سر ز رختِ خواب بیروں کرد و رخت از بر گرفت

چادرِ عودی شب با معجرِ سرخ شفق / از سرو تن چوں قبائے لالۂ احمر گرفت

دل ز میلِ وسمۂ تاریک شب بر داشته / خاطر از گلگونۂ سرخ شفق هم بر گرفت

چوں لباس عابد شب زنده دار صبح خیز / جامۂ ساده سپید از مهر خور در بر گرفت

همچو صوفی چادرِ ترسا بدوش انداخته / همچو مُحرم دل ز رنگ احمر و اصفر گرفت

کرتۂ آبی شبنم زیب دوش و سینه ساخت / دامنی جامۂ خرشید چوں چادر گرفت

گه ز تن زیب سپیده حله زیب تن نمود / گاه تن زیب سپید از نور خور در خور گرفت

از شعاعِ شمس گاهے مقنعِ زرّینه ساخت / گه خمار تابدار تافته بر سر گرفت

شد گل خرشید زیب افزائے جیب دامنش / وز گلِ مهتاب چوں شبو دماغی در گرفت

جلوه اش عالم فروز آمد برنگِ نوبهار / پرتوش در بحر و بر افتاد خشک و تر گرفت

روئے پر انوار او از ماه تا ماهی فروخت / واز زمیں تا آسماں در نور چوں نیر گرفت

چشمِ عالم روشنائی یافت از دیدار او / طالع گیتی سعادت از رخش یکسر گرفت

پرتوِ لمعان او بر ساحتِ غبرا فتاد / لمعۂ انوار او در گنبدِ اخضر گرفت

غنچۂ دلهائے غمگیں از رخِ خنداں کشاد / کامِ تلخ از خندۂ پر شور در شکر گرفت

عارضِ او چهرۂ کون و مکاں پر نور کرد / کاکلِ او مغز باغ و راغ در عنبر گرفت

همچو ماهِ نیم ماه و همچو مهرِ نیم روز / پرتوش افتاد در آفاق و سرتاسر گرفت

گفتم اے زیبا نگارِ ساده رو سیمیں عذار / چیست تا طبعت ز تزئینِ زر و زیور گرفت

روز و شب بینی ز ماه و سال کیں لیلائے لیل / از پئے تزئیں حلی بست و حلل در بر گرفت

از هلال آویزۂ سیمیں بگوش انداخته / واز مهِ کامل مرصع تمۂ بر سر گرفت

طوق در گردن فگند از هالۂ ماهِ منیر / حُلّۂ سرخِ شفق چوں لالۂ احمر گرفت

پردۂ زنبوری از چرخ ثوابت زد بروے / اطلسِ چرخ نهم بر دوش چوں چادر گرفت

کهکشاں جائے حمائل زیب صدر و سینه ساخت / گوشوار از گوهرِ پروین بزیب و فر گرفت

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

گاه چوں ہندو زنِ آں مشکیں پرند شوخ و شنگ ‌ ‌ ‌ از ثریا بہرِ تزئیں بر جبیں جھومر گرفت

گہ زکتّانِ سفید ماہتابش دامنی ‌ ‌ ‌ گاه از سیفورِ ظلمت پرده بر رخ بر گرفت

گاه چوں زنگی زنِ شوخِ سیہ مست از نشاط ‌ ‌ ‌ عقدِ سیمینِ شہابش بر انگشتن در گرفت

بر میان از منطقہ لبست ست یک زرّیں کمر ‌ ‌ ‌ و از بنات النعش تختِ سیم ساق اندر گرفت

از ده و دو برج یک مالای مروارید ساخت ‌ ‌ ‌ ہفت سیّاره پئے ترصیع آں جوہر گرفت

زاں صور کز منطقہ شد در جنوب و در شمال ‌ ‌ ‌ بہرِ جوشن بر دو بازو سی و شش اختر گرفت

عنبرینہ لبست بر سینہ ز یاقوتِ سہیل ‌ ‌ ‌ و از عقیق سرخ شعری در کف انگشتر گرفت

گفت با من شاہدِ صبحِ صبیحِ سیمبر ‌ ‌ ‌ لیکن اول زیں سخن در خنده لعل تر گرفت

کایں ہمہ آرایشِ ناپائدار و بے قرار ‌ ‌ ‌ بیش ازیں نبود کہ جا در خاطرم کمتر گرفت

خاصہ با ایں چہرۂ بے نور و ایں روئے سیاه ‌ ‌ ‌ کے تواند طرف خوبی با رخِ انور گرفت

گنگ باشد گرچہ سوسن ده زباں در کام کرد ‌ ‌ ‌ کور باشد گرچہ چشمِ عاریت عبہر گرفت

کے نماید نیک در چشم و فرود آید بدل ‌ ‌ ‌ گر خضاب و وسمہ و غازه بر و اعور گرفت

زیب من پاینده و باقی بود آثار آں ‌ ‌ ‌ در ازل از بہرِ من ایں زیب صورت در گرفت

زیب من ایں بس کہ گشتم مولدِ فخرِ رسل ‌ ‌ ‌ آنکہ زیب از وے سپہر و اختر و عنصر گرفت

زیب من ایں بس کہ گشتم مولدِ شاهِ دکن ‌ ‌ ‌ آنکہ زیب از مولدش ایں ساحت اغبر گرفت

میر محبوب علی خاں خسروِ دارائے دیں ‌ ‌ ‌ آنکہ بزم و رزم از و آئینِ اسکندر گرفت

آں نظام الملک آصف جاه کز اجلالِ او ‌ ‌ ‌ سکۂ در قطب آمد لرزۂ در خور گرفت

آنکہ از فرماں دہاں در بادشاہی گوئے برد ‌ ‌ ‌ آنکہ از شاہانِ پیشیں پایۂ برتر گرفت

آنکہ تشریف بہی خواہاں ز سر تا پائے داد ‌ ‌ ‌ آنکہ تاج و تخت از شاہاں ز پا تا سر گرفت

آنکہ از گیتی ستاناں خواستہ ملک و سریر ‌ ‌ ‌ و از سر افرازانِ گردن کش سر و افسر گرفت

دولت او باجِ ذلت از کفِ فغفور خواست ‌ ‌ ‌ صولت او تاج عزت از سرِ قیصر گرفت

تخت از پابوسِ او بالید و پهلو زد بتاج
تاج از و نازید و خود را از فلک برتر گرفت

پائیگاهی تختش از تختِ سلیمان یافته
سربلندی تاج او از تاجِ اسکندر گرفت

خسرو دشمن کُش لشکر کشِ کشورکشائے
آنکه با یک لشکری صد ملک و صد کشور گرفت

شه باقبال خداوندی جهاں بگشاده است
گر جهاں اسکندر و جمشید با لشکر گرفت

از همایوں بخت عالمگیر شد شاه جهاں
واز جهانگیری بسے بر اکبر و بابر گرفت

نام را بختِ بلندش سکهٔ بر زر نشاند
سکه را نام بلندش در زر و زیور گرفت

حرف بر کرسی نشانده طالعِ نقشِ نگیں
بر نگیں روزے که نامِ نامیش جا در گرفت

یک تنه با تیغ چوں خرشید و بارخشے چو ماه
از سوادِ قیروانِ شام تا خاور گرفت

فرد یکتائی چهار ارکان که صیتِ سطوتش
کوهنگِ ششدره کشاد و قصرِ نه کنگر گرفت

پور زال از صولتش در بر برنگ پیر زال
مقنع معجر بجائے جوشن و مغفر گرفت

شحنهٔ انصاف و عدلش کامده عاجز نواز
روئے زال زار دید و روی زال از زر گرفت

بشکند کے آهنیں قصرِ مشید عهد او
گر شکستی از قضا ایں طاق نه چنبر گرفت؟

از نهیب او تمنا در دلِ خاقاں شکست
واز جلال او نفس در سینهٔ سنجر گرفت

از کماں تیرش پرید و خورد بر راس ذنب
واز کمیں زاغ کماں نسرِ فلک در بر گرفت

آسماں در بزمِ او از کوکبِ بختِ عدو
بهرِ چشمِ بد سپندے از پئے مجمر گرفت

صیت او در گوش اهل قصرِ نُه طارم رسید
سطوتش در ساکنانِ کوهنگ ششدر گرفت

همچو اسکندر عجم در دست از اقبال یافت
چوں سلیمان ملک جم در کف ز انگشتر گرفت

حلقه در گوش جهاں چوں خاتمِ جمشید کرد
در بروئے فتنه همچوں سد اسکندر گرفت

صد درِ خیری چو دستِ فاتحِ خیبر گشاد
صد رهِ شور و شری چوں همتِ شبر گرفت

تیغِ تیز برق لمعانش بهنگامِ ستیز
چوں عصائے موسوی ره بر رومِ اژدر گرفت

روئے او را از قدر هفت اختراں مرکز شناخت
رائے او را از قضا نه آسماں محور گرفت

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

آسماں از دور می بوسد زمیں بر درگہش | تا ز نزدیکانِ خدمت خویشتن را در گرفت

رزم از خون سر و پشت عدویش یافتہ | آنچہ بزم از ساقی و صہبا خم و ساغر گرفت

چرخِ اطلس خواست بافد جامہ اش از بافتہ | تار و پودش را شعاعِ مہر و مہ در خور گرفت

چوں قبائے بادشاہی دوخت بر قدش سپہر | دولت و اقبال بہر ابرۂ و استر گرفت

دشمناں را تیغ او در آب چوں خورشید حشر | تا بزانو تا کمر تا سینہ و تا سر گرفت

دست او با پنجۂ پر زور و تیغ جانستاں | روز رزم از دشمناں صد خنجر و حنجر گرفت

شیر گردوں را ز بیمش زہرہ گردید آب | نسر طائر را ز سہمش آتشے در پر گرفت

آب تیغش دشمناں را ہمچو موج از سر گذشت | باد تیرش در پئے شاں صورتِ صرصر گرفت

دشمنش چوں تشنۂ گم کردہ رہ جویائے آب | مرگ را تا جوئبارِ تیغ او رہبر گرفت

ابر آزاری کہ دُر افشاند در فصلِ بہار | کمتریں بذلیست کز دست و کفِ داور گرفت

بحر را از موج افتاد دست خفقانے بدل | تا کف گوہر فشانش کام از گوہر گرفت

با کف زرپاش گاہے اجتماعِ زر نخواست | زاں پراگندہ بود شکلے کہ لفظ زر گرفت

ہمت او از سخا طومار حاتم سطے نمود | رسم یحییٰ زندہ کرد و فضل بر جعفر گرفت

خشک و تر از حیرت و شرم ست ابر نوبہار | سائل از دست کریمش بسکہ خشک و تر گرفت

حامی دیں آمد و احیائے رسم شرع کرد | ماحی کفر آمد و از کافراں کیفر گرفت

زاں لطافت ہا کہ بار آورد باور می شود | ایں کہ نخلِ طبعش آب از چشمۂ کوثر گرفت

خلق او حرفے بنافِ مشک تاتاری نہاد | خوئے خویش خردہا بر نکہت عنبر گرفت

آنکہ از دستش بنائے کفر و شرک از پا فتاد | آنکہ از پا مردیش اسلام زیب و فر گرفت

فتنہ ہا بنشست چوں مہرش پئے داد ایستاد | الاماں برخاست چوں قہرش بشور و شر گرفت

از نکو رویش فروغِ ملتِ بیضا فزود | واز زریں رایش ردائی دینِ پیغمبر گرفت

از جمال عالم افروزش گرفتست آفتاب | واز رخ رخشانِ او تابش مہ و اختر گرفت

سر بطاق آسماں محراب سود از قامتش | پایۂ بالا بلند از پایۂ او منبر گرفت
شد محب آل پاک و گشت محبوبِ علی | در دلش از بسکہ حب صادق و جعفر گرفت
جشنِ جم آئین او از غایتِ حسن و جمال | لعبت چینی شد و ہمچون پری پیکر گرفت
سال و ماہ و روز و شب از جشنِ جمشیدی او | چوں عروس نو شد و شکل پری پیکر گرفت
بالخصوص ایں سال فرخ فال کز فیضانِ او | عالم از سہم سعادت بہرۂ او فر گرفت
خاصہ ایں ماہ ربیع آخر کہ از میلاد شاہ | دہر در خوبی فزود و زیب سرتاسر گرفت
دلکشا چوں بادِ نوروزی ست بادِ برشکال | فیض ابر و لطف باراں جمیع بحر و بر گرفت
آں نضارت ہا کہ گیتی یافت از اُردی بہشت | خطۂ پاکِ دکن از مہر شہریور گرفت
ہمچو فروردیں نشاط ایں ماہ شہریور فزود | چو ربیع اولین رونق ربیع آخر گرفت
شکر یزداں کز طفیلِ مقدم سال گرہ | ملک از آئینِ تازہ تازگی از سر گرفت
روئے دل آرائے گیتی آبروئے تازہ یافت | چہرۂ زیبائے عالم رونقِ دیگر گرفت
بزم ہا گشتہ فروزاں جشنہا شد ساختہ | گوئی از بزمِ جم و جشنِ فریدوں فر گرفت
خانہ و بام ست چوں بیت العروس آراستہ | کوی و برزن زیب چوں بیت الصنم از سر گرفت
بزمِ جشنِ شہ ز آئیں با فلک ماناشدہ | شمعہا در بزم خسرو تابش اختر گرفت
دست شہ در دامنِ امروز از بس زر فشاند | کیسۂ فردا گرانی ہمچو دی از زر گرفت
ہمچو دامانِ غنی کز دولت اوصاف شاہ | از نقود معنوی در گنج و در گوہر گرفت
عالمے را صد گرہ از کار بکشاد ست زانکہ | رشتۂ سال گرہ عقدِ سعادت در گرفت
شہ نظامِ شش بود تاریخ ماہِ جشن شش | شش بہم در خورد عقد سی و شش در خور گرفت
تا فرازِ چرخِ ہشتم در جنوب و در شمال | سی و شش اشکال گرد منطقہ پیکر گرفت
رسم جشن سی و شش بادا مبارک بہرِ شاہ | آنکہ او رسم الم از اہل عالم بر گرفت

قصیده

در تہنیت سالگرہ مبارک اعلیٰ حضرت حضور پرنور خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

بطور تلمیع ارتجالاً نوشتہ شد

(سنہ ۱۳۱۹ھ)

نامِ خدا شاہِ دکن من سطوۃ سلطانہ — لرزد فلک از ہیبتش مع مالہ من شانہ
کیواں نہد سر بر زمیں من ارتفاع قدرہ — مریخ افتد از فلک من صولۃ شجعانہ
قیصر بود بر درگہش من احقر خدامہ — فغفور آمد ریزہ چیں من نعمۃ فی خوانہ
السنجر فی بابہ من جملۃ حجابہ — او سائر رکابہ او ثلۃ فرسانہ
رائے رزینش از ضیا کالشمس فی اشراقہا — روئے نکویش از صفا کالبدر فی لمعانہ
صد لعل لب لولو گہر کالمشتری لالائہ — صد لعبت چین و چگل کالحور من غلمانہ
محبوب چوں روحِ رواں للناس فی ابدانہم — مطلوب و لہائے جہاں کالجان من جثمانہ
حامی ناموس زمن بالجند او اجلالہ — ماحی آثار فتن بالقہر او فیضانہ
حبش در آب و گل بود للخلق فی ایامہ — مہرش ز جان و دل بود للناس فی احیانہ
از بحرِ فیض او دکن کالقدس من سلوانہ — والبلخ من جیحونہ والشام من جیحانہ
شاداب ملک از فیض او کالجنۃ المخضرۃ — او بیت ملک الفارس من عدل نوشروانہ
صورت دلیل سیرتش والخلق لیفتی خلقہ — سرش عیاں ست از علن معناہ من عنوانہ
خرم دلش از مملکت کالنور من ریح الصبا — خرسند از وی ملکِ دکن کالخلد من رضوانہ
رفق ست در رفتار او والعدل فی احکامہ — صدق ست در گفتار او والحق فی برہانہ

صد کیسه لعل و در دهد لکن هذا جوده
از کمترین افضال او من ادون احسانه

خرم دل او از خلف کالروض من اشجاره
والغصن من اثماره والنخل من اغصانه

نازد ولیعهدش با و کالشبل من ضرغامه
والریح من ریحانه والدر من عمانه

فرخنده صاحب عهد او عثمان من اسمائه
والسمح من سیمائه والسؤدد من شانه

والجد من اطواره والجود من آثاره
والفتح من انصاره والنصر من اعوانه

یارب بود شاه دکن من اتبع ملکه
شاهنشه روئے زمین و امتاز عن اقرانه

زد ربنا ایاهما فی عیشة مرضیة
وارض لوجه المصطفی عنه و عن عثمانه

زین سی و شش سال گره وایں بزم شہر یارها
بارک اله العالم فیه و فی خلانه

ایں بس دعائے جانفزا فی حضرة رب العلا
من احقر خدامه ادعی دعا گویانه

اقصی بہی خواهانه اعلی ثنا خوانانه
ادنی نمک خوارانه عبد الغنی خانه

قصیده

در تہنیت سالگره اعلیحضرت حضور پر نور خلد الله ملکه

ایا خدیو ثریا جناب و مهر قباب
فلک سمند و ستاره شام و ماه رکاب

کفت ز بذل عطایاست مقسم الارزاق
دلت ز حل و قائق مفتح الابواب

هنر ز طبع لطیفت گرفت قیمت و قدر
گہر ز دست سخای تو یافت تابش و تاب

فسانه ایست ز تو جود جعفر و حاتم
نشانه ایست ز تو زور رستم و سهراب

نمونه ایست ز دست تو قلزم و عمان
کرشمه ایست ز طبع تو بحر نیل و سحاب

ندید رای صوابت بخواب روی خطا
نگشت روئے دل تو مگر بصوب صواب

حکایتی ست ز حرف تو گوهر پروین
روایتی ست ز رای تو مهر عالمتاب

بلای فرق تو چینند همیشه تاج و کلاه
بدست و پای تو بوسه زند عنان و رکاب

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

کتاب کهنهٔ عالم ورق ورق گشتم
نگاشتم نظرے بر فصول و بر ابواب

نه مثل جود تو دیدم روایتے در فصل
نه همچو جاه تو خواندم حکایتے در باب

زهی مهر و مواسا عزیز روح و رواں
زهی ز جود و کرم مالک قلوب و رقاب

زهی ز شوکت جاه و حشم ستاره سپاه
زهی ز رفعت شان و همم سپهر جناب

بود ثنائے تو زیب زبان خرد و بزرگ
بود دعائے تو ورد لب شیوخ و شباب

به نعمت تو جهاں را رسید قوت و قوت
بدولت تو همه خلق راست دانه و آب

پے دعائے تو گردوں زهره در سجده
پے بقائے تو از هلال در محراب

بود ز فرق تو اکلیل را سر افرازی
بود ز پائے تو اورنگ را فر و فرتاب

رخ ستم زدگاں از تو باغ و باغ بهشت
دل جفامنشاں داغ و داغ دوزخ تاب

همیشه تنگیِ بخت عدو گسسته مهار
مدام مرکب جاهش بود شکسته رکاب

مخالف تو گهے خوار و پایمال چو خاک
گهے فتاده بسر در نشیب صورت آب

گهے ببادیه سر در هوا بود چوں باد
گهے ز داغ جگر سوز سینه آتش ناب

بجنب رای و دولت دعوی سحر کاذب
بجنب روئے تو ماه فلک بدر ز حساب

سپهر غاشیه ات میکشد بزیر بغل
قمر گرفته عنان تو میدود برکاب

رخ تو صبح فروزاں ولے ز کذب بری
دل تو مهر درخشاں ولیک بی تب و تاب

جنیبه دار تو مهر فلک ز نقرهٔ ماه
رکاب ساز تو گردوں ز مهر عالمتاب

بریسمان مجره بدلو هفت اختر
سپهر مزرع جاه ترا شده دولاب

قبائے اطلس نه چرخ بر قدت کوتاه
دو لائے شمس و قمر بر تن تو بذله ثیاب

عیاں جلال ز نامت چو تابش از خورشید
نهاں ظفر به نگیں چوں طلسم زیر حجاب

بدست تست کلید خزاین ارزاق
بود بجیب تو گنج نقود بحر و سحاب

ضمیر پاک تو مرآت صورت الهام
سلیم طبع تو معیار هر خطا و صواب

نه زد بعهدِ تو شبخون ز غمی بکشورِ دل ‌ ‌ ‌ ندید از تو گهی ترکتاز شیب شباب

نه باد می فگند چاک در قبائی کتان ‌ ‌ ‌ زمهر می کشد از سبزه شبنم شاداب

نه تندباد ز تو بشکند سلاسلِ موج ‌ ‌ ‌ نه موجِ آب کند گنبدِ حباب خراب

نه جورِ هجر چو یعقوب در دمِ پیری ‌ ‌ ‌ نه جوشِ وصلِ زلیخا صفت بعهدِ شباب

نه دست بردِ حسد یوسفی کند در چاه ‌ ‌ ‌ نه افترا کند آلوده کرته در خوناب

سپهر ساختهٔ عزم ترا مدار مسیر ‌ ‌ ‌ زمانه خواند جناب ترا مآل و مآب

خورد ز شانِ شکوهِ تو نهٔ سپهر نهیب ‌ ‌ ‌ فتد بکشور اعدا ز لشکر تو نهاب

عیان ز نقطهٔ کلکِ تو دفترِ حکمت ‌ ‌ ‌ نهان بکنج دواتت جریدهٔ آداب

همه خصالِ تو مستلزم مدیح و سپاس ‌ ‌ ‌ همه فعالِ تو مستوجب ثنا و ثواب

فروغ بخت ز سیمای صافیت روشن ‌ ‌ ‌ چو در میانهٔ روز آفتابِ عالمتاب

بارتفاعِ بلند اخترِ تو راه نیافت ‌ ‌ ‌ اگرچه ساخت منجم ز مهر اصطرلاب

کشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار ‌ ‌ ‌ اگرچه خواند همه بست باب اصطرلاب

قلم ز دستِ دبیرِ فلک فرو افتد ‌ ‌ ‌ اگر محاسب رایت رود بپای حساب

تبارک الله ز نظمت که معنی از لفظش ‌ ‌ ‌ عیان چو رشتهٔ سلک است از دُرِ خوشاب

نظام طوس بدانش بنظمِ ناظمِ طوس ‌ ‌ ‌ زهی شعور زهی شعر یا اولوا الالباب

تو آن بدیع بیانی که در دمِ ایجاز ‌ ‌ ‌ عیان ز لفظ تو معنی ست صورت اطناب

همیشه از پی کسبِ علوم ته کرده است ‌ ‌ ‌ دبیر چرخ ببزمِ تو زانوی آداب

لبت چو ناطقه پرداز گشت از اعجاز ‌ ‌ ‌ شدست جذرِ اصم منطق از برای جواب

چو تختهای گلستان ز فیضِ ابرِ بهار ‌ ‌ ‌ شگفته گشت ز کلکت صحیفهای کتاب

گهرفشانیِ دستِ ترا کجا پایان ‌ ‌ ‌ که نیست قلزمِ زخارِ جودِ تو پایاب

گرفت چون نمِ فیضِ تو ابر آزاری ‌ ‌ ‌ شکست کاسهٔ خالی بفرقِ بحر حباب

بگرز مغز سر دشمنان زنی بر خاک … چنانکه آب بریزد ز دلو ها دولاب

حسام و خنجر تیز تو آتشیں دریاست … که می جهد شرر از وی برنگ موجهٔ آب

بود ز میمنتِ عدل و یُمنِ انصافت … که پائے پیل نیارد شکست پرِّ ذباب

دو نسر طائر و واقع ز آسمان بزمیں … فتد چو سر وهی از صیدگه عقاب عقاب

بروز صید تو شیر اجم شود غائب … ز سهم تیر و تفنگِ تو از میانهٔ غاب

ز اعتدال تو کهنه تنافر طبعی … برون شده همه از خاک و باد و آتش و آب

سُبک عنانیِ عزم تو تعبیه کرده است … بسنگ خارهٔ صما طبیعتِ سیماب

سمند تازیِ تازندهٔ تو پندارد … غریو پیل دمان در وغا طنینِ ذباب

ق

سمند تو چو رود بر سپهر باز آید … چنان سریع و شتاب ست در ایاب و ذهاب

که در میانهٔ دو حرکتش خلافِ حکیم … سکون نیامده حائل وَاِنّهٔ لعجاب

بلند مرتبه شاهی که کهکشان و نجوم … فلک بدانه و کاه آورد برائے دو آب

دهد ضمیر تو گر ذرهٔ فروغ بمهر … شود چو روز شب سایه از زمین نایاب

زمیں ز خاک درِ تو بر آسمان نازید … سپهر گفت که یا لیتنی اکون تراب

عدوئے سوخته جان غرق آب شد از وی … نهاده اند به تیغت خواص آتش و آب

چو راست کرد کمانِ خمیدهٔ تو خدنگ … بجان خصم تو ثاقب شده برنگ شهاب

چهار طاق بلندِ سپهر آسایت … بشش جهات کشیده چو آفتاب طناب

اگر نه ابر کفِ درفشانِ تو بارد … سفینه بحر به بندد بخشک همچو سراب

سحر ز جود تو هر اشک دید در یتیم … گدا که از غم گوهر گریست شب در خواب

چو جوهر یست در اعراض و رُوح در اجسام … ز فرخی لقب تو میانهٔ القاب

بخدمتت چو دیدند حوریان از خلد … بهشت گفت که طوبیٰ لهم و حسن مآب

پس از نظام که آمد ز دودهٔ سلجوق … نظام یافت دگر بار ایں جهانِ خراب

جہاں پناہ ترا از پئے پناہ جہاں | سبب نمود خدائے مسبب الاسباب
متاع علم و ہنر آب دیدہ بود امروز | فتادہ بود چنیں جنس از بہا و خراب
تو شست و شوئے رخش کردۂ ز گرد کساد | تو آب رفتہ اش آوردۂ بجوئے شتاب
خجستہ باد ترا سی و ہفت سالگرہ | بحق احمد مختار و آلہ الانجاب
غنی ست مدح سرائے نظام آصفجاہ | ازاں نظم سخن آورد چو لولوے ناب
دلش بملک معانی ست ابر دریا بار | اگرچہ در جگرش نیست قطرۂ از آب

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ بندگان عالی خلد اللہ ملکہٗ

جہاں شگفتہ دگر بار گشت چوں گلزار | ز فیض ابر بہار و ز لطف باد بہار
بہار چیست و فور سرور و سور و نشاط | چو صبح عید سعید و چو شام وصلت یار
سرور روح رواں رسم جشن سالگرہ | بسال ہفت و سی از عمر داور دادار
خجستہ داور دوران خدیو داد گرائے | ملاذ ملک و رعیت پناہ دین و دیار
جہان جود و کرم آسمان مجد و علا | محیط مکرمت و کان حلم و کوہ وقار
جہاں مطلع زمیں مفخر و زمانہ مطیع | ستارہ موکب انجم حشم سپہر مدار
بیاض منتخب نسخہ سنین و شہور | سواد دیدہ فروز کتاب لیل و نہار
چو عقل صا در اول ز علت اولے | چو نفس ناطقۂ دور پسین ایں پرکار
بہ بخت ہمچو فریدون آفتاب علم | بہ تخت ہمچو سلیمان آسمان مقدار
گراں ز حلم چو کوہی ولیک جوہر خیز | سبک ز عزم چو برقی ولیک صاعقہ بار
بعہد او نہ نشست ست داغ بر سینہ | بدور او نہ دویدست اشک بر رخسار
بخاطرے نہ فتادست زنگ در خلوت | بچہرۂ نہ شکست ست رنگ در بازار

نہ جورِ حسن کہ دیدہ شکست چوں یوسف — نہ شورِ عشق کہ تہمت نہد زلیخا وار
بود محیط بمایہ ولے سحاب بجود — بود سپہر برفعت ولے زمیں بوقار
ہوائے اوست بہر سر چنانکہ بو در گل — وفائے اوست بہر دل چو نشو در اشجار
خدائیگانِ ملوکِ زمانہ شاہ دکن — کہ رفت صیت سخایش بملک و شہر و دیار
شہیکہ گردشِ پرکار تیز گرد فلک — ز ہیبتش بمدارا نہادہ است مدار
ہزار مطرب بزمش برقص چوں طاؤس — ہزار نغمہ زنِ محفلش چو موسیقار
ہوائے خاکِ درِ او شمیم روح آساست — چو بوئے عنبرِ خام و چو نکہۃ مشک تتار
خدیو رستمِ دوراں کہ تابشِ تیغش — چو آفتاب برانگیزد از بحار بخار
نظام جم حشم و شہر یار آصف جاہ — کہ زیب داد بہ تختِ شہِ سلیماں وار
تو آں شہیکہ بدورِ خجستہ ات سازد — ز رنج راہِ سفر سیل تکیہ بر دیوار
دو پردہ ساخت سپید و سیاہ دست سپہر — بلند کوشکِ قدرِ ترا ز لیل و نہار
پر از ثوابت و سیّار شد سپہر نہم — بروز رزم چو انگیختی ز تیغ شرار
سخن بفلسفہ میرفت از عقول عشر — زمانہ گفت کہ با عقل تست ہفت و چہار
ز قہر و خشم اگر بانگ بر زمانہ زنی — رود ز خویش کہ باز آید از رہ و رفتار
اگر عنانِ تو آموختش سبک سنگی — شدہ است کوہ بپرواز کاہ سان طیّار
چو لطف و قہر تو در ملک قہرماں آمد — نشست فتنہ و برخاست دولتِ بیدار
رود بجوش چو دیگ پر آب از آتش — زند چو شیہہ سمندت بگنبدِ دوّار
چو تیرِ دلکشت از سینۂ عدو گذرد — بسینہ باز بگردد ز جانبِ سوفار
اگر عقابِ تو در کوہ قاف صید کند — بچنگ آورد عنقا چو قاف در منقار
بود ز مہر تو دشوارِ دوستاں آساں — بود ز قہر تو آسانِ دشمناں دشوار
ز ہیبتِ تو شدہ فتنہ در عدم از خواب — ز دولت تو شدہ بختِ عافیت بیدار

گران رکابی حلم تو در مصاف نمود — که کوه از پر کاهش برد بکدیهٔ وقار

سبک عنانی عزمت بحمله بنماید — که برق صاعقه بارست تیغ تو ز شرار

جهان بمهر و فائی تو مجتمع آمد — ز جود تو که پراگنده شد بشهر و دیار

ازان نظام ششم آمدی که افضالت — بشش جهات جهان رفت و میرود هموار

نیافت رفعت بخت ترا ستاره شناس — کشاد گرچه مجسطی و زیج بست هزار

چو گشت سادس سیار مشتری ثابت — فزود نسبت نامت سعادتش بسیار

نظر میانهٔ سیاره نیست جز تسدیس — زمین آصف سادس شد بنحو آثار

بود مدیح تو افسانه در عقول عشر — بود فسون تو بر هفت کوکب سیار

فضای شش جهت از دین و دانش و عدلت — مثلثی ست برنگ شمامهٔ عطار

کتاب روی نکویت بیاض صبح امید — خضاب بخت عدویت سیاهه شب تار

جمال روی تو نور و سرور دیده و دل — جمیل ذکر تو ورد و وظیفهٔ اخیار

شگفته روی تو رنگ رخ بهار شکست — خجسته خوی تو برد آب طبلهٔ عطار

گمان مبر که کشاید دلش بهار بهشت — کسیکه بار رخ زیبای تو بهشت بهار

زند ز روی تو بر خاک آفتاب کلاه — کشد ز رای تو پیر فلک بپا دستار

شرارهای سنانت بر آسمان انجم — نمود اینکه ثوابت بود تهٔ سیار

بر آستان تو فرق بلندی افلاک — در آستین تو دست سخای ابر بهار

زند ز عدل تو بر پیل پشهٔ ناچیز — ضعیف مور برآرد برون ز مار دمار

ز دار و گیر تو مالید فتنه رو بر خاک — نهاد عافیت و امن پشت بر دیوار

دو چشم چرخ مه و مهر روشن ست ازان — که رفته اند بمژگان ز درگه تو غبار

توئی ز نسبت آبا و امهات کرام — چراغ دودهٔ صدیق و حیدر کرار

ورق ز کلک تو گردید تختهٔ ریحان — قلم بدست تو باشد رگی ز ابر بهار

سازمان اسناد و کتابخانهٔ ملی
جمهوری اسلامی ایران

خجستہ کلک ترا ملک دہر ملک یمیں
تبارک اللہ یمنی کہ ملک راست یسار

شد از نقوش تو کاغذ نگارخانۂ چیں
شد از مداد و دواتِ تو نافۂ تاتار

زجود شاہ فروشند مفت دولت وبخت
جہاں بگشتم و دیدم بجملہ شہر و دیار

مسنج گفتہ عرفیؔ کہ حرفِ موزوں نیست
نیافتم کہ فروشند بخت در بازار

من و شمارِ خصالِ جمیلہ ات ہیہات
چو نیستم بشماری چہ آورم بشمار

ہمیشہ تا کہ قرآنِ عظیم سی پارہ
بود بہ ہفت قرارت وظیفۂ اخیار

ہمیشہ تا رمضاں را بحکم سی روزہ
زختمِ ہفت منازل نکو بود آثار

سنین ہفت و سی از عمرِ شہ مبارکباد
بحقِ احمدِ مختار و آلہ الاطہار

بود مدار زمین و زماں بتو یارب
چو باز میں مدرست و چو با زمانہ مدار

غنی ست ہیچ مدائے تو بانقود سخن
چہ غم کہ نیست بدست و کفش دُر و دینار

چناں بسلکِ ثنایت زخامہ درسفت ست
کہ چرخ گوہرِ پرویں فشاند مہر نثار

کجاست عرفیِ شیراز قلزم معنی
کجا کمالِ صفاہان ابر لُولُو ربار

کجا ظہیرؔ گہر سنج نظم تا شنوند
زمن دو حرف نیازی ضروری الاظہار

کہ بگذرند زمن از کرم چو بنہادم
سفالِ ریزہ بظرفِ لآلیِ شہوار

ازینکہ رسم قدیم ست وصیرفی داند
خزف بگوہرِ رخشاں نہادہ در بازار

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیحضرت حضورِ پُرنور خلد اللہ ملکہ

باز بروئے جہاں چہرۂ طرب برکشاد
باز غم و عیش را بست رہ و در کشاد

یافت نکو جنبشی چرخ کہ از دور زد
دید ہمہ فالِ نیک زہرہ کہ از اختر کشاد

گریۂ اشک آفریں پائے بداماں کشید
خندۂ دنداں نما لب چو گلِ تر کشاد

تا برد تلخیِ کامِ دلِ عاشقاں — پستهٔ شیریں لباں تنگ ز شکر کشاد
بسکه نشاط و سرور برد کشایش بکار — غمزه گره ز ابروے شاهدِ دلبر کشاد
راحتِ دل رنج را از همه سو در به بست — بسکه دلِ عالمے یافت ز هر در کشاد
بست و کشادِ عجب بُرد بگلشن بهار — نامیه گر غنچه بست باد گلِ تر کشاد
برگِ گلِ ارغواں بست چو رنگ عبیر — بوے گلِ یاسمیں طبلهٔ عنبر کشاد
نرگسِ شهلاے باغ چشم چو از خواب بست — دیدهٔ خوابیده اش رشحهٔ آذر کشاد
جامهٔ گل چاک زد ذوقِ سماعِ هزار — بود گراں گوشِ گل نغمه بکتر کشاد
سرو چو آمد بپا فاخته از دست رفت — نعرهٔ کوکو ز دل همچو قلندر کشاد
جام و صراحی چو یافت از گل و غنچه بهم — مرغِ چمن باده زد زمزمهٔ تر کشاد
گل چو نقاب او فگند پردهٔ بلبل درید — لاله چو آتش فروخت بختِ سمندر کشاد
بلبلِ مستانه وش از قدحِ سرخ گل — در دهن و کامِ خویش بادهٔ احمر کشاد
غنچه بصحنِ چمن از پئے جلوه گری — پرده ز رخ بر فگند روئے ز چادر کشاد
نامیه مشاطه وار غنچهٔ گل چوں عروس — روئے یکے در نهفت چهرهٔ دیگر کشاد
بسکه شگفت آمدم زینهمه بست و کشاد — کیست که اندازه بست چیست ز هر در کشاد
ناگهم از بوستاں مژدهٔ نسیم بهار — داد کزاں غنچه ساں ایں دلِ مضطر کشاد
گفت مدار ایں عجب زانکه گره خورده است — رشتهٔ عمر آنکه او کار سراسر کشاد
رشتهٔ عمرِ کسے کز دمِ او چوں بهار — عقده ز کارِ چمن همچو گلِ تر کشاد
رشتهٔ عمرِ خدیو آصفِ دَوراں که او — بست درِ فتنه و کیسهٔ گوهر کشاد
آنکه بسرمنزلِ هشتم و سی سالِ عمر — همچو مه چارده رخت فروتر کشاد
آنکه خود اسلافِ او همچو ملوکِ عظام — کرد چو عزمِ دکن آں همه کشور کشاد
آنکه نظام اولش چوں درهٔ خیبری — قلعهٔ بیدر کشاد قلعهٔ بی در کشاد

سازمان اسناد و کتابخانه ملی

آنکه بخواهندگان داد زر جعفری
آنکه بداد و دهش دست چو جعفر کشاد

آصفِ جم مرتبت زیبِ سریرِ دکن
آنکه زر و تخت را بخت چو افسر کشاد

کاسهٔ هر سائلی پر ز زر و سیم کرد
کیسهٔ پر سیم و زر بهر گدا در کشاد

تا چو زرِ مغربی آورد سیم صبح
مهر به مشرق دکان صورتِ زرگر کشاد

بهرِ گدایان همه بست دهانِ سوال
بسکه بروئے جہان مکرمتش در کشاد

کلک زرافشان او کان چو کلید زر بست
قفل ز گنجینهٔ لعل و در و زر کشاد

هفت زمیں بر درش گنج زر خود کشید
هفت فلک بر رخش چشم ز اختر کشاد

معدلتش در جہاں شوکت کسری شکست
هیبتِ او از کمر دشنهٔ قیصر کشاد

مشتری از طلعتش سهم سعادت گرفت
تیر ز دیوان کش عقدهٔ دفتر کشاد

روشنیِ تازه یافت چشم همه روشناں
تا به فروغ رخش دیدهٔ اختر کشاد

تا بعروسِ جہاں بست ز زیور طراز
مهر چو زرگر دکان از پئے زیور کشاد

اخترش از ارتفاع در رصد آنجا رسید
کاوج ثریا از ثری رخت فروتر کشاد

عزم بلندش قبا تا پئے اسلام بست
درع ز خفتان ز تیر بر تن کافر کشاد

سهم سنانش کمان بر دلِ طغرل کشید
بیم کمانش کمیں در رہ قیصر کشاد

پنجهٔ زال افگنش بازوئے بہمن شکست
عقدهٔ صد هفتخوان در همه کشور کشاد

خنجر خونریز او گردهٔ خاقان درید
دشنهٔ سر تیز او سینهٔ سنجر کشاد

قلعهٔ کفر از دمِ دشنهٔ چون ذوالفقار
چوں اسد الله علی فاتح خیبر کشاد

زمیِ خویش بمهر داد ز گلبرگ خواست
گرمی طبعش بقهر دود ز اخگر کشاد

در صف اعدا فتاد رخنه چو او روز رزم
نعرهٔ بنامِ علیؑ حیدرِ صفدر کشاد

نسر فلک او فتد ریخته پر بر زمیں
گر ز کمان شست او تیر بشهپر کشاد

ترک سپهرِ بریں روز وغایش ز بیم
تیغ و کمر از میاں همچو دو پیکر کشاد

زخم پیاپی برزم بر جگرِ دشمناں | گاه ز شمشیر بست گاه ز خنجر کشاد
زخم ز بس دجله ریز تیغ تو در رزم ریخت | از تن اعدائے دیں چشمۂ خوں در کشاد
عزم تو بدخواه را روز نهاب و نهیب | نم ز جگر در گرفت خوں ز جگر بر کشاد
گردۂ گردن کشاں خنجرت از هم درید | گردنِ بدخواه را تیغ تو چنبر کشاد
چوں غضبش روز رزم چهره چو آتش فروخت | از جگرِ برف و یخ دود و شرر بر کشاد
جوهر از انعام او رفت بخنجر نهفت | خنجرِ فولاد تو مشکلِ جوهر کشاد
خیر تو از هر طرف جمله در شر به بست | گرچه بد اندیش تو نیک ره شر کشاد
مهر تو در عالمے صبح سعادت دماند | صبح گر از روئے روز پردۂ شب بر کشاد
زهره پئے شمع تو پردۂ فانوس ساخت | هرچه ز مقنع درید هرچه ز چادر کشاد
چرخ پئے خطبهات منبرِ خورشید بست | قاضی نه آسماں خطبه به منبر کشاد
گرچه چهل سال عمر پیش فقیه و حکیم | راه کمالِ خرد بهرِ خرد در کشاد
هشتمِ سی سال شه کم ز چهل هیچ نیست | لفظ چهل از عدد اینهمه دفتر کشاد
تا به سپنجی سرا جز بسرافیل صور | ره نبرد بر در کوشکِ ششدر کشاد
ششدر غمهائے تو بشکند از دست سور | آنکه ز سور و نشاط خاطرِ ششدر کشاد
کاخ تو بکشاده در باد بروئے فلک | تا که بروئے زمیں چرخ فلک در کشاد
هر سحرت در جهاں ملک دگر فتح باد | تا به سحر ملکِ تو خسرو خاور کشاد
رشتۂ عمرت چو زد بیش ز اختر گره | تا گره کار شب یافت ز اختر کشاد
مدح سرایت غنی گنج سخن نقد اوست | زاں پئے عقد ثنا حقه گوهر کشاد
تا درِ عقد از پئے شاهدِ اقبالِ شاه | بست که پروین برو چشم ز اختر کشاد

قصیدہ

در تہنیت سالگرہ اعلیٰحضرت حضور پُرنور خلد اللہ ملکہ

اے قدِ بالائے تو قامتِ عرعر شکست   لولوئے لالای تو قیمتِ گوہر شکست

بارخ و بالای تو لاف زدی زاں صبا   داد بگل گوشمال شاخ صنوبر شکست

گل ز رخت گدیہ کرد خندہ ازاں در چمن   امرد گنگ صفت شاخ زد و سر شکست

نقشِ رخِ دلکشت دفتر مانی بہ شست   خط لب لعل تو خامۂ آذر شکست

آتشِ رخسار تو شعلہ زد و بیم آں   شہپرِ پروانہ سوخت بال سمندر شکست

شاہد عذرا عذار چہرۂ رعنائے تو   آبِ رخِ لالہ ریخت رنگ گلِ تر شکست

روئے تو از گیسواں بہرِ دلم دام زد   چشم تو در سینہ ام از مژہ نشتر شکست

لاف قد از قامتت طوبیِ جنت بہشت   مایۂ ذوق از لبت شربتِ کوثر شکست

عارضِ گلفام تو ریختہ رنگ بہار   کاکلِ مشکینِ تو نکہتِ عنبر شکست

جادوئے چشمت شکیب از دلِ ہاروت برد   زہرہ ز تو ساز خود دید جو ابتر شکست

شعلۂ عریاں بود سادہ عذارت ز خط   کاتشِ زردشت را تاب در اخگر شکست

از پئے نظارۂ روئے دلارائے تو   بسکہ کشید انتظار دیدۂ عبہر شکست

خالِ سیہ بر رخ و عارضِ گلرنگ تو   در دلِ عود و سپند شعلہ ز مجمر شکست

بادِ صبا در چمن طبلۂ عنبر کشاد   صبح چو بر عارضت زلفِ معنبر شکست

جادوئے چشمت ربود دل ز کفِ حورعین   قندِ لبت لذتِ شربتِ کوثر شکست

چشم سیہ مست تو دوش بہ گلگشت باغ   شیشۂ گل زد بسنگ ساغرِ عبہر شکست

تا دہن تو شکست قند و شکر در سخن   قند ز شرم آب شد قیمتِ شکر شکست

نیست ز نوشیں لبت بہر شکر جز تری   شانِ نبات و عسل این شکر تر شکست

تا ز تن نازکت بهرهٔ تهمت برد — بند قبای ترا بادِ صبا در شکست

سلسلهٔ اشکِ من رشتهٔ باران گسست — رشتهٔ دندان تو تابشِ اختر شکست

بیتو مرا جام خون لاله به گلشن نمود — در جگرم برگ گل خار چو نشتر شکست

سرو و صنوبر مرا وار نمود از تو دور — در نظرم برگ بید هیبتِ خنجر شکست

آرزوی بیدلان می شکند غمزه ات — چون صفِ بدخواه را صولتِ داور شکست

داور جمشید فر آصفِ سادس نظام — آنکه بجم بانگی پایهٔ قیصر شکست

لات و هبل را لگد از پی اسلام زد — تارک عزی پی دین پیمبر شکست

چون درِ خیبری کش شه مردان گشاد — قلعهٔ کفر و نفاق شاه ز هر در شکست

صد صفِ اعدای دین روز وغا عزم او — از مددِ همتِ حیدرِ صفدر شکست

آمده محبوب از آن نزد علی کو ز غم — دل پی آلِ علی سبطِ پیمبر شکست

خنجرِ غم بر گلو از پی شبیر زد — زهر هلاهل بکام از غمِ شبر شکست

کی طرفِ او شود ترکِ فلک با جلال — خاصه چو طرفِ کله بر شه خاور شکست

بود گران تر ز کوه لشکرِ اعدا ولی — کرد سبکتر ز کاه تیغ چو بر سر شکست

غیر شکستِ سرش هر چه درستش نمود — روز وغا از غضب بر سر کافر شکست

چنگل شاهینِ شاه گردنِ عنقا ربود — بازوی سیمرغ را بازی شه پر شکست

سینهٔ قلب الاسد سفت به تیرِ خدنگ — تارکِ جوزا بدان تیغ دو پیکر شکست

زخم سنانش دل دبهٔ اصغر شگافت — ضرب عمودش سر دبهٔ اکبر شکست

دوش چو مثلِ عروس بزم شه آیین گرفت — شاهد پروین ز غم حقهٔ زیور شکست

دمبدم از کوس او بانگ فدمدم چو خاست — گوش ستم کوش را بر صفت کر شکست

منظر ایوانِ او بسکه بلند آمده — طارم کیوان ز غم شرفهٔ منظر شکست

کاخ ستم را از و طارم و طاق اوفتاد — چون ز ظهورِ نبی چار ده کنگر شکست

طرفہ فلاطون منش حبر الٰہی پناہ — کز ادبش زانوے ہر سنِ اکبر شکست

یوسفِ عدل ترا باہمہ گرگ آشتی — می ندہد در جہاں ہیچ برادر شکست

جوہرِ شمشیر تو گرچہ عرض بیش نیست — لیک بعرضِ ہنر قیمتِ جوہر شکست

ترکِ فلک را ز تو چوں شدہ ترکی تمام — دست ز شمشیر داشت دستۂ خنجر شکست

زہرہ بدیوان تو چنگ و دف و عود سوخت — تیر بدیواں گہت خامہ و دفتر شکست

نسرِ فلک راست گر شہپر و بازو بلند — تیر بلندا فگنت بازو و شہپر شکست

رخشِ تو از خنگِ ماہ در جولاں برد گوی — گوئے تو ہنگامہ گوئے مہ و خور شکست

بزمِ ترا ساز دید زہرہ ز پردہ فتاد — بہر تماشا ز رخ گوشۂ چادر شکست

مشتری آہنگ کرد لیک چو راہی نیافت — آرزوئے بزمِ تو در دلِ مضطر شکست

سر بہ ثریا ز تو حلقۂ محراب سود — پایۂ کیواں ز تو پایۂ منبر شکست

رونقِ دیواں گہت دید دبیرِ فلک — دل ز قلم برگرفت خاطرِ دفتر شکست

کاغذ او باد برد دفترِ او گاؤ خورد — سنگ زدہ بر دوات خامہ و مسطر شکست

صبح برایت مگر لافِ صفا زد دروغ — لاجرمش بر افقِ شب قدحِ زر شکست

شام برویت قمر چہرہ بدعوی فروخت — دُرجِ درش آفتابِ صبح بکیفر شکست

پنجۂ تو بازوئے رستمِ یکدست بست — بازوئے پر زورِ تو دستِ غضنفر شکست

روئے زمین را گرفت سمِ سمندان تو — پشتِ فلک گرد پائے خیلِ تگاور شکست

عزمِ تو بر کشور و لشکرِ دشمن چو در — آمد از موکبت بر سرِ اقلیمِ کفر

خصم ز بونت اگر برد بدریا پناہ — سیلِ بلا بر سرش کشتی و لنگر شکست

خنجرِ خونریز تو بہر گلوئے عدو — غرغرۂ خونِ او در بنِ خنجر شکست

حاسدِ جاہت اگر خواست سلامت زکوٰۃ — کوہ ز سر تا کمر بر کمر و سر شکست

امر تو در خانقاه مصحف و تسبیح خواند — نهی تو در میکده شیشه و ساغر شکست

با رقم دلکشت خامه ز خامی خویش — بر تو دبیر فلک صاحب دفتر شکست

تیغ نهنگ پیکرت سر ز تن خصم بُرد — خشت گران سنگ تو بر سرش افسر شکست

ای که ز اجلالِ تو دوده سلجوق را — شان ملکشه نماند شوکت سنجر شکست

ایکه نظام دولت کاصفِ جم جاه بود — قلعهٔ بی در کشاد قلعه بیدر شکست

بر تنِ اسفندیار تیغ تو جوشن شگاف — بر سرِ افراسیاب گرز تو افسر شکست

با کفِ زرپاش تو کامده گوهر فشان — زر ز بها اوفتاد قیمتِ گوهر شکست

نوک سنانت گهی گرز گرانت گهی — گردهٔ خاقان شگافت گردنِ قیصر شکست

بر بن گودرز و گیو بر تن سهراب و سام — درع و خفتان درید افسر و مغفر شکست

تیغ ظفر پیکرت گشت چو بالا برزم — پهلوی جوزا درید پشت دو پیکر شکست

دست تو سازد درست پخته سد از زر خام — فتنهٔ یاجوج اگر سدِ سکندر شکست

دور بکامت رود دادگرِ دور گیر — گردوران فلک نوبتِ قیصر شکست

داورِ دریا نوال مدح سرایت غنی — بر سرت از گنج این گهر تر شکست

گوهر پرتاب او از فرو فرتاب خود — کوکبهٔ تابشِ انجم و اختر شکست

لمعهٔ او از رخ انوری خاوری — فرد فروغِ سخن در همه خاور شکست

بر تو همایون کناد شادی سالِ گره — آنکه ز شادی غمِ خاطر ششدر شکست

کوشک طبعت ز سور فرخ و آباد باد — تا که بیابد به سور کوشکِ ششدر شکست

قصیده

در تهنیت سالگرهٔ بندگانِ عالی اعلیحضرت خلد الله ملکه

صبح شد کز خواب خوبان جلوه ها بر جو زنند — خندها بر آفتاب از رخ ز نشتر زنند

سازمان اسناد و کتابخانه ملی جمهوری اسلامی ایران

رو نکوتر میشود از حسنِ شستہ در نظر
حسن شستہ تر بود گر شست و شو بر رو زنند

چشم شویند از خمار خواب یک دریای آب
ہم بروئے فتنۂ خوابیدہ بد خو زنند

ز اشتیاق پرتو رو مضطر آمد جوئبار
آب سیم ناب گرد دگر برو پرتو زنند

از عتاب و قہر بر حالِ خراب عاشقاں
ہر گرہ کز زلف بکشایند در ابرو زنند

جامۂ آبی ز شبنم ہمچو گل در بر کنند
ہم قبائے پرنیاں بر کرتہ پر نو زنند

تنگ بر اندام خود دوزند از شبنم قبا
بر قبا ہا از شعاع آفتاب آتو زنند

بر کفِ ہر پا حنا بندند از بہر نگار
بر سرِ دستار ہا گل از برائے نو زنند

کاکلِ شبرنگ از رخسار چوں رو وز فگنند
خندہا بر عنبر و کافور ازیں ہندو زنند

خال بر لب غازہ بر رخسار و افشاں بر جبیں
سرمہ در چشمِ سیاہ و وسمہ در ابرو زنند

زاں عذار آتشین و دانۂ خال سیاہ
عود بر آتش نہند و لالہ آسا بو زنند

سحرِ بابل از لبِ معجز نما برہم زنند
بر زمیں زہرہ ز چرخ انداختہ جادو زنند

خندہ بر نسرین و گل از عارضِ رنگیں کنند
طعنہ بر سرو صنوبر از قدِ دلجو زنند

رخ فروزند از رعونت باگلِ رعنائی باغ
قد کشند از ناز و بروئے قمریاں پوپو زنند

باغِ ہمچوں گلِ خورشید رخشندہ چو روز
آستینے بر چراغ مردۂ شب تو زنند

گل ز شوخی چادر خود را بشاخ افگندہ است
خوش بود برقع گر از روئے نکو یکسو زنند

بر عذار آتشیں بلبل سراید داستاں
زند خوانانِ چمن در پیش او زانو زنند

بوسہا از لب بیفشانند تا دلدادگاں
خردہ بر بے آبیِ عناب و شفتالو زنند

سر بسر چشمک بنرگس باید از چشم سیاہ
مو بمو در کار سنبل عقدہ از گیسو زنند

اندریں صبح سعید مولدِ شاہ دکن
باید از ہر تہنیت در ہائے گفت و گو زنند

ہم نوید جشن میلادش بہر برزن دہند
ہم ندائے شادمانی بر سرِ ہر کو زنند

طبلہ ہائے بانگ شادی بر فرازِ نہ سپہر
خیمہ ہائے اشک حسرت از عدم آن سو زنند

دست افشان پای کوبان حلقه زن از هر طرف ‎ بر درِ شاهنشهے از تهنیت ها هو زنند

جم حشم شاهیکه از لطفش نوی و تازگی ‎ صد صلا بر عالمِ پیرِ خرف فرتو زنند

میر محبوبِ علی خان خسروِ دارای دین ‎ آنکه نقش نام او بر نامه ها چون هو زنند

خسروِ فخرِ سلاطین آنکه خدام درش ‎ خنده بر ضحاک و افریدون و کیخسرو زنند

میزنند از تیغ بر جوزا اگر در دل برند ‎ می برند از پیش گردون گر بمیدان گو زنند

گرز گوپالِ گران بر گردن جیپال هند ‎ بیلک و خشت آهنی بر سینهٔ پیتو زنند

روز رزمش دشمنان را ز استخوان سینه ها ‎ دشنه ها در سینه و در دل ز هر پهلو زنند

برگمان قوس می بندند زه از کهکشان ‎ گر شکار برهٔ افلاک چون آهو زنند

چون عصا و دست موسی نیزه و دستش بزم ‎ گر همه جا دوست دشمن لقمه از جادو زنند

تاختن گه تاختن آرند و بر خاقان روند ‎ تا خطا شبخون گهی بر کشورِ پیغو زنند

بے گمان برخیزد از لبهای اعدا بانگ هاے ‎ گر دلیرانش بمیدان روز هیجا هو زنند

آتش انگیزست تیغ و دشنهٔ تیزش ز آب ‎ شعلها خیزد ز موجش گر بر روئے جو زنند

بزم آرایان او لا گو رود در رضوان زخویش ‎ دل نمی آید که گشتِ روضهٔ مینو زنند

می فشانند از سخا دست و کفش عقد لآل ‎ صد گره در کار و بار رشتهٔ لولو زنند

مهر هر سالش بمیزان سنجد و دارد امید ‎ سکهٔ شه بر زر کامل عیار او زنند

نیست در جام دل شه نقطهٔ از جیم جور ‎ از خط جورش قلم بر جام کیخسرو زنند

کارپردازان قدرت روز آئین بستنش ‎ پردهٔ دهلیز قصر از پردهٔ نه تو زنند

گم کنند از بیم دست و پا سراسیمه شوند ‎ روز زورش رستم دستان اگر بازو زنند

پهلوانانش بهنگام وغا صد پشت پا ‎ رستمِ یکدست را بر پشت و بر پهلو زنند

سینه رویینِ تن و پولاد و ند اندر مصاف ‎ چاک گردد چون کتان بر سینه گر پهلو زنند

مرگ پیچد در نشاط کفن و تیغ و تیر او ‎ از چخاچخ بهر خواب دشمنش [illegible] زنند

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

دشمناں از قہرِ او روز و شباں گویند ہائے — دوستاں از مہرِ او شام و سحر گہ ہو زنند
زاں شکستی کہ بازویش کند در روزِ رزم — تیغ و تیرش آفریں بر دست و بر بازو زنند
شوکتش را شانہ گردانی زکیخسرو روا است — کاستاں بوسانِ او با خسرواں پہلو زنند
سازگار آمد بعہدِ عدل او نا سازگار — باز و شاہیں خواب خوش در پہلوئے تیہو زنند
دشمنانش از خمِ می خشت ہا بر سر خورند — دوستاں از جام و مینا بادۂ مینو زنند
ہر سحر گہ ابرِ آذاری و بادِ نو بہار — در رہِ او آب افشانند و رفت و رو زنند
گستر در رضوان میزش ہر کجا فرشِ نیاز — حوریاں در محفلِ او از مژہ جارو زنند
ہر کجا عزمِ بلندش رو بہ تسخیر آورد — فتح و فیروزی علم از ایزدی نیرو زنند
تا بدورانِ فلک باشد حسابِ ماہ و سال — تا گرہ در رشتۂ سالی زحبت و جو زنند
رشتۂ عمرش بود چوں رشتۂ دوراں دراز — تا گرہ در رشتہ برحسبِ حسابِ او زنند
روحِ علویؔ شاد در جنت کہ در صفت ایں گفت — نو بہار آمد کہ خوباں غازہ ہا بر رو زنند
چیدہ ام گلہائے معنی تا سخن سنجانِ غنچہ — چادرِ گل بر مزارِ علویؔ خوشخو زنند

قصیدہ

در نوید قدوم فیض لزوم اعلیحضرت بندگانِ عالی حضور پُر نور از کلکتہ

باز آں تازہ بہاراں بگلستاں آمد — حیدرآباد گلستاں بہ بہاراں آمد
مژدہ اے بلدۂ فرخندہ بنیاد کہ باز — آب در جوئے تو از رفتہ فراواں آمد
مژدہ اے شہرِ ہمایوں کہ بنائے تو دگر — تا بآب آمد و بسیار بساماں آمد
کار سازت شرف و شہرت و رونق گردید — سازگارت فلک و طالع و دوراں آمد
بر سرت سایہ فگند آنکہ پئے سایرِ خلق — سایۂ مہر فگن چوں مہِ تاباں آمد
قطرہ بودی بتو پیوست محیطِ اعظم — ذرہ بودی بسرت مہرِ درخشاں آمد

ساحلِ خشک شدی موج کرم زد دریا | صدفِ کاسه بکف بوده و نیسان آمد
بیکسی بادیه بودی بسرت خضر گذشت | مور بودی بدرت تختِ سلیمان آمد
آب و رنگِ تو خزان گر نفسی برد چه غم | که بریحان و گل و لالهٔ بهاران آمد
خاک بودی و فلک مائلت آمد که ترا | مرکزِ دائرهٔ گنبدِ گردان آمد
عالم از شخص بود سینه در آن شخص دکن | وندران سینه چه خوش بار دگر جان آمد
وقت آنست که تصریح کنایات کنم | چند گویم که فلان آمد و بهمان آمد
شد به کلکته و با دولت و صولت والی | شاه جم مرتبه محبوب علی خان آمد
حامیِ ملت و دین ماحیِ کفر و طغیان | حافظِ امن و امان داورِ ذی شان آمد
آنکه از داد و دهش دانش و بینش دهر | آصفِ روی زمین جعفرِ کیهان آمد
آن طرفدار دکن حارسِ شرع و ناموس | که بهیبش بدلِ قیصر و خاقان آمد
آنکه از مبدءِ فیاض بدیوانِ وجود | اوّلین فردِ سرِ دفترِ امکان آمد
از عدو بندی و اقلیم کشائی نامش | روز که نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد
شه نظامِ ششم و ناظمِ پنجم بهرام | بی شش و پنج شش از پنج فراوان آمد
حملهٔ رستم و هنگامهٔ رزمِ بهمن | در مصافش همه بازیچهٔ طفلان آمد
چون سمند دو رکابه بمه و مهر سپهر | روز گو بازیِ یکرانش بمیدان آمد
اسپ چوگانیِ او دابدم گو بازی | کرهٔ ارض چو گو در خمِ چوگان آمد
چون فلاطونِ الٰهی ست فطین از اوّل | حیدرآباد از آن ثانیِ یونان آمد
همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ | شیر در بادیه از سهمِ تو لرزان آمد
کاه از سنبله گیرد بدهان شیرِ فلک | بسکه از صولتِ قهرِ تو هراسان آمد
خوار و خاسر ز درت خسرو و خاقان رفته | قدر بشکسته به پیشِ تو قدر خان آمد
عدلِ تو بسته بزنجیر شعاعش آورد | صبح را چاک چو از مهر گریبان آمد

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

تا دو اسپه برکاب تو دود از شب و روز
راکب دهر شب و روز شتاباں آمد

با تو پرویز چه نازد بزرِ دست افشار
که ترنج زرت از مهر درخشاں آمد

دشمنت را باثر شربتِ الماس شده
گر بکام و دهنش شربتِ حیواں آمد

بادم اژدرِ تیغت که نهنگِ اجل ست
سام ابرص بسرِ سام نریماں آمد

از سخائے دل بیدار تو هست آنچه گدا
دید در خواب بشب صبح بداماں آمد

هر یکے راست ز تشریف تو خلعت در بر
غیر از تیغ حسامِ تو که عریاں آمد

سرفرازی ز تو بر خصم هم آمد مبذول
گر سنان تو سرافراز بمیداں آمد

پیر فرتوت برائے تو بود شیخ رئیس
طفلکی نوسخنے پیش تو سحباں آمد

شد در ایام تو گردن کشِ سرتاب ز دهر
جز کمند تو که گردن کشِ گرداں آمد

عالمے تشنه لب و طبع تو بحرِ افضال
آرزوها صدف و دست تو نیساں آمد

نهی از قهرِ یتیمان چو بهرام تراست
طرفه قهرت به یتیم دُرِ غلطاں آمد

نیست در دور تو نهر از پئے سائل لیکن
قطرۂ سائلی در نهر زباراں آمد

بهترین دخل تو شد آمدِ اربابِ سوال
کمترین خرج ترا دخلِ بدخشاں آمد

زر بدامانِ گدا ریخت ز دستت پنهاں
چاک از جیب تو پیوسته بداماں آمد

نه بری آب کسے گرچه بود باد بدست
نکنی خون کسے گو همه بطلاں آمد

بجز آں آب گهر کامده در چشم صدف
غیر ازاں خوں که بهم در جگرِ کاں آمد

ضرب تیغ تو که تقسیم کند جوهر فرد
رفع تفریق پئے جمع حکیماں آمد

ابر نیسانِ کفت در صدفِ استعداد
از پئے صاحب جوهر گهر افشاں آمد

شد دواوین شعرا را ز صفات پاکت
آں مطالع که پئے مهر درخشاں آمد

از ثنائے تو پئے قافیه سنجانِ جهاں
رو کشِ صبح دوم اول دیواں آمد

شاه گر قدر سخنگوی شناسد چه عجب
گو سخنگوی و سخن سنج دعتداں آمد

میرزا داغ بہادر کہ فصیح الملک ست
از سخن سنجیش استاد بدوراں آمد

شاه در شعر پسندی چو علیؑ شیر بود
داغ در شعر غزالیِ غزلخواں آمد

شاه دینار و درم ریخت چو خاقاں بر داغ
داغ از ریختہ خاقانیِ شرواں آمد

طوطیِ تازهٔ ہندی ست کہ با صوت صفیر
چوں کہن بلبلِ شیراز نواخواں آمد

آنکہ از رشک سوادِ رقمِ مشکینش
داغ سودا بدلِ میر سخنداں آمد

ہست ہم قافیہٴ غالب و ذوق و مومن
کو ردیف از پئے ایں قافیہ سنجاں آمد

داغ در بزمِ سخن خواجۂ شیراز بود
ذوق در طرز غزل خواجوئے کرماں آمد

ذوق ہرچند گہر ریخت ز نیسانِ قلم
داغ ہم بہر در ریختہ عماں آمد

ذوق را آب برو بستہ شد از دستِ ظفر
داغ را دولتِ محبوب علی خاں آمد

چارشنبہ کہ بود از رمضاں بست و نہم
آں مہ برج شہے جلوه فروشاں آمد

شاد آں روز دل افروز مسرّت اندوز
شہ بشہر آمد و در جسم جہاں جاں آمد

شہر از آیش و تزئیں چو عروسِ نو شد
شہ ز اقبال چو نوشاه عروساں آمد

ماه بنہفت دمِ مقدمِ شاه دوراں
کی بود ماه چو خورشید درخشاں آمد

مقدمِ شاه پسش مقدمِ شوال بہم
طرفہ عیدی ست کہ شاه ویش بقرباں آمد

ہر دو عید ست و سعید ست و بعید ست ز غم
آں ازیں پیش چہ دانی بچہ عنواں آمد

عیدِ اوّل نمکیں عیدِ دوم شیریں ست
نمکیں پیش ز شیریں ہمہ خواں آمد

عیدِ ثانی ہمہ دانند کہ باشد شیریں
عیدِ اوّل نمکیں نکتۂ پنہاں آمد

میر محبوب علی خاں نمکین ست و ملیح
ایں سخن ثابت و مقبول بہ برہاں آمد

شاه ما میر صریح ست و ہمہ میر ملیح
کہ ملاحت صفتِ ختمِ رسولاں آمد

خود رسولِ عربی گفت کہ مائیم ملیح
زاں ملاحت پئے میراث بمیراں آمد

چوں مبیّن شده صغریٰ و مبرہن کبریٰ
شکل اوّل پئے اثبات چہ برہاں آمد

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

بدعاگوش غنیؔ تن بزن از طول سخن
که درازی سخن شاق بشاہاں آمد

تابعید از رہ صورت بد و معنی ست قریب
وز قریب ست بعید آنچہ بامکاں آمد

تا بود مومن دیں شاد بعید شوال
تابعید از اثرش صاحب کفراں آمد

شاد زا ایام تو پیوستہ ہمہ عالم باد
چوں ز عید رمضاں شاد مسلماں آمد

قصیدہ

در تہنیت عطائے خلعت و استقلال عہدہ مدار المہامی براجہ راجگان راجہ کشن پرشاد بہادر از پیشگاہ اعلیحضرت حضور پُر نور خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ

(سنہ ۱۳۲۰ھ)

برطرح مشاعرہ ضیغم صاحب

آں میمنت کہ در مہ شعباں رسیدہ است
اثبات آں ز آیۂ قرآں رسیدہ است

کز بارگاہ پاک دریں مہ تمام امور
ایجاب یابد آں چہ بامکاں رسیدہ است

در جلوہ گاہ کون کشاید ز رو نقاب
ہرچہ از ازل بہ پردۂ پنہاں رسیدہ است

مبرم بود ہر آنچہ بتعلیق آمدہ
اِسرار در مجازیٔ علاں رسیدہ است

یابد قضائے عام باندازۂ قدر
از ہرچہ در نصیبۂ انساں رسیدہ است

زاں اوّل از تمام کہ اولیٰ ست از تمام
خلعت بود کہ در مہ شعباں رسیدہ است

یعنی بروز فرخ ماہ سعید و سعد
خلعت ز شہریار بدیواں رسیدہ است

فرخندہ شہریار خدیو نظام ملک
کا وازۂ عطاش بہ گیہاں رسیدہ است

از خطۂ دکن بخطا و ختن تمام
صیت سخاش بخان و بخاقاں رسیدہ است

آن خسرو ستاره سپاهی که شهرۀ اش   از هند تا دیار سپاهان رسیده است

در شان و در شکوه گرفتست جای جم   در تاج و در نگین سلیمان رسیده است

اکرام او بصوفی و رند آمده سبیل   انعام او بگبر و مسلمان رسیده است

گر نکهتش رسید بباغ ارم چه دور   چون بوی پیرهن که بکنعان رسیده است

شه می دهد بغیر ترازو زر و گهر   گر جود آفتاب به میزان رسیده است

یک روز بیش نیست بعالم تمام سال   نوروز اگر ز مهر درخشان رسیده است

نوروز دلفروز ز روی نکوی شاه   در سال و ماه و هفته بیکسان رسیده است

فرخنده خلعتی که ز تاب لآلیش   آب گهر بدیدۀ عمان رسیده است

خلعت ز لعل و در که درو تعبیه شدست   با ماه و آفتاب درخشان رسیده است

کان را ازین جواهر بیحد و بیحساب   سرمایۀ عظیم بنقصان رسیده است

فرخنده داد بخش وزیر دهش گرا   کافسانه اش ز داد بدوران رسیده است

بر مسند وزارت عظمی نشست شاد   برکام دل چه خرم و خندان رسیده است

بگذشت ز انصرام که گردید مستقل   بدر از شرف به برج شایان رسیده است

این خلعت خجسته بدیوان دادگر   از بارگاه شه بچه عنوان رسیده است

دیوان بود سکندر اقبال و بهر وی   از سوی خضر چشمۀ حیوان رسیده است

یا از مکارم و شرف آمد جهان وزیر   وین خلعتش بجسم جهان جان رسیده است

یا گومش که جان بود و خلعتش چنین   باشد حیات کز پی آن جان رسیده است

یا بر سپهر لطف چو ماه ست و بهر ماه   انوار ز آفتاب درخشان رسیده است

خلعت ز شهریار بدیوان رسید لیک   میرد عدو ز رنج که فرمان رسیده است

کوته چو شد ز دامن دولت بدور او   دست عدو بچاک گریبان رسیده است

دیوان دادگر بشه جم حشم نظام   چون ابن برخیا بسلیمان رسیده است

در عہدِ عدلِ عہد مدارِ مہامِ ملک ... آمیزه در طبیعتِ ارکاں رسیده است

در خاک و باد و آتش و آبِ او فتاد صلح ... آرامشی بعالمِ امکاں رسیده است

آتش که بود در تپِ محرق زد یر باز ... تبریدِ او ز آب بساماں رسیده است

بود آب را به معده رطوبت سفوف طیں ... از بہرِ آں ز خاک بدرماں رسیده است

بحرانِ نادرا لبِ بحر شد حباب ... تبخالهٔ خوشی که به بحراں رسیده است

سرسام خاک چون و موی بود آب ازاں ... بکشید شاخہا که به بستاں رسیده است

نازم بدادِ او که بدورانش خلق را ... ہر دردِ دل که بود بدرماں رسیده است

آسایشے که خلقِ جہاں داشت آرزو ... در دورِ ایں خلاصهٔ دوراں رسیده است

نے افترا قمیص بخونِ کذب رساند ... نے گرگ آشتی که ز اخواں رسیده است

نے اشتلم ز عشق که حسنِ عفیف و پاک ... بے علتے در آفتِ بہتاں رسیده است

نے از درازدستیِ نفسِ ہوا پرست ... چاکی بجیب و دامنِ پاکاں رسیده است

نے باد کرد سلسلهٔ موج را شکست ... نے از حباب باد بزنداں رسیده است

در پیش او بعذر که جیبِ کتاں درید ... از ہاله ماه سر بگریباں رسیده است

شب از فراقِ روز کند ماتمی لباس ... صبح از ملال چاک بداماں رسیده است

دستش ز بسکه گرم درفشانیِ سخاست ... خفقاں ز موج در دلِ عماں رسیده است

زاں گرمیِ عطا که بگنج و گہر نمود ... آتش ز لعل و در جگرِ کاں رسیده است

ملک از شگوفه کاریِ فصلِ بہارِ عدل ... در تازگی بروضهٔ رضواں رسیده است

گر چاک کرد جوشِ جنوں جیب و دامنی ... از بیمِ او گرفته گریباں رسیده است

در ظلِ شاه نشو و نما کرد ریشه راند ... مانند به آں ثمر که به بستاں رسیده است

دادش خدائے عز و جل واہبِ نعم ... آں دانش و حکم که به لقماں رسیده است

از شرم و انفعال فلاطون بخم نشست ... تا صیتِ او بگوشِ حکیماں رسیده است

هر مشکلے بدانشِ مشکل کشا کشاد — در هر سخن بطبع سخنداں رسیدہ است

بالاترست شمسۂ قصرش ز آفتاب — کایوانِ او بطارمِ کیواں رسیدہ است

ہر خانہ از قدومِ تو بیت الشرف شود — از مشتری چہ ناز بسرطاں رسیدہ است

سنجد عطائے مہر تو بر ماہ مشتری — ناہید ازاں بہ پلۂ میزاں رسیدہ است

در خدمتت ز حلقہ بگوشی قدر گرفت — تاصیتِ تو بگوش قدرخاں رسیدہ است

ایں خوشدلی عام کہ دارد دلِ جہاں — خاص از عطای خلعت دیواں رسیدہ است

ہر سینۂ خزینۂ سور و سرور شد — کارِ سرور بسکہ بساماں رسیدہ است

ایامِ زار نالیِ دلہا سر آمدہ — وقتِ تبسمِ گلِ خنداں رسیدہ است

صبحِ نشاط از افقِ آرزو دمید — تیرہ شبِ ملال بپایاں رسیدہ است

عالم تمام تازہ و خرم شد از نشاط — وز تازگی بجسم جہاں جاں رسیدہ است

تنہا نہ جاں بجسمِ جہاں آمد بگوی — از بہرِ جاں حیات بہ بیجاں رسیدہ است

گویم غنیؔ دعاپئے دیوان دادگر — کیں خلعتش کز آصفِ دوراں رسیدہ است

بادا باد مبارک و میمون و سازگار — تا میمنت ز چرخ بشعباں رسیدہ است

قصیدہ

در تہنیت قدوم حضور پُر نور خلد اللہ ملکہ و سلطانہ از دربار دھلی

نوید عیش ز ماہی باوجِ ماہ رسید — کہ تاج بخش سلاطیں بہ تختگاہ رسید

چو ماہتاب کہ آمد بمنزلِ اکلیل — چو آفتاب کہ بر تختِ صبحگاہ رسید

چو سعدِ اکبرِ ہفت آسماں کہ از جوزا — بخانۂ سرطاں شاد و رنجگاہ رسید

چو ترکِ چرخ کہ از قوس سوی جدی فلک — بعز و شوکت دیہیم و چتر گاہ رسید

ظفر بجو کبہ اقبال طرقوا گویاں — ببارگاہ شہے شاہ کجکلاہ رسید

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

بچتر و تاج ملوکانہ از سفر آمد   براہ راہ قبائی شہے ز راہ رسید
بہ گلشن دکن از جانب شمال آمد   بسان باد شمالی کہ درگاہ رسید
چناں کہ ابر بہاری و باد نوروزی   بسازو برگ نہال و گل و گیاہ رسید
بدار ملک خود از شہر شاہجہاں آباد   خدیو ملک ستاں مملکت پناہ رسید
بشہر خویش کہ مشہور حیدرآباد ست   نظام آصف دوران جم سپاہ رسید
بخلد ناز فروش ست شہر ازینکہ درو   لوائے دولت والائے پادشاہ رسید
عروس بخت بہ پیرایہ جمال آمد   جمال شاہد دولت بہ جلوہ گاہ رسید
تبسمی کہ نیامد بلب ز دوری شاہ   شدست خندہ و خندہ بقاہ قاہ رسید
پس از فراق دو روزی دکن بحمد اللہ   بظل مرحمت سایۂ الٰہ رسید
دکن کہ جامۂ جاں چاک زد ز دوری شاہ   فگندہ است کلہ بر فلک کہ شاہ رسید
خدیو ملک دکن شہریار آصف جاہ   کہ جان تازہ ز نامش بجسم جاہ رسید
ز شاہ ہفتم برطانیہ نظام ششم   بفر خلعت شش تائے ہفت تاہ رسید
فلک ببارگہش چار طاق زد بزمیں   کہ زیب دولت و اقبال و عز و جاہ رسید
بعون او ز ندا اسلام ضرب الا اللہ   ز دار کفر اگر صوت لا الٰہ رسید
برات بذل نویسد بر آفتاب مگر   گہر زکاں بگدائیش بدیرگاہ رسید
ضمیر حق نگرش قال ماسواہ لبے   اگر توہم صورت ز ماسواہ رسید
بدون عرض بحاجات سائلاں پرداخت   بغیر نالۂ فریاد دادخواہ رسید
بسوئے کاہ دل کہربا کشد کامروز   بدرد کاہ خداوند درد کاہ رسید
بقدر یک پرکاہی ز کوہ آسیبی   ز عدل او نتواند ببرگ کاہ رسید
ز آبیاری خلق تو شاخہائے نبات   بجائے شاخ و ثمر در گل و گیاہ رسید
گہر ز بحر نخواہد گہے گدائے درت   کہ گدیہ از کف سائل ز بود شاہ رسید

قمر که لافِ غلامی درِ گشت می‌زد | ز داغ ناصیه بر دعویش گواه رسید

ز آه و ناله نیاسود دشمنت زنهار | خدنگ شد بجگر بر لبش چو آه رسید

فلک ز دور زمین بوسِ دست چو نتواند | که تا در تو بایں قامتِ دوتاه رسید

ز احتساب تو ساقی چو رندِ توبه شکن | برون ز میکده رفت و بخانقاه رسید

ز احترام تو صوفیِ باصفا ساده | بشال و شمله و عمّامه و قباه رسید

مکارمِ تو گرفتست عرض و طول بلاد | میامنِ تو بدوران سال و ماه رسید

بمهر لمعهٔ رایت فتاد روز بروز | ببدر پرتو روی تو ماه ماه رسید

ستاد ترکِ فلک همچو بنده‌ات بردر | دبیر چرخ چو دیوان به بارگاه رسید

مخالفِ تو نگون سر بصورتِ هاروت | ز اوج جاه فتاد و بقعر چاه رسید

موافقِ تو چو یوسف بدستگیری تو | ز قعر چاه برآمد براوج جاه رسید

ضمیرِ پاکِ تو سیمای مردمان دریافت | فطانتِ تو به پیشانی جباه رسید

چو سرمه گرد و غبار رهت بدیده نشست | چو سجده داغ غلامیت بر جباه رسید

ثنای سیرت و خلق تو در قلوب گرفت | دعای دولت و ملکِ تو بر شفاه رسید

فزود جوهر تیغ و نگیں ز دست و گفت | فروغ از سر و پایت بتاج و گاه رسید

نیافت فتنه ز قهرِ تو هیچ جای پناه | جهان ز فتنه بمهر تو در پناه رسید

کمال یافت ز مشاطهٔ دل تو جمال | هنر ز طبع تو بر اوج پایگاه رسید

هم از نگاه تو بگرفت نور جوهر عقل | هم از ضمیر تو نیروی در نگاه رسید

ز آستان تو اقبال سربلندی یافت | ز آستینِ تو دولت بدستگاه رسید

محامدِ تو برون آمد از حدِ ادراک | محاسنِ تو بآن سوی اکتناه رسید

بهار تازهٔ اردی بهشتِ ما ناست | چو در اوائل اردی بهشت شاه رسید

شگفت نیست خرد را درین خجسته سفر | وزیر شاه اگر پیشتر ز شاه رسید

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

کہ ہست خسرو انجم بر آسماں خورشید
فروغ بزم وزارت بہ شمع ماہ رسید

مسلم ست ز تقویم و زیچ نزد حکیم
کہ آفتاب ز مہتاب دیرگاہ رسید

بشصت و پنج و سہ صد روز میرسد خورشید
بجائے خویش ولیکن قمر بماہ رسید

غنی خموش کہ جا تنگ شد قوافی را
کہ شائگاں شد و بر دعویم گواہ رسید

بقائے دولتِ شہ از خدا بخواہ چناں
کہ در قبول توانست خواہ نخواہ رسید

جہاں بظل شہے باد و شہ بظل الٰہ
مدام تا کہ ز خورشید ظل ماہ رسید

قصیدہ

در تہنیت قدوم مدار المہام راجہ کشن پرشاد بہادر از دہلی

بیا کہ در دکن آں طرفہ نو بہار آمد
کہ داغ بر دل رضواں ز لالہ زار آمد

ز برگہائے گل و لالہ و سمن ہر سو
فتادہ خردۂ مینا بر ہگذار آمد

شکست شاخ شجر زیب تختۂ بزاز
برنگ بو قلموں بسکہ برگ و بار آمد

شمیم گل چو در آمیخت مشک با عنبر
ز غصہ خوں بدلِ نافۂ تتار آمد

ہوائے باغ ببرد آب طبلۂ عطار
کہ غنچہ ہا ہمہ چوں نافہ مشکبار آمد

سواد سنبل پیچیدہ بر بیاض سمن
شبیہ کاکل پیچاں بروئے یار آمد

خمید چوں کمرِ مفلساں ز بار عیال
ز برگ و بار چو ہر شاخ زیر بار آمد

نہال از گلِ خورشید و پیچ لبلابش
بشکل شاہد پا بستہ چہرہ دار آمد

چناں ز منتِ ابرِ بہار تر گشت ست
کہ سر فگندہ عرق ریز شاخسار آمد

بشست و شوئے رخِ او سحاب آب آورد
گل پیادہ چو از راہ پا سوار آمد

چناں ز خندۂ برق ابر نو بہار گریست
کہ گریہ اش سببِ خندۂ بہار آمد

ز غنچہ چاک بہ پیراہنش چناں افتاد
کہ جیب نافۂ تاتار تار تار آمد

چو خوں بسینہ چو سودا بدل کہ جوش زند　　بباغ جوشش گل و لالہ از بہار آمد
شبیہ عقد ثریاست تاک از طارم　　کف خضیب زگل پنجۂ چنار آمد
چمن شد از گل مہتاب و غنچہائے سپید　　سپہر و کاہکشاں آب جویبار آمد
زمیں ز سبزہ و برگِ گل و سمن یکسر　　چو سبز قالیِ کشمیر پر نگار آمد
گل و شگوفہ بہ برگ و بر از مشیمۂ شاخ　　چو تو امین بہ بچیار در کنار آمد
برائے تازہ دماغاں بہار بر بخور　　بسوخت عود بر آتش کہ از چنار آمد
بدفع چشم بد از گل سپند در مجمر　　ز لالہ سوخت کہ داغش سپند وار آمد
چمن ز باد چو شطرنج عرصۂ بازی ست　　کہ کو کنار چو طفلاں نی سوار آمد
ز باد راز دلِ آب شد بخاک نہاں　　ز آب راز دلِ خاک آشکار آمد
گریست ابر کہ آبش بخاک ریخت ہوا　　بخندہ رفت چمن کابر اشکبار آمد
ز برگ مہرۂ غنچہ نماید و پوشد　　چو شیشہ باز صبا شوخ و دستکار آمد
بفرق خویش ز آسیب باد می جنبد　　نہال گل چو عروسیکہ سایہ دار آمد
قوائے نامیہ ز احیائے مردگان نبات　　بکار خانۂ تکویں مسیح وار آمد
چناں برائے جہاں شد نسیم عطر فشاں　ق　چناں بروئے جہاں رنگ زر بہار آمد
کہ شد شمیم اگر خاست از بخار بخار　　شدہ عبیر اگر از ہوا غبار آمد
زمیں چو راز دلِ خود نہاد در صحرا　　ز رشکِ خار بدامانِ کوہسار آمد
شگوفہ ہا ہمہ اطفالِ گلبن ست ازاں　　ز شاخ و برگ بگہوارہ و کنار آمد
بطفل غنچہ دہد شیر شبنمِ شاداب　　قماط برگ گل و مہد شاخسار آمد
ازاں بشاخ وزد صبح نرم نرم نسیم　　کہ ہر جنبشِ گہوار ساز گار آمد
صبا زند بلبِ طفل غنچہ نرم انگشت　　بسان دایہ گزاں گل بخندہ زار آمد
چکید شیر دمادم ازاں ز پستانش　　کہ ابر دایہ شد و نخل شیر خوار آمد

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

بخواب کردن اطفال غنچہا نانو — نوائے فاختہ و طوطی و ہزار آمد
کشاد و بست رہ گریہ و درِ خندہ — چو ابر و برق گلستان بخندہ زار آمد
برنگ پشت چمن روئے دشت در ہر سو — بود قماشِ کہ پشتش چو روئے کار آمد
چنیں شگفتگی و ایں شمیم و رنگ بہار — طلسم وار بچشم شگفت زار آمد
شگفت ماندم و گفتم کہ اندرایں ایّام — طراز تازہ جہاں را بروے کار آمد
ببرگ ریز خزان در زمانِ اسفندار — بہار از چہ بہ گلزار روزگار آمد
نہ نافہ ہا ہمگی از ختن شمال آورد — نہ لکہ ہا ہمہ از طرفِ کوہسار آمد
نہ جوشش نشو و نما و نہ اشتعالِ ربیع — نہ ابر بیش ز اندازہ دجلہ بار آمد
نہ آفتاب چو یونس برآمد از ماہی — نہ در حمل پئے نوروز روز بار آمد
نہ ہمچو جامۂ یوسف بدیدۂ یعقوب — صبا لطیلۂ مشک از سوتتار آمد
پس از چہ روئے بدیں رنگ باغ عالم را — بہ از بہشت نضارت ببرگ و بار آمد
خرد بگفت مگو کاب رفتہ گلشن را — ز ابر موسم و دریا بجو بہار آمد
کہ ایں نضارت و نزہت بہ گلشنِ گیہاں — ز فیضِ مقدم دستور شہریار آمد
وزیر اعظم شاہی کہ سنجر سلجوق — بہ پیشِ فر و شکوہش چو پیشکار آمد
خدیو آصف سادس نظام ملک دکن — کہ تاج بخشِ سلاطینِ نامدار آمد
بلند رتبہ وزیری کہ پیش طاق درش — چو آستانہ فرو بام نہ حصار آمد
بشد بدہلی و از ویسرائے سر بخطاب — گرفت و پیشتر از نشہ چو پیشکار آمد
دلیل آنکہ خطابش چنیں ز دل دادست — ہمیں کہ سر ز دلِ نامش آشکار آمد
دو روز کے کہ نہاں شد ز دیدہ چوں عنقا — در آشیانہ دولت ہمائے وار آمد
زمانہ شاد کہ شد بخت یار دکام روا — نہالِ بخت کہ دستور بختیار آمد
نشاط طرفہ بجانِ جہانیاں بگرفت — روانِ تازہ بجسمِ جہانِ زار آمد

بصدر بزم وزارت نشست غوغا خاست — که مایهٔ شرف و عز و افتخار آمد

فلک جنیبه کش و ماه غاشیه بر دوش — اسد بطابع و بهرام نیزه دار آمد

سپهر پیر نهاد دست عقل کل نامش — که در حساب خرد فرد روزگار آمد

زهی ضمیر منیری که همچو جام جمش — نهان ز انجم و افلاک آشکار آمد

صفای گوهر پاکش بپاکی گوهر — دلیل محکم و برهان استوار آمد

شکسته است قلم تا سپهر بر دستش — دبیر چرخ قلم بند در شمار آمد

هلال هر سمندش ز نعل حلقه بگوش — قمر بخیل سپاهش رکابدار آمد

مدار کار نه افلاک بر مدارایش — که بارگاه رفیعش فلک مدار آمد

فلک بسنبله چیند ز خرمنش خوشه — جهان ز خوان نوالش نواله خوار آمد

بطاق بارگهش چون کتابه کاهکشان — ز کلک تیر فلک سطر زرنگار آمد

همین نتیجه آبای علوی و سفلی ست — گزین سلاله ارکان هفت و چار آمد

ازان بصورت پرکار بر درش گردد — که چرخ و بارگهش مرکز و مدار آمد

بیارا او بکرم ملک را همین افزا — یمین او بجهان ملک را یسار آمد

سپهر منزلتا آفتاب سیمایا — که بحر و کان پی گنجت خزینه دار آمد

مآثر حسناتت بخاص و عام رسید — مکارم تو بهر ملک و هر دیار آمد

تو شاد باش و همین طور خیر جاری کن — که خیرهای کریمان بیادگار آمد

نگاهدار حقوق خدا و خلق خدای — خدای عز و جلت نگاهدار آمد

غنی ست مدح سرایت چو گنجوی گنجور — که بر مفارق مدحت زرش نثار آمد

زریست پخته و صافی و سیم خام آسا — که لطف جوهر او را عیار عار آمد

ببوتهٔ جگرش آنچنان گداخت گرو — درست مغربی جهرم کم عیار آمد

شنیده اند ز خسرو طلای دست افشار — ز گنج طبع وی اینک برون کار آمد

تراست دست زرافشان زہے دست افشار | چنین زرے بچنان دست سازگار آمد

قصیده

در تہنیت عید سعید بعرض بندگان عالی متعالی حضور پرنور

خلد اللہ ملکہ وسلطانہ

دمے کہ کرد بگرد افق سپیدہ ظہور | بحکم فالق اصباح گشت شب کافور

طلیعۂ شہ خاور بزنگ زد شبخون | سپاہ روم شدہ باشہ حبش مغرور

زباختر بسوی نیمروز و شام شتافت | گرفت مشرق و مغرب مظفر و منصور

فلک بہفت قرائت زہفت سیّارہ | چو خواندہ مصحفِ برج دوازدہ چو زبور

زختم سورۂ واللیل با قرائتِ شام | چو ابن عامرِ شامی وقاری مشہور

بخواند سورۂ والشمس والضحیٰ والفجر | فراغ یافت زختمِ شبینۂ ماثور

کشاد صبح چو تفسیر قاضیِ بیضا | ورق نوشت زسیپارۂ درِ منثور

فگندہ سر بسجود تلاوت ست نجوم | کہ خواند مہر بمحراب صبح سورۂ نور

برآمد آب حیات از درون تاریکی | بکان قیر دوید آب چشمۂ کافور

برآسمان شفق و آفتاب و ظلمت شب | بود چو آتش و انگشت و قرص نان بہ تنور

خطے بسطح سیاہِ افق سپیدہ کشید | شبیہ قشقۂ ہندو ز صندل و کافور

شفق بعنبر اشہب عبیر سرخ آمیخت | چو چشم لالہ عذارانِ میکشِ مخمور

سپیدہ دوخت ز دُرِّ افق بدامن شب | سجاف سادہ بطرفِ قباچہ سیفور

نمود خشت زرِ سرخ کیمیائے سحر | قراضۂ زر انجم کہ بود چون کافور

گداخت آہن شب ز آتش شفق تا ساخت | درست مہر کہ شد زر مغربی مشہور

کشید مرغ سحرخوان چو نالهٔ شبگیر — در آشیان خفا گشت شپرهٔ مستور

سپیده برد ز گیتی سیاهی شب تار — افق زدود ز آفاق ظلمت دیجور

پس سواد بیاضے نمود روز افزا — نه آن بیاض که آمد پسش سواد چو طور

در آن بیاض که آمد کلیم رفت ز هوش — درین ز خواب برآیند با کمال شعور

مگر تجلّی طور و تجلّی این صبح — نظیر اوّل و ثانی بود ز نفخهٔ صور

شگفت بین که بچشم جهان ز لیل و نهار — بیاض جائے سواد است در نظر منظور

من این شنفتم و گفتم که طرفه بو العجبی ست — سواد مایهٔ دید است نے بیاض چو کور

سروش گفت که یاوه مگوی و ژاژ مخای — ثوابے نبردهٔ از سرسری بسرِّ امور

شگرف کاری لیل و نهار اگر دانی — ببین سیاه و سپید جهان بچشم شعور

چنین بیاض به است از سواد مردم چشم — که خاست از سحر عید و صبح شادی سور

صباح عید شهِ کامران که عیشش را — طراز بزم بود از نعیم و حور و قصور

شهنشهی که ببزمش بساغر خورشید — فلک ز خوشهٔ پروین دهد مئے انگور

خدایگان سلاطین و خسروِ آفاق — خدیو آصف جاه و نظام ملک حضور

علو رتبه چو آیت بشان او نازل — بلند عزم چو رایت بدست او منصور

نظام طوس بدانش بنظم ناظم طوس — تبارک الله ازین دستگاه شعر و شعور

نسق گرفت ز نظمِ تو کار ملت و ملک — جهان ز عدل تو گردید از نفیر نفور

همه امور ز دستِ تو انتظام گرفت — جز اینکه از تو پراگنده شد دُرِ منثور

نهاد خوی تو حرفے بناف مشک تتار — فگند ناف وقارِ تو قاف را ز قصور

زمین نشست و ز گاو زمین فغان برخاست — بنائے حلم تو دارد گرانیِ موفور

نشست کوه ز دعوی و آسمان برخاست — که حلم و قدر تو آمد زیاده از مقدور

یکے ست مرکز ثقل زمین و مرکز جسم — شد از وقار تو نعش ثقیل چون مخمور

سازمان اسناد و کتابخانهٔ ملی
جمهوری اسلامی ایران

بود معدّلِ لیل و نهار انصافت | که شد بچرخِ نهم بارگاه تو مشهور
براستی نرسد رائے مستقیم ترا | که در بناد خط استواست خم مستور
مسخرند بامر تو مشتری و زحل | دلالتست ز آثار بر فراز ظهور
نکوست بخت بهی خواه دولتِ قاهر | بدست طالع واژون دشمنِ مقهور
پئے محب و عدویت بود قضا و قدر | چو بهر عاد و حبیب خدا صبا و دبور
چو ماه مهر تو پرتو دهد فتد ز میاں | خلاف لیل و نهار اختلاف ظل و نور
بخدمتت چو دویدند هفت سیّاره | سپهر گفت لقد کان سعیکم مشکور
کند ز رائے رزین تو مهر کسب ضیا | چنانکه ماه ز خورشید استفادهٔ نور
مدام زهرهٔ شب خیز کسب بیداری | کند ز بخت بلندت که چشم بدزاں دور
نقوش کلک تو باشد ز تابش معنی | بعینه چو سوادِ بیاض دیدهٔ حور
کند قیامت از احیائے معنی مرده | صریر کلک سیاهت که هست ثانی صور
رسد بنظم تو تعبیر گوهرِ منظوم | سزد به نثر تو تفسیر از درِ منثور
انامل تو مدارات بهر لیل و نهار | نقاط کلک تو مرکز پے سنین و شهور
بود ضمیر ترا راز مستتر بارز | مقدرست برایت مشابهٔ مذکور
ببست دست سخایت لب و دهانِ سوال | گشاد کلک تو باب معانیِ مستور
شد از سخای تو معدن بخاک ازاں گویند | که بود کان و کنوں شد چو لم یکن مذکور
ز جود تو که تهیگاه سایلاں پُر کرد | تهی شده کمر کوهسار و جیب بحور
قرار در کف رادِ تو هیچگاه نیافت | بجز عنان صبا سیر بادپائے ستور
بشکر تو متکلم چو حاضراں غائب | به نعمت و کرمت معترف اناث و ذکور
نه یاد فصل ربیع آید و نه فصل ربیع | که فضل و بذل تو باشد بهر زباں مذکور
فراغ و عیش ز عدلت برائے جن و بشر | چو آب و دانه ز جود تو بهر ماهی و مور

بپاس شرع بجز شینِ راعدالت تو
فگند تفرقہ ہا در نہاد جمع شرور

نراند دست گرفتہ بہیچگاہ ز قہر
بجز حسام بفرق ستمگرِ مقہور

در آستین تو دستِ سخاوتِ حاتم
بر آستان تو فرق بلندی فغفور

چو کید رائے تو گرد دکمند گردن ہند
بہ کید رائے نہ جیپال ازاں بہندہ فور

زبون و خوار چو کافور خوار دید او را
عروس ملک ازاں باتو شد ز نور نفور

بہ قلب لشکر شاہاں توئی امام اُمم
بصدر بزم سلاطین توئی جم جمہور

ہزار کاسہ شکست ست بر سرِ خاقاں
نہیب گرز گرانت چو کاسۂ فغفور

شکستۂ تو سرِ دشمناں بروز نبرد
چنانکہ محتسبِ شرع کاسۂ طنبور

بروز رزم تو ترکِ فلک سپہ سالار
بدور جام تو جم محرم سرائے سرور

زمین عہد سعید تو صبح و شام دکن
نظیر صبح ہرات ست و شام نیشاپور

چنیں نہ صبح بنارس بود نہ شام اودھ
کہ ہر دو ہست بدل نارسا و نامشہور

زکوہ طور مپرس و زکوہ نور مگوے
دکن شدست ز مہر رخ تو معدن نور

تو شاہ عادل و عاقل تری ز عادل شاہ
بجا کہ حیدر آباد ست رشک بیجاپور

اگرچہ شوکت ایں شہر بیش از بیش ست
بفر دولت آبائے بندگان حضور

ز حرف ہر دو ہویدا بود چو بشماری
کہ بر مزیتش آمد دلیل دال صدور

چو گشت شاہ دریں شش جہت نظام ششم
شد از جلال بجمال ایں ازاں لبشش موفور

ز نام ہر دو چو حرفِ مکرر اندازی
ہماں شش ست کہ زاید بو دبغیہ قصور

چہ دل بنغمۂ غالب دہم کہ خوش نسرود
نوائے بحر ز قانون حفظ مرتبہ دور

تجلی کہ ز موسیٰ ربود ہوش بطور
بشکل کلب علی خاں دگر نمود ظہور

اگر تجلئے رویت بطور بودی نہ عکس
بہ ہوش نامدے موسیٰ مگر بروز نشور

شمائل تو ز محبوبیِ علی پیدا است
حقیقتے ز اضافت گرفتہ ست ظہور

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

عزیز نام تو نامِ خدا بلے ز سما
نزول یافتہ اسما بہ گفتۂ مشہور

شہا سپہر جنابا ترا مبارک باد
قدوم عید سعید انعقاد جشن سرور

من از دعا و ثنایت بمعنیم نزدیک
اگرچہ دور بصورت فتادہ ام ز حضور

دعائے من بہ بقایت بدو ز نزدیک ست
کہ می برند بقرب اجابتش از دور

ثنا گر تو بجز من کسے نمی شاید
بہ نذر شاہ چہ آرد گدائے بے مقدور

منم غنی و گدا ہست ہر کہ غیر غنی ست
غنا و گدیہ ز یک دیگر اند دور و نفور

منم کہ پائے من آمد بگنج از معنی
بدستگاہ فزونم ز گنجوی گنجور

امیر خسروِ وقتم نہ طالب و نہ فقیر
نہ بے نوا و نہ مفلس چو مشہدے مشہور

پرست کیسۂ اسم من از نقود نقاط
چو جیب طبع ثنا سنجم از دُرِ منثور

کجا رسید نظیری بہ بے نظیری من
اگرچہ آب رخ اوست خاک نیشاپور

بشیوۂ کہ ز شیوا بیانیم داند
نہ راہ سنج شفائی شدست و نے شاپور

نهفت روئے بہ غیبت حضوریِ قمی
خفائے است ظہوری چو آمدم بہ ظہور

کشد چو مطرب کلکم نوا براہ حجاز
چو در عراق رود ز اصفہان و نیشاپور

جریر و جاحظ و اخطل لبید و اعشی را
کفن شود ز مسرت قبا میان قبور

نیم اگرچہ ز ہمدان و نے ہمہ دانم
بیان معنی من چون بدیع شد مشہور

بلند تر ز حریرے بود مقاماتم
کہ راویم چو ابو زید نیست ناقل زور

معلقات عرب پیش نظم افتادہ است
ز طاق کعبۂ دل در میانۂ جمہور

ز لاف توبہ ولیکن بہ نعمت یزداں
ز بیش و کم نتواں بود کافر و نہ کفور

برائے نام غنیم ہزار شکر کنم
خدائے را کہ قلیل اند از عباد شکور

غنی ز قلب شود غین و غین را ست ہزار
ہزار شکر کہ آمد ز قلب شد مشکور

قصیده

کاکل برو چو ماه رخ سیمبر شکست — بالید شب بخویش که قدر سحر شکست
صد طبلهٔ عبیر بجیب صبا کشاد — بند قبای تنگ چو از دوش بر شکست
شور تبسم تو نمک زد بزخم گل — شیرین لب تو قیمت قند و شکر شکست
چشمم بگریه آب ز ابر بهار برد — لعلت بخنده رونق گلبرگ تر شکست
افشان عارض تو ز پروین ربود تاب — تاب رخ تو چهرهٔ شمس و قمر شکست
لعل لبت عقیق یمن از بها فگند — دندان آبدار تو نرخ گهر شکست
اندر راستی بقد بلند تو می کشید — زین لاف شاخ سرو صبا سر بسر شکست
آن کاکل رسا بکمر مشکن و گزار — کز نازکی مبادا رسد بر کمر شکست
بیمار نرگست طلبد جان و تن دهم — ترسم دل مریض نه بیند مگر شکست
آن ابرو و مژه بجگر ناوکم فگند — وان چشم و غمزه در رگ جان نیشتر شکست
از روی دلفریب تو حالم شکسته شد — آید بهر درست بدور قمر شکست
از تندی نگاه تو چون ناله در گلو — اشکم بچشم و آه درون جگر شکست
بار غم تو پشت شکیبم شکسته بود — اکنون ز دور دهر تو بار دگر شکست
بشکستهٔ دلم بستم بارها کنون — مشکن که خوب نیست ازین بیشتر شکست
ورنه به پیش شاه شکسته پناه خلق — نالم که بار عشق بتانم کمر شکست
شاه دکن که گرز گرانش بروز رزم — بر لشکری که خورد دگمه در کمر شکست
شاه جهان پناه و خدیو نظام ملک — کو پنجهٔ ستم بکف دادگر شکست
صد تخت را بفرق خداوند تخت زد — صد تاج را بپای ز شه تاجور شکست
میکرد لاف با کف گوهر فشان او — دریا شد آب و دل لب بحر بر شکست

سازمان اسناد و کتابخانهٔ ملی
جمهوری اسلامی ایران

در سنگ بار قهر سراسیمه دشمنش | بشکست سنگ بر سر و بر سنگ سر شکست
شیر خدا چنانکه بخیبر شکست صف | صفهائے خصم شاه بحکم ظفر شکست
بهرام صولتے که بهنگام کارزار | تا آستین شکست عدو را کمر شکست
صد خصم خام آرزوئے پختهٔ رزم | از هیبتش چو آه درون جگر شکست
شاهین شهریار که عنقا شکار اوست | سیمرغ را بقاف همه بال و پر شکست
سر پنجه اش بقوت بازوئے بهمنی | دست شجاعت پسر زال زر شکست
نرخ گهر نماند ببازار جود او | بازار ابر و بحر ز بذل گهر شکست
آبش دگر فزود بهار کرامتت | گر آتش خزان نم گلبرگ تر شکست
خصم اجل گرسنه ز تیغت چو زخم خورد | خوش ناشتا ز ذوق بآب ماحضر شکست
بشکست شحنهٔ تو سرش را اگر عدو | طرف کلاه خویش ز نخوت ببر شکست
دست سخائے حاتم طائی در آستین | افضال بیکران تو از بذل زر شکست
تیغ و علم سپرد بدست تو آفتاب | بر تو قلم عطارد صاحب هنر شکست
کیوان ز شرم کاخ بلندت نشست پست | برجیس را ز بخت تو نقش اثر شکست
رخش تو دم ز ناز بر اسپ ذنب فشاند | وز سم نشان نعل بروئے قمر شکست
جمشید را ز تخت تو افزود پایهٔ | افراسیاب را ز شکوه تو فر شکست
فغفور چین ز تیغ تو گردن نهاده است | جیپال را ز گرز گران تو سر شکست
نام تو شان سنجر و قیصر بباد داد | شانت شکوه خسرو خاقان اگر شکست
خصم گرسنه مرگ که از جان شدست سیر | ناهار ز آب خنجر و تیغ و تبر شکست
دستت بجیب خشک و تر از بس گهر فشاند | ناموس مایه داری هر خشک و تر شکست
از تیغ برق تابش و از کوس رعد شور | چشمان و گوش خصم تو چون کور و کر شکست
آمد ز کید رایتو در دام کید رائے | فور از د فور فوج ظفر موج بر شکست

خصم تو خواب و خندہ و اُمید و آرزو ‌ ‌ از بیم و درد چشم و لب و دل جگر شکست
آشوب دار و گیر تو در جان دشمناں ‌ ‌ غوغائے رستخیز ز ہول حشر شکست
شاہا توئی پناہ ہنر ورنہ در جہاں ‌ ‌ آمد بنقد رائج علم و ہنر شکست
دریاب ورنہ کشتی خود راہنر بخشک ‌ ‌ بست ست و پل حادثہ اش پل بسر شکست
جاوید زی چو خضر بفر ہنر مباد ‌ ‌ گویند خلق کشتی او را خضر شکست
مداح تو غنی ست کہ نظم لآلیش ‌ ‌ نرخ گراں بہائی لولوئے تر شکست
تا با ظفر تضاد و جدال شکست ہست ‌ ق ‌ تا در عدو ہمیشہ کم ست از ظفر شکست
خصم تو باد خوار چو خاشاک گردباد ‌ ‌ پیش آیدش ز بسکہ بزیر و زبر شکست

قصیدہ

چہ خوش ست سال سی و نہم و قدومہ بر جب ‌ ‌ پی عمر آصف جم حشم و لمحار رب مواہب
چہ رسید سال مبارکش لسلامۃ و کرامۃ ‌ ‌ بہ کشود کار جہانیاں و لفوزہم بمطالب
گرہی زدند برشتہ اش بمیامن و مکارم ‌ ‌ کف و جیب خلق شدست پر بر غائب و غرائب
دم مقدمش ہمہ دوستان عنق الیہ صبابۃ ‌ ‌ ہمہ دشمناں شدہ چشمہا فلحظن لحظ مراقب
شہ کامران جہانیاں لبسالتہ و سماحۃ ‌ ‌ و سخاہہ و عطاہہ فلھم ملاذ مآرب
ظفر و مکانت و مکرمت کایالۃ و بسالۃ ‌ ‌ برکاب دولت او دواں اخذت عناں جنائب
بدیار خاور و باختر افلت نجوم ملوکہا ‌ ‌ چو دمید مہر جلال او بمشارق و مغارب
گزر از فسانۂ حاتمی با زار وصف سخائہ ‌ ‌ کہ حکایتش کہ شنیدہ مرجبت بشوب شوائب
چو قلابہ ہائے کمند او بلغت لعنق حسودہ ‌ ‌ بگرفت در رگ گردنش و تعلقت بشوارب
دہدش غذائے بخون شاں کمراضع لرضیعہا ‌ ‌ شدہ مرگ جملۂ دشمناں لحسامہ کرہائب
چو نہنگ و اژدر و صاعقہ رایتہ اوان ضرابہ ‌ ‌ بود آں ضریبۂ صارمش کہ تقلبت بقوائب

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

زفیض او چه بگویمت لقد استفاض حدیثها که رسید صیت سخای او بجنائب و جوانب
شده زخمهائے حمایل لحسامه یا کفه بکنار و گردن دشمناں کقلائد لترائب
چو عقاب تیغ مهندت رأت اصطیاد حسوده بگرفت گردن و دوش او و تخطفت بمخالب
رخ تو پیاده اگر نهد فرس الخیول کراجل چه عجب که تو فرس افگنی الثبات کل کتائب
کف و آں سیوف صوارمت کمخالب الغضنفر که بماند هرچه زصید او فا کالة لا کالب
بکمین دشمن تست اجل لیعاقبن عقابه بز و گمان سلامتی که غداد خیم عواقب
تو دریدهٔ جگر عدو بثواقب و صوارم تو بریدهٔ سر دشمناں بقواطع و قواضب
بنود عجب که بدل کنند خمارهم بلشاهم که ز بیم تیغ برهنهٔ تو تلبّسوا بجلابب
چو بخورد زخم دمادمش کسحابة بسکوبها به گلوی عدوی ز خنجرت فجرت عیون شوارب
دل عالمی بلقائے تو کفر اشته لسراجها همه مضطرب کرضیعة لفراق حجر ربائب
بود آستان بلند تو لهم کقبلة حساجة که نهند رخت و رکیب خود فمناخة لرکائب
بجناب تو همه عالمی لتمیل میلة رغبة که مکارم تو دل از جهاں جذبت اشد جواذب
به یسار ملک یمین تو کی بائب لولا دها که و فور بذل و مکارمت متکفل لمآدب
دل فود و فش و دهش و کفت متمنیات خلائق به بغل گرفت ز مرحمت فحضنها کربائب
به رفیع کوشک دولتت خفضت قصور اقاصر که شد ارتفاع مدارجت لهم انحدار مناصب
به طلوع کوکب بخت تو ملاء الخلاء ببوده بجمال دیده فروز تو کشفت جمیع غیاهب
نصفت چو بانوی با وفا بحلیها و حلالها بکنار کلک و بنان تو تضاجع کصواحب
ز وفور بذل و کرم تو ئی کغمامة یسکبها که ایادی کف راد تو وصلت بکل جوانب
چو رسوم عدل و مکارمت کسرت شیون اکاسره بشکست فر و شکوه شاں فمنازلت بمراتب
تو فرید دهر مکارمی بک لجة کسرابة تو یگانه بسخائے خود بکرم حاتم کحاجب
چو برزمگه فرس افگنی فنجا لهم کنسا بهم چو زنی به لشکر دشمناں فاسود هم کثعالب

ز نهیب جاه و جلال تو جلبت علیک فاقلعوا — فتجلببوا ابطالس و براقع و جلابب

نبرد عدو ز تو جان اگر خواطری نبذ لک — که ز خنجر تو جراحتش لتکون غیر جوالب

چو فتاد گرز گران تو برو سهم تکسرت — ففهو فهم لفصل و دهم وصل و دهم لاکالب

کف و دست گنج فشان تو تننا کلت بسحابه — که رسید بذل و مکارمت بمعارف و اجانب

ز فضائل تو فسانه شد خبر سخاوت حاتم — که ز تاب مهر جهان فروز محا لموع کواکب

دل تست ابر گهر فشان و رغائب کقطارة — کف تست لجه بحر و یم و انامل کحوالب

کرمت بگونهٔ تازه چو همی رسد به جهانیان — فحلائب لطوائف و طرائف لحلائب

بود از سخای تو بهره لصلیحهم و طلیحهم — بود از ثنای تو داستان لاباعد و اقارب

ز ظهور جود و نوال تو علمت حکایة حاتم — که بود شهود معاینه علما لجزم جوائب

بود آستان بلند تو بضیاء کوکب مجدک — چو بلند خیمهٔ آسمان که تنورت بکواکب

چو غنی بنده بی درم بصف جمیلک دائما — چو دعای دولت مجدک بجناب رب مواهب

چه عجب جواهر نظم او بنظام سلک قبولک — بود از برای عروس جان کقلائد لترائب

قصیده

دور از دلدار خوش باشد بسامان زیستن — خاک بر سر باد در کف چاک داماں زیستن

پای تا سر در میان آب و آتش همچو شمع — گه ز غم سوزان گه از دیده گریان زیستن

گه بدشت آوارهٔ و آسیمه همچون گردباد — گه بشهر آماجگاه سنگ طفلان زیستن

گه خراشیده بناخن روی ریش سینه را — گاه بشکسته بزخم دل نمکدان زیستن

گه ز حسرت بر نشاط خلق گریان همچو ابر — گه بخود از یاس همچون برق خندان زیستن

آتشی در سینه داغ نمایان ریخته — بخیه بکشاده ز چاک زخم پنهان زیستن

جان و دل از دست داده با تن زار و نزار — دست بر سر پای در گل خوار و حیران زیستن

سازمان اسناد و کتابخانه ملی
جمهوری اسلامی ایران

چوں صدائے نالۂ زنجیر بیروں و دروں
پائے در زنجیر و وارفتہ ز زنداں زیستن

رخنہ ہا انداختہ در پردۂ ناموس و ننگ
چاک ہا افگندہ در جیب و گریباں زیستن

چوں کباب نیم خام از سوز دل نم در جگر
چوں چراغ صبحگاہی سینہ سوزاں زیستن

گاہ تلخاب جگر در کام دل ریزاں ز غم
گہ ز دل خاکستری در دیدہ بیزاں زیستن

گفتم اے آرام جاں چوں سر کنم روز فراق
زانکہ مردن خوشترم آید از ینساں زیستن

گفت ہجرانم بلائے جانستاں باشد بلے
ہر کسے را نیست در وی سہل و آساں زیستن

زیستن خواہی اگر آسودہ می باید ترا
در پناہ خسرو جمشید دورا ن زیستن

زندگی با طول و عرض عمر میدانی کجاست
جز بعہد آصف ملکِ سلیماں زیستن

میر محبوب علی خاں آصف سادس نظام
آنکہ در دورش تمنا داشت خاقاں زیستن

خسرو دارای دیں کز ہمتش اہل اسلام راست
ہم مسلماں مردن و ہمچوں مسلماں زیستن

دادور شاہیکہ ہر کس راست در دورش نصیب
با فراغ خاطر و با ساز و ساماں زیستن

گر خضر دانستی از اول نکردی التماس
جز بخاک در گہت با آب حیواں زیستن

آصف جمشید اگر میدید ملک جاہ تو
گفتے ایں طور یست با ملک سلیماں زیستن

از حیاتِ جاوداں خوشتر شمردی بخفس
در پناہ پادشاہ روئے گیہاں زیستن

با بزرگیہائے عزم و حوصلہ کو چکدل ست
جاں تازہ یافتہ زیں ساز و ساماں زیستن

دور از بزم نو آئینش بگلزار جہاں —
مرگ پندارند آری حور و غلماں زیستن

میزبد رضواں ولیکن از فراق بزم شاہ
می شمارد آیۂ افسوس و رماں زیستن

از بسک روحی تو بر خویشتن بالد حیات
واز حیات روح آسائے تو نازاں زیستن

گر دم معجز طرازت رو باعجاز آورد
می تواند قالب ارواح بے جاں زیستن

دولتِ صد گنج قاروں از برائے زندگیست
وانپئے مہ شہِ برجیس ایواں زیستن

دشمنت یا داخل کردی ز ہمت در حیات
در عدم تنہا دخود بر طاق نسیاں زیستن

چون بقاءِ شاه خواهند از خدا ارند دوست | وحش و طیر و مرغ و ماهی جن و انسان زیستن

جز بعهدِ عدل عهدِ خسروِ ملکِ دکن | خلق را مشکل بود در دهر آسان زیستن

میکشد دامن ز عمرِ خضر و آبِ زندگی | در همایون عهدِ محبوب علی خان زیستن

اے بدورت بی خبر از گردشِ گردون حیات | وے بعهدت بی خطر ز آسیبِ دوران زیستن

زنده گر ز شکرِ نعمتهائے تو دم درکشد | مرده باشد که بروی هست تبان زیستن

زنده جاوید باش ای سایهٔ فضلِ اله | کز تو دارد منت بسیار بر جان زیستن

قصیده

بنامیزد نمیریزد بجز آب ابر نیسانی | کفِ بحر کرم دستورِ اعظم از در افشانی

امیرِ دادگر دستورِ دانشور دهش گستر | خرد پرور هنر پرداز چون میر علی فانی

عطابخشی درم ریزی در افشانی که در دورش | زر و گوهر گران سنجد گدائے او ز ارزانی

کفش بحرِ نوال و کانِ جود و ابرِ بخشایش | رخِ او شمعِ طور و صبحِ عید و ماهِ نورانی

خجل از خوئ مشکیں بوئے روح افزائ دلجویش | شمیمِ بادِ نوروزی و موجِ آبِ حیوانی

رخِ خوبش تجلی زار شمعِ وادیِ ایمن | ضمیرِ صافیش آئینهٔ اسرارِ یزدانی

کریمے کایستد حاتم سرِ راهش بدریوزه | عظیمے کاوفتد بر درگهش دارا بدربانی

هنر سنجے که فرمودست تا رسمِ هنر زنده | شده نامِ علی شیر از فروغِ نامِ او فانی

فراوان میدهد لعل و گهر زان حاصلِ کان را | نگیرد جز بدستِ کم عطایش از فراوانی

ایا ابرِ کرم دریائے بخشش کانِ بخشایش | که شد بذلِ تو یاقوت و در و لعلِ بدخشانی

ایا فیاضِ دهر و حاتمِ دوران که در عالم | پناهِ گیتی و نازِ جهان و فخرِ گیهانی

ایا حکمت پژوهی دانش آموزی خرد سنجی | که ته کردند در پیشِ تو زانوئے سبق خوانی

چه فارابیِ مشائی چه افلاطونِ اشراقی | چه فیثاغورسِ مصری چه بطلیموسِ یونانی

ایا برجبین طالع مشتری طلعت گزین خوبی — ثریا منزل و خورشید جاه و آسمان ثانی
گر از دریا دلی رشحی به کام تشنه ام ریزی — چه کم گردد محیط اعظمت را از فراوانی
ز بستان معانی بسته ام گلدستهٔ رنگین — که از ریحانیش گردد مشام روح ریحانی
دل آسا بوی او چون خوی دلجوئی تو جان پرور — فروزان رنگ او چون روی پر نورت فروغانی
کتاب فارسی تالیف کردم تازه ترتیبی — کشیدم بست سال از عمر در جمعش پریشانی
نمودم کین لغت را مصدرهٔ و حرف صله آمیخت — که تا بیننده در ترکیب بیند روی آسانی
رود بر نقش پائے پیشوایان سخن گستر — در آید چون زباندانان بزم فارسی دانی
عیار هندیان فارسی گو را نکو سنجد — شناسد شیوهٔ شیوه زبانان ایرانی
بهر حرفی سند آوردم از قول سخندانان — نشاندم بکرسی بی سخن حرف زباندانی
پریشان نسخه ام سررشتهٔ لطف تو میخواهد — که در شیرازهٔ جمعیت آید از پریشانی
زند نام نکویت غازه بر رخسار عنوانش — کند مهر قبولت بخت روگاهش فروغانی
چنان از رنگ اقبالت نگارین گردد این نامه — که بر طاق فراموشی نهد از رنگ را مانی
بماند نام نیکت جاودان زین نامهٔ نامی — بقدر ماندن جاوید نامان جاودان مانی
بدور افتخار دودمان دولت آصف — بعهد خسرو جمجاه محبوب علی خانی
مه و سال و شب و روز و سحر شامت بود یارب — بدین دولت و داد و دهش دانش فراوانی
طفیل خواجهٔ دنیا و دین محبوب حق برحق — طفیل غوث اعظم حضرت محبوب سبحانی

قصیده

سپهر اگر پئے تعظیم در جهان برخاست — پئے خدیو زمین آصف زمان برخاست
خدیو آصف سادس نظام ملک که او — بدودمان شهی فخر دودمان برخاست
نظام ملک دکن کز جلال او خورشید — زمین زد و ره بوسید و آسمان برخاست

نهاد تاج بسر چوں شه سپهر سریر
صدائے تہنیت از چرخ و اختراں برخاست

بروز رزم چو شمشیر از نیام کشید
ز ساکنان فلک بانگ الاماں برخاست

به زر نشاند چناں سکهٔ کرم دستش
که نقش بخل ز لوح دل جہاں برخاست

چو پور زال بود پیر زال بازورش
ز پیر زال چه خیزد چو با جواں برخاست

چو تافت نیر رخشان رائے روشن او
فروغ از رخ خورشید خاوراں برخاست

ز تیرها که بجسم عدو گزشت آنسو
چو خار پشت زهر موئے او سناں برخاست

تهمتنی که ببازوئے رستم افگن او
ز لوح یاد جہان نقش هفتخواں برخاست

چو دست برد به تیغ و چو تیغ برد بسر
به خانمان مخالف اماں ز جاں برخاست

ز زور رستم دستاں مگو ببازوئے شاه
که اعتبار ازیں یاده و استاں برخاست

چو بر نشست به تخت شهے سلیماں وار
صدائے خرمی از جان انس و جاں برخاست

زهی جبین مبینش که در شب دیجور
فروغ صبح تجلّی چو طور ازاں برخاست

پئے شگفتن دلهائے عالمے لطفش
بود نسیم که از باغ و بوستاں برخاست

عمیم جود و نوالش بسان ابر بهار
بتازه کاری کشت جہانیاں برخاست

نشست هول حسامش چناں بجان عدو
که ناله از لب و فریادش از دهاں برخاست

تبارک الله ازیں عهد فرخی مهدش
مگر بروئے زمیں مهدی زماں برخاست

عدو ز سهم خدنگش چو داد جاں تیرش
کمیں گزاشته از گوشهٔ کماں برخاست

بچشم حور کشید ست سرمه ساں رضواں
بباد خلد گرش گرد ز آستاں برخاست

زپا نشست زمیں از وقار سنگینش
ز جائے خویش بتعظیمش آسماں برخاست

دمیکه بست میان و کشاد دست نوال
ز مایه داری دریا و کاں زماں برخاست

تو آں رفیع مکانی که پیش تو کیواں
ز لاف بیهودهٔ رفعت مکاں برخاست

گره ز بیم تو شد گریه در گلوئے عدو
بخواب نیز گرش خنده از دهاں برخاست

بنائے حلم تو آمد گراں کہ از بارش ۔۔۔ زمیں نشست و زگاو زمیں فغاں برخاست

بعدل و داد چو برخاستی میاں بستہ ۔۔۔ نشست فتنہ و آشوب از میاں برخاست

بر آسماں ز نہیبت بسان کوہ نشست ۔۔۔ بسا کہ کوہ ز امرت چو آسماں برخاست

بہ بوستان جہاں ہیچ کس نشاں ندہد ۔۔۔ کہ چوں تو تازہ نہالِ ثمر فشاں برخاست

دل تو قبلہ و لطف تو ابر دریا بار ۔۔۔ ز قبلہ ابر چو برخاست بیکراں برخاست

چناں بخشک و تر افشاندۂ زر و گوہر ۔۔۔ کہ شور از لب دریا و ابر و کاں برخاست

کشادہ گشت دردیں بروئے اہلِ زمیں ۔۔۔ ز دست و تیغ تو چوں قفل آسماں برخاست

شد از کف تو بزیر قلم سپید و سیاہ ۔۔۔ تبارک اللہ ازیں سحر کز بیاں برخاست

نشست در سر و در سینہ تا میان و سریں ۔۔۔ بخون خصم چو تیغ تو از میاں برخاست

فتادہ بود ز پا پیر آسماں لیکن ۔۔۔ بہ دستیاری بخت تو چوں جواں برخاست

چو دید دست گہرپاش زرفشان ترا ۔۔۔ ز بحر بانگ برآمد ز کاں فغاں برخاست

بود ز جود تو باور حکایتِ حاتم ۔۔۔ کزیں معائنہ ظاہر آں نہاں برخاست

نشست تیغ تو چوں برقساں فلک لرزید ۔۔۔ ز بیم مو بہ تنِ ترک آسماں برخاست

ز دشمنِ تو اجل فارغ از کمیں بنشست ۔۔۔ کہ تیر بخشش تو از خانہ کماں برخاست

ہما ببال و پر خود از آں ہمایوں شد ۔۔۔ کہ زیر سایۂ چترِ خدائیگاں برخاست

بتخت باش کہ خیزد عدو ز تخت از بیم ۔۔۔ مدام تا کہ کند از یقیں گماں برخاست

غنی تتبع نظم کمال کرد کہ گفت ۔۔۔ کہ بندگی ترا آسماں بجاں برخاست

سخن کمال صفاہاں نشاند بر کرسی ۔۔۔ بایں نشست سخن کم ز دیگراں برخاست

ولیک ختم نشد بر کمال حسن سخن ۔۔۔ سخن ز ختم کہ او راند رائیگاں برخاست

چرا بدیدہ کشی ہمچو سرمہ از کوری ۔۔۔ ہر آں غبار کہ از خاک اصفہاں برخاست

فغاں بحال خراب جہانیاں اینست ۔۔۔ کہ رسم داد دریں دور از جہاں برخاست

قصیده

چو خنجر تو سر از برگ یاسمین برزد — اجل بشارت خصم تو از کمین برزد

بگرد باد فنا خصم تو بخس ماند — کاجل زردی زمین برد و بر زمین برزد

گران رکاب نگردی که دست برد سپهر — سبک بخاک عدوے ترا از زین برزد

فلک از انکه بود مهر گوئے چوگانت — ببام و شام ز بام چهارمین برزد

کمر شکست عدو را و بست بازویش — چو بست دست تو دامان و آستین برزد

چنان شگفته ز دست تو شد جهان گوئی — که ابر آب به گلزار یاسمین برزد

از آن سپید و سیه شد ترا که اقبالت — گہے برنگ در افتاد و گه بچین برزد

عدو بمرگ مفاجا چو مرد از ہمیت — بناگهان لحد او سر از زمین برزد

نهاد خصم تو منت چو بر زمین برداشت — قضا ز جاش بدانسان که بر زمین برزد

چنان فسرد عدویت ز سرد مهری دهر — که در تموز ته جبه پوستین برزد

تراست خنجر هندی که قشقهٔ احمر — ز خونِ او بجبین خدیو چین برزد

بجیب جان عدو چاک رفت تا دامن — چو عزم رزم تو بر ما عدا آستین برزد

خدیو آصفِ دوران نظام ملک دکن — که مُهر مهر و ولایش بهر نگین برزد

زهی ستاره سپاهی زہے سپهر سریر — که تکیه بر سرِ اورنگ هفتمین برزد

به پنجه رو ئے نه پیچد اگر به شیر زند — بجبهه چین نزده گر بشاه چین برزد

شہے که از سرِ اخلاص بر نگینهٔ دل — چو مُهر نقش رُخ ختم مرسلین برزد

بر آستین جلالت برائے فتح مبین — طراز تازهٔ ایاک نستعین برزد

غذائے طفل جهان را مربی طبعش — بشیر و شیرهٔ انگور انگبین برزد

زداوری بانوشیروان طرف آمد — ز خسروی بفریدون آبتین برزد

تو باش خرّم و خوش دل ازینکه بر حضمت
اجل کشاد کمان و قضا کمیں بر زد

بود بنائے یقینت بپا بفضل خدا
ہمیشہ تاکہ بنائے گماں یقیں بر زد

خجستہ باد ترا سال اربعین از عمر
خوش ایں دعا کہ سر از جیب اربعیں بر زد

غنی زدرد دلم خون شود کہ گفت ظہیر
غمت بر یختن خونم آستیں بر زد

بحور عین کند ش ہمقراں کہ در قرآں
مثل بلؤلؤ مکنون و حور عیں بر زد

قصیدہ

خسروا سالِ نوت سالِ سرور و سور باد
و از سرورش از ثریا تا ثریٰ مسرور باد

رشتۂ عمرت چو دورات فلک طول و طویل
عقدہائے او چو انجم وافر و موفور باد

صبح و شام حیدرآباد از سر سال نو
غیرت شام ہرات و صبح نیشاپور باد

باد از شامِ دکن شامِ اودھ روشن سواد
بہرۂ صبح بنارس از صباحش نور باد

ہرچہ در تثلیث باشد ناظرِ افلاک را
از نظر ہائے محبت مہر تو منظور باد

ہر سعادت کز دکان مشتری سودا کنند
سود او بر ماہ و بر سال نوت مقصور باد

واں نحوستہائے بد کالاں کیواں جای اوست
در حصار شش خانمان دشمناں محصور باد

چوں ربیع اوّلیں کز شاہ دیں شہرت گرفت
ایں ربیعِ آخر از شاہِ دکن مشہور باد

زہرہ ہر روز ت سراید نغمۂ سور و سرور
ماہ ہر شب چوں چراغت در سرائے سور باد

آسماں آسا بگیتی بارگاہِ تو بلند
آفتاب آسا بعالم رایتت منصور باد

گر ضیائے بے رضایت مہر بخشد ماہ را
در کسوف و در خسوف آں ہر دو دور از نور باد

ہم ثنایت را کند نظمِ جواہر تیر چرخ
ہم نثارت را ز پروین گوہر منثور باد

آفتابت زر گرد دریاد کانت گنج داں
دست تو گنجینہ بخش و بخت تو گنجور باد

قصر جاہت را ثوابت خشت و معمار آسماں
ہم زحل میر عمارت مہر و مہ مزدور باد

از برای بادهٔ صافت بجام آفتاب — خوشهٔ پروین بجای خوشهٔ انگور باد

پاسبان بارگاهت باد ترک فلک — پرده دارا اندر حریم حرمت تو حور باد

طالعت از یاوری سعد اکبر مشتری — در سعادت همقران طالع تیمور باد

همچو ماه نیم ماه و همچو مهر نیمروز — رای ور دیت پر ضیا دین و دولت پر نور باد

هفت سیاره و دود در خدمتت روز و شبان — نه فلک گویدا الٰهی سعیهم مشکور باد

باد دور چرخ گردان وقف دور ساغرت — ساغرت خورشید جای ساغر بلور باد

دور دورتست شاه دادگر از میمنت — چشم بد بین فلک یارب ز دورت دور باد

آستینت دستگاه دولت شاه و گدا — آستانت سجده گاه قیصر و فغفور باد

هر غباری کز درت برخیزد از باد بهشت — سرمه مست از برای چشم شوخ حور باد

در همایون دور تو بال و پر شاهین و باز — بالش پر مهر خواب صعوه و عصفور باد

خود سلیمانی ترا گر جم نویسد عرض حال — نامه اش بر کاغذ افشان چشم مور باد

صیت اقبالت چو آبای کرامت ماه و سال — شهرهٔ هر شهر باد و در جهان مشهور باد

خانهٔ جور و جفا از قهر تو بادا خراب — کشور دلهای خلق از مهر تو معمور باد

دشمنت را از سنان نیزه و شمشیر و تیر — سینه پر سوراخها چون خانهٔ زنبور باد

باد زخم آب و ز دیده دهانش از لعاب — و از سرشک خون عدو را چشمها ناسور باد

هم چراغ خانه اش خال رخ لیلای لیل — هم سیه بخت عدو زلف شب دیجور باد

هر چه دورست از نکوئی دشمنت نزدیک او — وانچه نزدیک بدیست از دوستانت دور باد

در لب و کام عدو هر نوش بادا نیش زهر — در شقشقورش عیان خاصیت کافور باد

دوستانت را درونی باد پر سور و سرور — دشمنانت را دلی پر شیون و پر شور باد

قهرمان شوکتت را کامده کشورگشا — از دکن تا هند و سند و قاهره منصور باد

از فساد و رخنه آبادا این ملک تو — دشمن و آئین انصاف تو ظلمت دور باد

خصم تو بد زندگانی او فتاده مرده / در بماند زنده یارب زنده در گور باد

همچو خفاش خصمت از خورشید باشد روز کور / همچو عشی از سیه روزی عدو شب کور باد

دائم از فقر و فنا خصم تو گه داند لباس / گاه در کفنی رود گه در کفن مستور باد

از سرورت شد غمهای عالم را شکست / چون شکست شد روبهر از صدای صور باد

بحر اگر گشتی بخشکی بست و از شرم آب شد / از کف و دست گهر باشت مگر معذور باد

از ید بیضا کف موسیٰ بود دست و گفت / واز تجلی خاطرت چشم و چراغ طور باد

سایه چتر همایون تو چون بال هما / تاج فرق قیصر و چتر سر فغفور باد

بشکنند تا پاره پاره احتساب قهر تو / کاسه سرهای اعدا کاسهٔ طنبور باد

نقش ملک و سلطنت را خامه ات مانی رقم / رسم جود و مکرمت را دست تو دستور باد

گر شود هر فوع منشوری ز دیوان قضا / صادر رای صائبت توقیع آن منشور باد

سجده سای آستان عالیت صبح و مسا / روی کید و جبهه جیپال و فرق فور باد

ملک تو چون ملک ذوالقرنین ابن فیلقوس / لشکرت چون لشکر صاحبقران تیمور باد

رای تو چون رای افلاطون وزیرون کبیر / شوکت و شانت چو شان قیصر و فغفور باد

داستان رستم و دستان بر وزنه ور تو / داستان عمر عیار و سر ایاز ور باد

هرچه از امکان فرو دافتاد در دوکان قدر / جمله از تقدیر یزدانی ترا مقدور باد

وانچه از کان قدر آید بدکان قضا / بر رضای تو قضایش سربسر مقصور باد

در دل و در حکم و در کلک بنان تو بهند / رای کید و لشکر جیپال و ملک فور باد

شهریارا دادگر شاها خلاف جام جم / جام ایامت ز خط جور دائم دور باد

راست آهنگ ثنایت از عراق و نیم روز / واز صفاهان و خراسان تا به نیشاپور باد

عالمی در ظل چتر و نور رای روی تو / در فروغ و در فراغ از سایه و از نور باد

یارب این جشن چهل ساله ز عمر شهریار / چون چهلکاف مبارک در جهان مشهور باد

چوں ادیمی در چہل روز از سہیل اندر یمن　　زین چہل رونق ادیم ملک را موفور باد

زین چہل سال سعید دلفروز جانفزا　　چوں چہل سال نبوت عالمی پر نور باد

ہمچو قلب صوفیاں کز اربعیں گیرد قرار　　قلب عالم زین چہل سال از صفا معمور باد

این چہل سال از برای کاسۂ احوال خلق　　غیرت چہل سال چینی کاسۂ فغفور باد

این چہل سالی مبارک بہر یمن و میمنت　　چوں چہل شبہای موسیٰ پرفرہ از طور باد

مدح خواں تو عرفی شاہا طفیل مدح تو　　چوں نظام گنجہ از زرِ سخن گنجور باد

حیدرآباد از ظہورم غیرت ترشیز ہست　　واز فروغ صبح عدلت رشک بیجاپور باد

نظم من بر خاک عرفی شمع کافوری نہاد　　خاک او از نظم من در نور و در کافور باد

قصیدہ

این قصیدہ در ۱۲۲۳ھ نوشتہ شد بتتبع استاد مجیر بیلقانی وھو ہذا

"صبا چو سنبل تر گرد لالہ تاب دہد　　ہر طرف کہ رسد بوے مشکناب دہد"

سپیدہ دم کہ جمالت برات نور دہد　　چراغ صبح فروغ چراغ طور دہد

دگر بخویش نیاید جہاں بسان کلیم　　اگر رخ تو تجلی بطور طور دہد

یکی تو غمزہ بہ کارم بکن ز نزدیکی　　کہ نرگس تو فریبم بسی ز دور دہد

شکیب از دل زاہد برد لب لعلت　　فریب چشم تو با عابد صبور دہد

بس ست بادہ ز ساقی مرا بجام سفال　　چہ احتیاج کہ در ساغر بلور دہد

می ز قلقل مینا بدور جام صبوح　　می طہور نوید ہوالغفور دہد

من آن نیم کہ کنم گوش گفتۂ واعظ　　اگر ہزار فریبم ز روے حور دہد

زداغہائے جگر خانہ ام بود روشن　　چنانکہ دوزخ سوزاں ز نار نور دہد

چو عود بر سر آتش نهد رخ از زلفت — صبا بجور شمیمش پی بخور دهد
زلال لعل لبت یاد میکند رضوان — دمیکه شربت کوثر بجام حور دهد
در بهشت کشاید برخ تو بر رویم — لبت بجام دل من می طهور دهد
بعندلیب چو ترسا برخ آتشین ترا — بهار بنچهٔ مریم پی بخور دهد
چنان بیاد تو لذت برم شب هجران — که غیبت تو مرا نشوهٔ حضور دهد
گذشت لفظ حضورم بلب که یاد آمد — شهیکه نه فلک اورا لقب حضور دهد
حضور آصف دوران که تخت و تاج ازو — شکوه تخت فریدون و تاج فور دهد
خدیو تخت ستان تاج بخش هیچ نواز — که فر ملک سلیمان بملک مور دهد
ببزم دلکش او گر گذر کند رضوان — بقصر خویش قرار دو صد قصور دهد
چو خصم و فتنه و خواب اجل بکجنس اند — بخصم و فتنه از ان خواب خوش بگور دهد
صبا ز عرصهٔ جولان او بدیدهٔ حور — خبر ز سرمهٔ گرد سم ستور دهد
فلک بمجمر خور از نجوم در بزمش — سپند و عود بسوزد اگر بخور دهد
لطیف لفظ تو صد گوش کر کند شنوا — ضیای روی تو بینش بچشم کور دهد
ز قهر تست که هر استخوان پهلویش — خبر بجان عدو از فشار گور دهد
کشد بروزن سوزن تنیده مرهم — چو گرد راه تو سرمه بچشم کور دهد
بدشمن تو ندای اجل دهد بهرام — بدوستان تو زهره نوید سور دهد
تفنگ رعد خروش تو در وغا صد بار — بجان خصم خواص صدای صور دهد
سپهر از پی بزم خجسته آئینت — رسوم مشعله داری بماه و هور دهد
بآفتاب جهانتاب روی روشن تو — چراغ ماه چه تابد چه تاب نور دهد
هزار رخنه در آئین سلطنت رایت — برای دانش تسلیم و به فکر فور دهد
سروش غیب ترا چون خطاب داد حضور — سپهر خطبه بنام تو در حضور دهد

بعید نیست چو سودی تو بر ستاره عنان — که ماه بوسه رکاب ترا ز دور دهد

بلاے عهد تو جنید غنی کز اقبالت — زمانه اهل زمین را صلائے سور دهد

پناه و پشت جهان آن مدار نهاب و نهیب — امان و عافیت از فتنه و فتور دهد

همیشه تا که بناے الم بباد فنا — نوید عیش و صلای سرور و سور دهد

طفیل احمد مرسل خداے عز و جل — سرور و سور ترا تا بروز صور دهد

بطول عمر تو عرض حیات ارزانی — کناد و عرض حیاتت همه سرور دهد

قصیده

اے بخت تو چو بخت سکندر جهان گرفت — باید جهان بازوی بخت جوان گرفت

دامان سایل تو بزر آستین فشاند — تا زر بدامن از کف گوهر فشان گرفت

تنها نه از تو بست عروس دکن نگار — خال و خط از تو شاهد هندوستان گرفت

اقبال تو به بخت سکندر شده قرین — بختت بفال طالع صاحبقران گرفت

جود تو خوان لطف نهد بهر پیر زال — عزمت ز پور زال و دو صد هفتخوان گرفت

هم از فروغ راے تو خیره شد آفتاب — هم از ضیای روے همه آسمان گرفت

مهرت نسیم صبح که تازه کند مشام — قهر تو آتشی که بمغز استخوان گرفت

گوی بود زمانه بمیدان آسمان — تا صولتت ز کاهکشان صولجان گرفت

هر شام ساخته ست نثارش بپاے تو — این طاس پر گهر که بسر آسمان گرفت

سیم ستاره زر گر خور هر سحر گداخت — زان طشت تو به شستن دست و دهان گرفت

هم دهر از روایح خلق تو یافت جان — هم جان دهر زندگی جاودان گرفت

عالم بسایه کرمت از تموز دهر — یکسر بجست و پناه دران سایبان گرفت

از پرتو جمال تو چون مهر نیم روز — فر و فروغ روی زمین و زمان گرفت

نیک آهنی بفارس چو پولاد هند نیست | از تیغ هندی تو توان اصفهان گرفت
شیر فلک ز بیم خدنگ تو در مصاف | از کهکشان و سنبله خس در دهان گرفت
روشن شد از فروغ تدابیر تو زمین | چون آسمان که روشنی از روشنان گرفت
از خندهٔ ملیح تو پر شور شد چمن | وز منطق فصیح تو بلبل زبان گرفت
از صورت صبیح تو گیتی فروغ یافت | واز رای چون صباح تو رونق جهان گرفت
هر چند زیج بست منجم ز ماه و سال | نیک و بد زمانه ز سیارگان گرفت
تحویل آفتاب به برج حمل شمرد | فال از برای سال ز نوروزان گرفت
از ماه و مهر حرف کسوف و خسوف خواند | واز مشتری و زهره حساب قران گرفت
انظار هفت کوکب سیار آسمان | برهان رنج و راحت و سود و زیان گرفت
گاهی ز احتراق و محاق و وبال گفت | گاهی حضیض و اوج بزیب بیان گرفت
تثلیث را تمام محبت نهاد نام | تسدیس در مقابلهٔ دشمنان گرفت
بالجمله زین نقوش و جداول که زیج بست | اندازهٔ حوادث کون و مکان گرفت
لیکن بحسب رای رزین تو این حساب | تقویم کهنه و غلط و رایگان گرفت
چرخ از بره کباب نهادست در تنور | نانت ز قرص ماه بدستارخوان گرفت
روی تو خنده بر رخ صبح دوم زده | خوی تو بر شمیم گل و گلستان گرفت
رفت آفتاب و بوسه عنان ترا نهاد | مه آمد و دوال رکابت دوان گرفت
هم بهرهٔ ز لطف تو برد ابر آفتاب | هم منتی ز فیض تو دریادگان گرفت
همچون غرور در سر گردنکشان دهر | جا در دل عدوی تو سهم از سنان گرفت
تعویذ بازوان ترا در شکار شیر | پیل دمان ز ناخن شیر ژیان گرفت
چون طایران قدس ببال و پر بلند | بر شاخ سدره همت تو آشیان گرفت
لطفت بر گذار عدو گل فشانده است | سهل است خار و خس ز رهِ دوستان گرفت

پشت چمن هر انچه بها گیرد از بهار
روی جهان ز رایت رویت همان گرفت

گو شد عطای حاتم طے شهره در حجاز
صیت سخای آصف دوران جهان گرفت

نیکو شیم که زهره از و کسب خیر کرد
عالی همم که رفعت ازو آسمان گرفت

کلک و کفش بحرف عطارد قلم کشید
دست و دلش بجود دم بحر و کان گرفت

دوران دوید غاشیه بر دوش در رکاب
یکران دور کابه چو در زیر ران گرفت

در بذل وجود شیوهٔ حاتم نگاهداشت
در عدل و داد شیمهٔ نوشیروان گرفت

روزیکه ایستاد و برادهم نهاد زین ق
روزیکه بر نشست و فرس را عنان گرفت

بهرام در رکاب دوید و پناه جست
سبر فلک بپای فتاد و امان گرفت

گرد رهش چو سرمه ستاره بچشم کرد
نقش سمش چو تاج سپر فرقدان گرفت

گر خسرو نجوم بمشرق علم کشید
شاه دکن جهان ز کران تا کران گرفت

تا مملکت بر آصف دوران قرار یافت
ملک دکن قرار ز دور زمان گرفت

دانند هم کنان که بزرگی بسال نیست
زان پیر چرخ پند ز شاه جوان گرفت

آسائشی که داشت تمنای آن بخواب
گیتی بظل آصف سادس عیان گرفت

گر پشت لشکرست و گر روی کشورست
پس این چنین شکست و پسی آنچنان گرفت

کان گهر بود ز سخنهای دهان شاه
بیرون ده بلطف گهر هر چه کان گرفت

شه آفتاب و ثابت و سیاره اش صفات
نتوان شمار ثابت و سیارگان گرفت

زان تن زدن ز مدح خوش آمد کنون غنی
باید ره دعای شه کامران گرفت

تا مشتری بزهره قران سعادتست
تا میمنت زمین و زمان زین قران گرفت

با شاه شاهزاده قران تا هزار سال
بادا که ملک یمن ازاین اقتران گرفت

قصیده

در تتبع مرزا غالب دهلوی رحمة الله تعالیٰ

وهو هذا "سخن ز روضهٔ رضواں بکوئے یار کشد"

چه دل ز خطّ لبت سوی سبزه زار کشد — چه خاطرے ز رخت جانب بهار کشد

بیا که خسته دلان غم فراق ترا — بسینه خنجر خونریز انتظار کشد

همیں نه هجر تو عشاق را بدور افگند — فرامشے تو مهجور را بدار کشد

امید نیست که خوے ستمگرت گاهے — عنان به تربت عاشق برهگذار کشد

فغاں که کس نرساند بگوش گل یکبار — هزار ناله اگر عندلیب زار کشد

ز عارض تو دل لاله داغها دارد — ز نیچهٔ تو شرر در جگر چنار کشد

نه روے دشت نه پشت چمن مرا بے تو — بسیر باغ و تماشاے مرغزار کشد

جمال روے تو آتش بخرمن گل زد — مگو که شعله گل از آتش چنار کشد

ولے بروضهٔ رضواں گراید از کویت — که سر بکوه و بیاباں ز لاله زار کشد

بخاک و خون رود آں دل که با قد و رویت — نفس بباد گل و سرد جویبار کشد

چو شمع طور یکے جلوه زاں جمال نمائے — که دل ز دست من و دست من نگار کشد

خراش سینهٔ بلبل ز نوک خار گذشت — تو هم بیا که دل از رشک خار خار کشد

بدام زلف بپیچان دلم که مے ترسم — گزیں جفائے تو دل نالهاے زار کشد

وزاں یکے بکند گوش آصف جمجاه — که داد موئے ضعیف از گزنده مار کشد

شهی که ناقهٔ لیلاے دولت او را — فلک کجاوه کشد مهر و مه مهار کشد

جهاں دو پرده کشد بر درت ز لیل و نهار — سپهر بهر حریم تو نه حصار کشد

قمر رکاب تو از دور بوسد و ترسد — که طرقوی تو ادراز ره گزار کشد

شهیکه بگذرد از فرق دشمنان آبش ‏ بروز رزم اگر تیغ آبدار کشد

بکف رکاب تو گیرد چو سفته گوش هلال ‏ بدوش غاشیه مثل رکابدار کشد

شگفت نیست که محبوب با علیست بنام ‏ که تیغ بر سر اعدا چو ذوالفقار کشد

تف تفنگ تو هر جا که آتش افروزد ‏ ز آب اخگر و از برف و یخ شرار کشد

بجز مصاف تو کاندر مصاف عریان ست ‏ برهنه نیست بدورت تنی که عار کشد

چنان ز قهر تو شد روز دشمنان تیره ‏ که شب ز تیرگیش بانگ زینهار کشد

هزار قلعه کشاید اگر کمر بندد ‏ هزار حصن بگیرد اگر حصار کشد

جهان تمام گلستان شدست از رویشر ‏ کجا چمن پی گل منت بهار کشد

چو تاختن بخطا تاختن کند عزمش ‏ قبای خسرو تاتار تار تار کشد

ز گرد سم سمندت که ز آسمان گذرد ‏ بچشم ثور فلک سرمه از غبار کشد

عروس ملک جهان را بحجلهٔ اقبال ‏ جز او کجاست جوانی که در کنار کشد

گهی ز تیغ حمائل کند بگردن او ‏ گهی ز خون عدو پنجه در نگار کشد

گهی ز پشت سمندش نهد سریر بپای ‏ گهی ز پرچم رایت بسر خمار کشد

ز بیم کار بزاری کشد معاذ الله ‏ دمیکه دشنه برا عدا بکارزار کشد

کشد جنیبه اش از خنگ ماه نو بهرام ‏ چو زین بر اشهب تازنده راهوار کشد

شود چراغ عدو را بتیره راه عدم ‏ شراره که ازان تیغ برقبار کشد

هوا بقید حباب اوفتد چو سرو آزاد ‏ بپای سلسله از موج جویبار کشد

بزرگ حوصله کوچک دلی خطا بخشے ‏ که انفعال ز عذر گناهگار کشد

سخا بلند کند نام او چو ابر بهار ‏ حیا بزیر نگاهش چو شرمسار کشد

مکارمیکه خدا در نهاد او بنهاد ‏ گرش شمار نمائی به بی شمار کشد

بود نوای نوالت بضاعت دلکش ‏ که از دیار بسوی دگر دیار کشد

پئے کفالت ارزاق تا گفت برخاست — ز جور فاقہ کسے در جہاں غمیں نہ نشست

شبے نشد کہ براعدائے دولتت بہرام — کمان قوس کشیدہ پے کمیں نہ نشست

ہلالے ہمت او نہ فلک برآں پر زد — نہ مرغ سدرہ کہ برتر ز ہفتمیں نہ نشست

ز احتساب تو رقاصۂ فلک برگاو — چناں نشست کہ کس بر خر ایں چنیں نہ نشست

زمیں ز حلم تو از جا نخاست ہمچو فلک — فلک ز بیم تو لرزید و چوں زمیں نہ نشست

کدام روز و شب آمد کہ بر سپید و سیاہ — چو مہر و ماہ ترا سکۂ نگیں نہ نشست

بخدمت تو شہا تا ز دست او برخاست — دمے ز پاے طرفدا انجمیں نہ نشست

چو اوج اختر بخت نیافت ز اصطرلاب — خجل شد و بر صدگہ رصد نشیں نہ نشست

ہمیں بخت تو زانگو نہ ہمقران آمد — کہ مشتری بتو از رشک ہمقریں نہ نشست

فتاد آتش حسرت بجان مہر ز ماہ — کہ از تو داغ غلامیش بر جبیں نہ نشست

ببزم خاستی و چوں تو کے کجا برخاست — ببزم عیش نشستی و جم چنیں نہ نشست

چو تو بہ تخت نشستی فلک زمیں بوسید — چو تو سوار شدی فتح بر زمیں نہ نشست

چناں ز مہر تو دلہا بکین او برخاست — کہ از عدوے تو در سینہ غیر کیں نہ نشست

نشست تیر تو در سینہ عدو ز انساں — کہ تیر غمزہ ز مژگان مہ جبیں نہ نشست

کسیکہ روئے نکوے تو یک نظر دیدست — بلوح خاطر او نقش حور عیں نہ نشست

نشست خواست زمیں از وقار سنگینت — چو پاے حلم تو شد در میان زمیں نہ نشست

چگونہ جان برد از وے عدو کہ شمشیرت — نخاست بر سر اعدا کہ بر سریں نہ نشست

چراغ بخت تو روشن کہ زیر دامن تو — ز باد صرصر کفراں چراغ دیں نہ نشست

کجا بہ بخت رسایت رسید ذوالقرنین — کہ در قران سعادت بتو قریں نہ نشست

فرود تلخی عیشش بسر کہ قہرت — ز جوش تلخۂ خصم از سکنجبیں نہ نشست

ز تلخ عیشی دشمن کز و جہاں تلخ ست — مگس ز بیم سرایت بر انگبیں نہ نشست

تبارک الله بقصر شهنشهی چون تو | فلک جناب خدیوی بشه نشین نه نشست

غبار سم سمندت چو داد سر بهوا | نشست بر سر اعدا و بر زمین نه نشست

بروز داد ز غوغای عام و بذل عمیم | بلب نرفت ترا لا بجبهه چین نه نشست

شکسته شد کمر دشمنان ز بیم و هنوز | زنیخهٔ تو شکستی بر آستین نه نشست

خدیو حامی دینی که خاطرت یکدم | زچاره سازی و تیمار داد دین نه نشست

خراب خانهٔ خصمت شد از هلاکت او | بلی مکان به نشیند اگر مکین نه نشست

نشست تیغ تو چون بر سرکش زجان برخاست | که با حیات دگر دشمن لعین نه نشست

زصورت تو نبرخاست خاطری از هم | زسیرت تو بیکدل غبار کین نه نشست

طراز نام تو آمد قبای شاهی را | جز از تو نقش قبا را بر آستین نه نشست

خجسته باد ترا جشن سال چهل و سوم | زنقطه خال سیه تا بروی سین نه نشست

زلفظ چهل و سوم حرف اول و آخر | نمود سال که یکحرف به ازین نه نشست

همین نه جام طرب جم نهاد القابت | همین زجاه تو این نقش دلنشین نه نشست

تو جم بعهد خودستی هم از حساب جمل | فراز مسند جم جز تو جانشین نه نشست

تو باش بر سر تخت شهی نشسته بفتح | مدام تا که نباشد بکسر شین نه نشست

غنی بمدحت شاه دکن قوافی را | چنان نشاند که از دیگران چنین نه نشست

قصیدہ

بتقریب قدوم امیر کبیر نواب وقار الامرا اقبال الدولہ مدار المہام و وزیر اعظم دولت آصفیہ صانہا اللہ لو الیہا من الآفة والبلیہ از شملہ کشمیر بمقام علی گڑھ

ہاں علی گڑھ کہ ترا کار لبا ماں آمد ساز گارت فلک و طالع و دوراں آمد
بر سرت سایہ فگند آنکہ پی سایۂ خلق سایہ مہر فگن چوں مہ تاباں آمد
آمد از شملہ و گل بر سر و بشارت زد ہمچو آں باد شمالی کہ بہ بستاں آمد
سرسری مگذر از یں راہ و روش سہل مگیر تا نگوئی کہ فلاں آمد و بہماں آمد
مردہ بودی بسرت عیسیٰ بدوراں آمد مور بودی بدرت تخت سلیماں آمد
قطرہ بودی بتو پیوست محیط افضال ذرہ بودی بسرت مہر درخشاں آمد
ساحل خشک بدی موج کرم زد دریا صدف کاسہ بکف بودۂ نیساں آمد
بیکس بادیہ بودی لب رت خضر گذشت تشنہ خستہ بدی چشمۂ حیواں آمد
خاک بودی و فلک مائلت آمد کہ ترا مرکز دائرۂ گنبد گرداں آمد
سجدۂ شکر بجا آر و بہ تعظیم بگوی کاولیں فرد سر دفتر امکاں آمد
حامی ملت و دیں حارس شرع و ناموس حافظ امن و اماں داور ذیشاں آمد
نائب سلطنت پادشہِ ملک دکن ناصر دولت محبوب علی خاں آمد
صدر جم مرتبہ نواب وقار الامرا آصف روے زمیں جعفر گیہاں آمد
آں طرفدار دکن حارس شرع و ناموس کہ نہیبش بدل قیصر و خاقاں آمد
آں گرامی گہر بحر وزارت کو را منتے بر سر و بر افسرِ شاہاں آمد

آنکه در ذکر ثنا و صفتش جذر اصم — هر نفس ناطقه سان منطق و گویان آمد

آصف و میر علی خیر و نظام ست ذریه — شاه گر قیصر و فغفور و قدرخان آمد

درخردمندی و فطنت ز فلاطون بگذشت — حیدرآباد از و غیرت یونان آمد

خلق را نکهت خلقش بمشام دل و جان — چون شمیمی ست که از روضهٔ رضوان آمد

فیض ابر کرمش صورت فیضان بهار — بر خس و خار رود بر گل و ریحان آمد

عالمی تشنه لب و طبع تو بحر افضال — آرزوها صدف و دست تو نیسان آمد

بهترین دخل تو شد آمد ارباب سوال — کمترین خرج ترا دخل بدخشان آمد

از عدو بندی و اقلیم کشائی نامت — رو که نامهٔ هنگامهٔ ترکان آمد

همچو آن بید که از باد بلرزد در باغ — شیر در بادیه از سهم تو لرزان آمد

حملهٔ رستم و هنگامهٔ رزم بهمن — در مصافت همه بازیچهٔ طفلان آمد

گاه از سنبله گیرد بدهان شیر فلک — لیکه از صولت قهر تو هراسان آمد

باد م اژدر تیغت که نهنگ اجل ست — سام ابرص بسر سام نریمان آمد

روز سرپنجهٔ تو بازوی بهمن بشکست — دست بر لب ست اگر رستم دستان آمد

عادل و باذل و دانا و دلیرست وزیر — چشم بد دور نشانی ست که شایان آمد

نه گهی خون کسی ریخت نه آب کس برد — حافظ مرحمت او که بحفظان آمد

بجز آن آب گهر کامده در چشم صدف — غیر آن خون که بهم در جگر کان آمد

روش معدلت و داد دگر بری آموخت — کی حریف روشش والی شروان آمد

قصر قدرت که قضا کرد بنائش در آب — کمترین زینهٔ او طارم کیوان آمد

پایهٔ ایوان تو همپایهٔ کیوان بادا — تا همین قافیه ایوان بکیوان آمد

قصیدہ

در تہنیت صحت اعلیحضرت حضور پُر نور از مرض ہیضہ خلداللہ ملکہٗ در ۱۳۲۵ھ

برطرح مشاعرہ مولوی اسداللہ صاحب نوشتہ شد وہو ہذا "نوید صحت شاہ دکن مبارک باد"

سپیدہ دم کہ ز طرف چمن مبارک باد
رسیدہ شاد بگفتا بمن مبارک باد

بملک از آنکہ پس از رنج روی راحت دید
خدایگان ملوک زمن مبارک باد

ز غسل صحت شہ شد جہان شگفتہ چمن
شگفتگی بہ مزاج چمن مبارک باد

شد از نشاط سراسر دکن سرای سرور
سرور و سور بملک دکن مبارک باد

جہان بظاہر و باطن پر از سرور شدست
چنین سرور بسر و علن مبارک باد

ہم آن نشاط جوانی ہم این نوید نوی
بدہر پیر و بچرخ کہن مبارک باد

ز شہریار دکن صبح و شام او بر ملک
چو شام وصل و چو صبح وطن مبارک باد

رسید جان بہ تن و تن ز جان شدہ زندہ
بہ تن ز جان و ہم از جان بہ تن مبارک باد

ز صحت تو مبارک بد تہنیت گفتی
دگر بغصہ بمیر دکفن مبارک باد

بشہریار دہد خسرو نجوم امروز
تر از طارم چرخ کہن مبارک باد

بشست و شوے رخ شاہ آفتابہ مہر
چو تشت ماہ بدست پرن مبارک باد

نشاط خلق چو آراست انجمن ہر سو
ز انجم ست بہر انجمن مبارک باد

زمین مثال ادیم ست و شہ سہیل یمن
پے ادیم سہیل یمن مبارک باد

بہر نفس چو نفس آید بگوش رود
ز سینہ تا بلبان و دہن مبارک باد

چو ایستادہ پئے خدمت شہ است بباغ
دہد بسرو گل و یاسمن مبارک باد

کسی بپوست چه گنجد زخرمی کامروز | نبوده است چه در پیرهن مبارک باد
تو زنده کرده رسم کرم تراشاها | زمعن و جعفر و یحیی معن مبارک باد
فزون زتهنیت یکجهان بصد آداب | غنی به خسرو دوران زمن مبارک باد
فند قبول تو یارب بجاه ختم رسل | باحترام حسینؑ و حسنؑ مبارک باد

قصیده

در تقریب مذکور نوشته شد

خدای راست مسلم تنا برون زعداد | که عیش رفته مارا دگر باز داد
بسیزده صد و بست و چهار سال سعید | مه جمادی اولی در نشاط کشاد
که شهریار دکن یافت صحت کلی | نشست شاد به تخت شهی بسان قباد
زهی شهی که چو در یتیم یکدانه | زلطف جوهر اصلی ست مفخر اجداد
دو روز کی زمرض شد مزاج شاه ملول | ملال رفت و نشاط آمد و جهان شد شاد
چو روی روشن درای زرین شاه دکن | نه مهر چرخ منور نه تیر او نقاد
شهر کوکبه شاهی که مشتری بروی | و ان یکاد بخواند که چشم بد مرساد
زعدل و داد تو شاها دکن شگفت چو باغ | رسد مرا که بگویم بعینه بغداد
تراست نه فلک و هفت کوکب سیار | بسان چار عناصر مسخر و منقاد
بچرخ میر عمارت زحل ترا گوید | که باد گوشک جاه تو تا ابد آباد
چو نفس ناطقه گوید صریر کلک ترا | دبیر چرخ هزاره آفرین هزار آباد
بهیچ ماده صورت نه بند دار تهنیت | بطبع چار عناصر قبول کون و فساد
کنند ز امر تو کامد قضا صفت مبرم | فلک قبول تغیر ازان بحکم استعداد
شکست نه انوی آداب در دبستانت | عقول عشره چو شاگرد از پی استاد
ترا به تخت سکندر رسد فلاطونی | باین طبیعت نقاد خاطر و قاد

فراخ عرصهٔ جولانگه تو هفت اقلیم   بلند بارگهت چار طاق سبع شداد

بجان خصم لعینت وبال باد بروت   عقوبتی ست تو گوئی که کرد عود بعاد

نمود آتش قهرست بخصم خاک لود   هرانچه آب بفرعون کرد و باد به عاد

ز بند جور خزان زان شدست سرو آزاد   که بندگی ترا در چمن بپا استاد

کشید جود تو دُرها ز جیب بحر و عدن   گشاد بذل تو دُرها بروی خلق و عباد

شد از تو رُبع شمال زمین همه مسکون   جزین دو خانه که هر دو فتاد از بنیاد

یکی ز دو تو خم خانه شراب فروش   دگر ز بذل تو گنجینهٔ خراب آباد

چو تیغ و سکه ستانی ز قیصر و فغفور   ق   چو تخت و تاج ربائی ز کیقباد و قباد

بچین و روم فتد زلزله چو نفخهٔ صور   بملک فرس ز افلاک بگذرد فریاد

عدو چه جان برد از وی که نوک ناوک تو   خلید در رگ جانش چو نشتر فصاد

رسید شهرهٔ عدلت بجمله ملک و دیار   چنانکه صیت سخایت بعرض و طول بلاد

باعتدال ز عدل تو حیدرآباد است   نه معدل و میناء عرض و طول بلاد

برای بخت بلندت ازل بود مبدا   برای دولت پاینده است ابد میعاد

عدو که خانه خود ساخت همچو باغ ارم   فگند قهر تو دورش ز باغ چون شداد

مرقع دکن از فیض خامهٔ لطفت   بود نگاشتهٔ کلک مانی و بهزاد

صحیح مدح تو خوش آمدم ازین گفتن   که شه طویل نجاد ست یا کثیر رماد

غنی ز مدح تو گشتم بدل شهانت نیست   تونگری بدل آمد چنانکه گفت استاد

ازان درازی دامن در آستین دارم   که از ثنای تو بر قامتم قبا افتاد

بلند رتبه فضلم شد آنچنان که مرا   ز خواجگی چو عبیدست صاحب عباد

تو اعتماد بمن کن که نظم من خالیست   ز لافهای عمید و گزافهای عماد

سنین عمر و شهور حیات تو بادا   بری بسان عقول عشر ز نقص و نفاد

دوام دولت و اقبال بی زوالت باد   چو دورهای فلک در از شمار و عداد

قطعہ

در تاریخ وصال مولانا و مرشدنا شیخ فضل الرحمن صاحب نور اللہ برہانہ وافاض علینا فیضانہ

در سنہ یکہزار و سہ صد و سیزدہ ہجری نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام در بھیکم پور نوشتہ شد

آنکہ در فقہ و احادیث و اصول و تفسیر
بود یکتا بمیان علمای فاضل

ادب آموزِ علومش بدیار دہلی
شاہِ اسحق گرامی گہر و دریا دل

دلق درویشیِ او بود ز شاہِ آفاق
داز غلام علیش دولت شاہی حاصل

آن دو فخر سلف و پشت پناہ اخلاف
یافتندش خلف و بہر خلافت قابل

ناخدا از پی کشتی ہدایت کردند
کاورد خلق ز گرداب بسوی ساحل

محو اخلاص و ادب بود بآل و اصحاب
عاشق احمدؐ مرسل چو اویس واصل

آنچناں پیروِ سنت شد و سرگرم آمد
کہ برفتند پسش پیشروان منزل

ہمچو اصحاب گدا صورت و شاہ معنی
بعیان فتہ دل از کف بنہان صاحبدل

ہر چہ جمع آمدہ از مال پریشاں کردش
مجتمع داد اگر شد متفرق حاصل

حضرتش مرجع امید و مآل آمال
کہ ہر آسی و اسیر ہمہ بر وشد آمل

بزم او تذکرۂ سیرت و وصف پاکاں
پاک از غیبت و حرف غلط و لا طائل

مسندش بود سریری ز رسنہای پلاس
بوریا بسترِ او کاسہ و کوزش از گل

خوش بآں حجرۂ تنگی کہ شدہ خوابگہش
شاد ازاں مسجد بریدہ شکستہ چو دل

گہ بتدریس احادیث بمسجد مشغول
گہ بتعلیم مقامات بحجرہ شاغل

میشد از ذوق با شعار حقیقت اشعار
گاہ از فارسی گہ از اردو و بھاکا قائل

چوں جناب نبوی گاہ لبش در طیبت
گاہ چشمش ز الم چشمۂ اشک سائل

گہ بہ بازار خراماں پی سودای ثواب ۔۔۔ کار و ازبہر عجوز آرد و ملح و فلفل

گہ بہ بازیگہ طفلاں برسید و پرسید ۔۔۔ کہ ازیں جملہ کدام ست یتیم و عائل

گہ بدروازۂ مسجد نگراں شام انگام ۔۔۔ از پی مقدم مہماں غریب منزل

گہ سحرگہ بدر استاد و زبہر جمع اضیاف ۔۔۔ بیگی گفت کہ فاخرج بدر گفت انزل

گہ زدی آہ نبا گاہ کہ سوز د سینہ ۔۔۔ گاہ می گفت معاذ الله[۱] کہ خود دی برل

(۱ یعنی لفظ معاذ الله کہ اکثر می فرمود ۱۲)

یکصد و پنج شد از عمر شریفش لیکن ۔۔۔ نہ معطل ز شنیدن نہ ز دیدن عاطل

نہ بہ نمد پوش قلندر نہ مزخرف صوفی ۔۔۔ نہ خطیب سخن آرا نہ غرائم عامل

نہ بہ تسبیح و مصلا نہ بدلق و جبّہ ۔۔۔ نہ بدستار و عمامہ نہ بشملہ خائل

نہ بجذب و نہ بجوش و نہ بحال و نہ بقال ۔۔۔ نہ بغلطیدن خاک و نہ برقص بسمل

سادہ پیرایہ و آمیختہ باسایر ناس ۔۔۔ باز نشناختہ از عالی و وسط و سافل

داشت و ویلہ کلاہی ز تماشہ گر دو ۔۔۔ جامۂ جملہ تنش بود شریک و شامل

ہرچہ گفت ست کمیں بندۂ دل خستہ غنی ۔۔۔ نیست اغراق فضول و نہ غلو فاضل

غیر از صدق و صفا نیست خمیر سخنش ۔۔۔ کہ ہمہ جوہر حق ریخت بہ پرویزن دل

شد چو وصالش بخدا فصل زتن پرسیدم ۔۔۔ سال ایں فصل و وصالش ز خرد چوں سائل

گفت[۲] از فصل و وصال ست کہ فضل رحمٰن (۱۲۰۸) ۔۔۔ از سر جحیم (۳) چو برخاست بحق (۱۰۸) باشد واصل

۱۲۰۸ + ۱۰۸ = ۱۳۱۶ - ۳ = ۱۳۱۳ھ

[۲] مطلب یہ ہی کہ لفظ فضل رحمٰن کے عدد لفظ حق کے عدد سے ملے اور سر جحیم یعنی جیم کے عدد اُس میں سے دور ہو گئے تو ۱۳۱۳ عدد باقی رہتے ہیں یہی سن وفات حضرت کا ہی۔

کتبہ محمد عبد الغنی عفی عنہ در سنہ ۱۳۲۶ھ نوشتہ شد

قطعہ

در حیدرآباد بر طرح مشاعرہ نعتیہ میرزا غلام حسین خان در سنہ ۱۳۲۷ھ نوشتہ شد

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

خواہم علم ز شعر سوئے ابر آورم نام از سخن بلند چو شعریٰ برآورم

با دامنِ دراز کہ دارم در آستیں شاید کز آستیں یدِ بیضا برآورم

افتد قلم ز دستِ دبیرِ فلک فرو چوں دست بر قلم پئے انشا برآورم

کرسی نہم بعرش بلندِ سخنوری خود را اگر بہ عرشِ معلی برآورم

خوانند از سپہرِ بریں آفریں برآں تحسیں طلب ز ملاءِ اعلیٰ برآورم

افتد ز چرخ زہرہ بروئے زمیں چو من در نعت زمزمہ چو نکیسا برآورم

نعتِ رسولِ پاک سرایم چناں بہ نظم کز افتخار سر بہ ثریا برآورم

بر صاحبِ براق بگویم ثنا ز دل دم از مدیح صاحبِ اسریٰ برآورم

گو ابلغ از صریح کنایہ بود ولے من نام شاہ یثرب و بطحا برآورم

ختمِ رسل محمدِ مرسل کہ بر سپہر ذکرِ بلند او ز رفعنا برآورم

احمد توئی کہ رایتِ حمد ترا بہ حشر فرمود حق کہ از ہمہ بالا برآورم

شاہا توئی کہ گفت خدا نام نامیت با نامِ خویش ہمسر و ہمتا برآورم

ایزد درِ کرم ز فتحنا بتو کشاد فالِ فتوحِ تو ز مبینا برآورم

بر معجزِ تو حجتِ ناطق پئے عدو حرفے کہ گفت جمرۂ صما برآورم

فال زوال چاردہ تاجش ز قہر تو از کنگرِ شکستۂ کسریٰ برآورم

احیائے مردگاں شود از نقشِ پای تو ایں مژدہ در مسامعِ موتیٰ برآورم

گر در دلم ہزار سویدا بود خوشم تا داغت از ہزار سویدا برآورم

دانم اگر بسدره و طوبیٰ قدت شبیہ | شاخ از نہال سدرہ و طوبیٰ بر آورم
کارِ دمِ مسیح کند ہر نفس مرا | گر یک نفس ز تو بتو لّا بر آورم
ہر بت بسر در آید و از پاے او فتد | نامت چو در کنشت و کلیسا بر آورم
در روزِ رستخیز کہ خیزند از قبور | سر از کفن بیادِ تو شاہا بر آورم
در ہجر تو نشان ز جحیم و سقر دہد | ہر آہِ گرم کز دلِ شیدا بر آورم
من بگزرم شہا ز تمنائے ہر دو کون | گر خود دمے ز تو بہ تمنا بر آورم
داغ غلامیت کہ ازاں بہ شفیع نیست | در عرصۂ شفاعتِ کبرے بر آورم
غلطیدم بخاکِ رہت بہ ازاں کہ من | صد خوابِ خوش بسدرہ و طوبیٰ بر آورم
والی شدہ بملکِ دلم قہرمانِ نفس | فریاد ازیں بدرگہِ والا بر آورم
در چشمِ حور سرمہ کنندش اگر غبار | از خویشتن براہِ تو مولیٰ بر آورم
گر نیمت بخواب تسلی شوم کہ فال | زیں مصحفِ نکوپئے فردا بر آورم
روز و شباں بمہر و ولای تو روزگار | با خرمی و عیش مہیا بر آورم
از اشکِ انفعال بدریا شدم غریق | از فضلِ تو گلیم ز دریا بر آورم
بانگِ گداز خانہ بر آرد کریم را | چوں نالہ در فراقِ تو شاہا بر آورم
ترسم کہ سر ز روضہ بر آری زخوابِ ناز | زیں ہرزگی خوش ست کہ خود را بر آورم
سیماۓ رستگاریِ جاوید من بود | داغِ غلامیت چو سیما بر آورم
بخشی گرم خلوص و زروی دریا خلاص | از زنگ ہر دو دلق و مصلا بر آورم
با عاصیاں پناہ بخشا بروز حشر | تا رو سفید پیشِ تو خود را بر آورم
بنشو مرا بہشت بدو زخ برابرست | دل از نعیم جنتِ علیا بر آورم

من ہم غنی کمینہ غلام شہم ازاں
سر از غلامیش بہ ثریا بر آورم

قطعه

به تقریب وداع مولوی سید حسین بلگرامی ملقب به عماد الملک از حیدرآباد و سبکدوشی ایشان از خدمت نظامت تعلیمات حیدرآباد و قبول ممبری پریوی کونسل[1] پارلیمنٹ لندن بمواجب پانزده هزار روپیه سالانه از سرکار انگریزی در سنه ۱۳۲۵ھ

[1] صحیح انڈیا کونسل ۱۲ مطبع

پس از سپاسِ خدائے جہان علی و علیم | پس از ثنائے رسولِ امین رؤف و رحیم
بگو به عهدِ همایونِ آصفِ جم جاه | عمادِ ملک فلاطون بود ز رائے سلیم
بدورِ آصفِ سادس ز رُسئے رائے بود | چو بیدپائے برہمن بدورِ دابشلیم
بود نهفته بعهدش وفا چو بو در گل | بود شگفته دلش از سخا چو گل ز نسیم
بری ز صنعت و سازش به طینت ساده | جدا ز غی و غوایت بحکم طبع سلیم
بهین و مهر گرا دیر گیر و زود آمرز | عطوف و عذر نیوشنده و غیور و حلیم
هنر پسند و هنرور شناس و قدر افزا | لطیفه سنج و سخن فهم بذله گوی و ندیم
بخاطرش ز علوم ست جمله کهنه و نو | بیادِ اوست ز هر فن همه حدیث و قدیم
فسانه ایست به بزمش همه علوم و فنون | فسونِ اوست بهر کس تعلم و تعلیم
بهر معانیِ بیگانه آشنا طبعش | بهر یگانه فضل و هنر شریک و سهیم
همیں نه شهرهٔ لفظش ز هر طرف برخاست | نشست سکهٔ او از قلم بهفت اقلیم
بادست نازشِ آبا اگرچه احرار زند | که ابر و بحر بنازند گر دُر است یتیم
ز بلگرام بسے گرچه آمدند کرام | زمینش ارچه گرامی شد از هزار کریم
من و خدائے که سید حسین پاک گهر | ز نظم و نسق تو گوئی که گوهریست نظیم

باوستادی شہزادہ امتیاز او راست — کہ پیش اہلِ تمیز ست امتیازِ عظیم

تبارک اللہ زہے بلی کہ شہ باو کردست — کسے نہ گشت ز اقران بدو قرین و سہیم

زبارہ دین ببک گرد چوں سبکسار ال — کشاد و لبست درِ خرمی و راہ غریم

بلائے شاہ بچینم کہ طولِ عمرش را — سپہر دہ است بعرضِ حیات ناز و نعیم

بدور اڈورڈ ہفتم شدا ز میانہ ہند — بہ بزم خسرو برطانیہ چو رکن قویم

شد از نگارشِ کلکت کہ جادواں مانی — نگارخانہ چینی سرشتۂ تعلیم

زچند روز کہ بگرفتی از سرش سایہ — چہ غم کہ بر سر او از تو منتے ست عظیم

گزشت ابر ز دریا و منتش باقی ست — بجانِ بحر کہ از فیض اوست دریتیم

سپاس باد نسیم از شگفت لالہ و گل — بدوش باغ بود گور ود ز باغ نسیم

ہمیشہ تا کہ خط و سطح و جسم را اجزاست — ہمیشہ تا نبود نقطہ قابلِ تقسیم

تو شاد باش بہ ظلِ شہِ دکن اصف — چو شہ بہ ظلِ شہِ انبیا رسول کریم

طفیل سرورِ عالم نظامِ آصف جاہ — بپاش تختِ شہی باد بر سرش دیہیم

تمت

صحت نامہ

نوٹ: ذیل کی فہرست میں گو زیادہ تر نقطوں اور مرکزوں یا شوشوں اور مشتبہ حروف کی غلطیاں ہیں جو سیاق و سباق سے بھی بخوبی معلوم ہو سکتی ہیں، تاہم حتی الامکان ان تمام مقامات کے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ناظرین کرام تکلیف فرما کر درست فرمالیں۔

مہتمم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۸	بزم جم	بزم و جم	۶	۱۹	شفقش	شفقتش
"	۱۲	زرنجش و	زرنجش	"	۲۰	لقماط	بہ قماط
"	۱۸	آزاری	آذاری	۷	۲۱	نہیبس	نہیبش
۶	۶	زعم	رغم	۱۰	۱۶	ندار	مدار
"	۱۴	سرآید	سراید	۱۳	۱۴	سہ پس	سپس